شرح قرآن

متوسط تعلیم یافتہ افراد کے مطالعہ کے لئے سورۂ فاتحہ اور مدنی سورتوں کی آسان تشریح

حسن علی بکڈپو۔ کھارادر کراچی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No2
KARACHI
PH. 7211795

786/92/110

مرحوم حاجی محمد جعفرنظر علی کے خاندان کی قائم کردہ قدیمی طرحی محفل مقاصدہ بسلسلہ ولادت باسعادت حضرت امام حسین علیہ السلام منعقدہ 10ستمبر ۲۰۰۵ء کے موقع پر دو کتابیں (گھر۔ ایک جنت) اور (شرح قران) کا تحفۂ محبت و اخلاص شعرائے محفل کو پیش کیا جاتا ہے۔ شعرائے کرام اور حاضرینِ محفل کے لیے دعائے صحت و سلامتی و توفیقات کے ساتھ درخواست ہے کے تمام مرحوم مومنین اور مومنات کے ایصال ثواب کے لیے سورہ فاتحہ پڑہ کر بخش دیں۔

دعا گو وندر گزار

پسران مرحوم حاجی محمد جعفر نظرعلی دیوجی جمال

کراچی ۱۰ ستمبر ۲۰۰۵ء

شرح قرآن

شرح قرآن

یعنی سورۃ الفاتحہ اور مدینہ میں نازل ہونے والی
اٹھائیس سورتوں کی عام فہم اور آسان تشریح

متوسط تعلیم یافتہ افراد کے مطالعہ کے لیے

JAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No.2
KARACHI
PH. 7211795

No. 10,818 ...... Date 11/12/09
on .... Status ....
Class ....
MAJAFI BOOK LIBRARY

سید منتجب حسین

ناشر

حسن علی بک ڈپو

بالمقابل بڑا امام باڑہ کھارادر - کراچی

فون ۲۴۳۳۰۵۵

شرح قرآن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

شارح ________ سیّد منتجب حسین
نظرثانی ________ رضا حسین رضوانی
کتابت ________ اشرف راحت
طبع دوم ________ ۱۹۹۷ء
مطبع ________ پرائما پرنٹرز کراچی

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے فرمایا

○ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

○ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ قَلْبًا وَّعَی الْقُرْاٰنَ.

○ اَلَا اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُّوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثِقْلَیْنِ اَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ مَنِ اسْتَمْسَکَ بِهٖ وَاَخَذَ بِهٖ کَانَ عَلَی الْهُدٰی وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللهِ تَعَالٰی وَاسْتَمْسِکُوْا بِهٖ وَاَهْلُ بَیْتِیْ. اُذَکِّرُکُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ.

○ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

○ قرآن پڑھو کیونکہ جو دل قرآن کو پالیتا ہے خدا اسے عذاب نہیں دیتا۔

○ لوگو! میں ایک بشر ہوں اور قریب ہے کہ میں خدا کے پاس چلا جاؤں۔ میں تمہارے درمیان دو امانتیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ جو شخص اسے تھام لے اور اس کی پیروی کرے وہ راہِ راست پر ہے اور جو اسے چھوڑ دے وہ گمراہ ہے۔ دوسری امانت میرے اہل بیت ہیں۔ پس کتابِ خدا اور میرے اہل بیت کا دامن تھام لو۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کی یاد دلاتا ہوں۔

(نہج الفصاحۃ سے ماخوذ)

"ایک بہت ضروری اور مفید مشورہ"

انسانی فطرت ہے کہ آدمی اسی سے مانوس ہوتا ہے جو اپنا ہم زبان ہوتا ہے اور اسی کتاب کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کی زبان وہ خود سمجھتا ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے جس سے ہم عام طور سے واقف نہیں۔ ہماری عبادتیں اور دعائیں بھی اسی زبان میں ہیں جنہیں ہم سمجھتے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی طرف ہماری رغبت کم ہے اور ہم ان سے اجنبیت محسوس کرتے ہیں اور دلچسپی کم لیتے ہیں حالانکہ کلام اللہ اور ان دوسری عبارتوں میں تقدس کا ایک پاک جذبہ بھی شامل ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ ہم ابتدا ہی میں عربی زبان اس حد تک سیکھ لیں کہ ہم میں ان مقدس کتابوں کو صحیح پڑھنے اور قدرے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ پھر اس کے بعد ترجمے، حاشیے اور تفاسیر جو چاہیں پڑھیں۔ قوی امید ہے کہ ایسا کرنے سے یہ کمی اور خامی دور ہو جائیگی، دلچسپی پیدا ہو گی اور معنی و مطالب اور مضمون و مفہوم پر عبور حاصل ہو گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا، وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ جَعَلَہٗ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ عَنْھُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا۔

دیباچہ

قرآن مجید کے مضامین و مطالب سمجھنے کی کوشش سے پہلے جو باتیں معلوم کرلینا ضروری ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کی حقیقت

قرآن کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو کسی عنوان کے تحت کسی موضوع پر تصنیف کر کے عام لوگوں کی واقفیت کے لیے شائع کردی گئی ہو، بلکہ وہ ان ہدایات و پیغامات اور احکامات کا مجموعہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے مقرب اور امانتدار فرشتہ حضرت جبرئیل کے ذریعہ اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰؐ کے پاس ۲۳ برس کے دوران وقتاً فوقتاً مکہ اور مدینہ کے مقامات پر بھیجتا رہا اور پھر حضورؐ ان ہدایات اور پیغامات کو اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاتے رہے اور جو احکامات خود حضورؐ کی ذات سے متعلق تھے ان پر عمل فرماتے رہے۔ قرآن جزئیات کی کتاب بھی نہیں ہے بلکہ اصول و کلیات کی ہے اور اکثر اصولوں کی بنیاد کوئی نہ کوئی واقعہ ہے جس کی صراحت نہیں کی گئی ہے۔

قرآن کو نازل کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے

وہی آسمانوں اور زمین کا اور ان میں جو جو چیزیں ہیں ان سب کا خالق

ہے۔ اسی نے ہر چیز کا قاعدہ مقرر کیا۔ اسی نے فرشتوں کو تمام کائنات کے انتظام پر مامور کیا۔ اسی نے انسانوں اور جنات کو اس غرض سے خلق فرمایا کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی قرآنی تقریروں کا متکلم ہے۔ اسی کی آواز چودہ سو برس سے گونج رہی ہے۔ وہی تمام کائنات کا رب ہے۔ اللہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ عالم ہے یعنی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ خالق کلام ہے، بے جان چیز کو بھی قوت گویائی عطا کر سکتا ہے۔ وہ عادل ہے، کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور سب کچھ سنتا ہے۔ وہ روزِ جزا و سزا کا مختارِ کل ہے۔ اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے ہزاروں نبی اور رسول بھیجے۔ آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ؐ ہیں اور ان پر یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو سراسر ہدایت و نصیحت ہے۔

قرآن کس پر نازل ہوا؟

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زمین پر اللہ کے نمائندے ہیں۔ آپ ہادی برحق ہیں۔ رسولوں میں آپ کا درجہ سب سے بلند ہے۔ آپ خُلق مجسم ہیں۔ آپ محبوبِ الٰہی ہیں۔ آپ کا اسوۂ حسنہ تمام انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک قرار دیا۔ آپ نے بڑی محنت و جانفشانی سے اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کی اور کافروں اور منکروں کے ہاتھوں بہت تکلیفیں برداشت کیں اور ظلم سہے۔ آپ ہی کی ذات بابرکات کے ذریعہ انسانوں کو دنیاوی و اخروی زندگی کا قانون میسر آیا۔

قرآن کا قاصد

اللہ تعالیٰ نے جس ذریعہ سے قرآن مجید کو رسول اکرم ؐ پر نازل فرمایا وہ ایک معزز فرشتہ ہے۔ ان کا نام جبرئیل ہے۔ وہ معصوم ہیں، امین ہیں، لاتعداد فرشتوں کے سردار ہیں۔ خداوند کریم کے بڑے معتبر قاصد ہیں۔ اس قدر قابلِ قدر، قابلِ اعتبار، اس درجہ امانت دار کہ تمام پیغامات مکمل طور پر پہنچا دیے۔ ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ جبرئیل امین اور ان کے ساتھی فرشتے پوشیدہ مخلوق ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت، غزوات اور دوسرے موقعوں پر آنحضرتؐ اور مسلمانوں کی مدد کی تھی۔

قرآن کا مقصد

اس سوال کے جواب میں کہ قرآن کیوں نازل کیا گیا۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق انسانی زندگی کو سنوارے، عبادت الٰہی کے طریقے بتائے۔ نیک اعمال بجالانے کا حکم دے اور بدکاری کی ممانعت کرے۔ اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دے۔ ایسے اعمال صالحہ کی نشاندہی کرے جن کا انجام بخیر ہو اور جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور ایسے افعالِ بد کی ممانعت کرے جو اس کی ناراضگی کا باعث ہوں اور جن سے مستحق عذاب ہونے کا اندیشہ ہو۔

قرآن کی زبان

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے عربی زبان جاننا ازحد ضروری ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم ابتدائی تعلیم ضرور حاصل کر لینی چاہیے تاکہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں قدرے آسانی پیدا ہو جائے۔

شرح قرآن

ہم نے یہ شرح قرآن ان حضرات کے مطالعہ کی غرض سے تالیف کی ہے جو اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ ہوں اور قرآن کے معنی و مطالب کو سمجھنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ یہ شرح سارے قرآن کی نہیں ہے، بلکہ صرف مدنی سورتوں کی ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ ان سورتوں کے ساتھ سورۃ الفاتحہ کو بھی شامل کر لیا ہے، جو بہت عظیم سورۃ ہے اور جس کے متعلق روایت ہے کہ وہ دو مرتبہ نازل ہوئی، ایک مرتبہ مکہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ میں!

اسلامی تحریک

مکی اور مدنی سورتوں کے انداز بیان اور مضمون میں موقع اور حالات کے لحاظ سے کسی قدر فرق ہے۔ مکہ میں اسلامی تحریک ابتدائی منزل میں تھی۔ آنحضرتؐ تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تھے لیکن کافر سخت مخالفت کرتے تھے۔ جب حضورؐ کی کوشش سے کچھ لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے لگے تو دشمنوں نے اور زیادہ پریشان کرنا شروع کیا۔ تب آنحضرتؐ اپنے کچھ مسلمان ساتھیوں کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ یہ ایک بڑا اقدام تھا۔ مدینہ کی فضا سازگار تھی، وہاں پہنچ کر آنحضرتؐ نے ایک باقاعدہ اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ ادھر مسلمانوں کی تعداد

بڑھنے لگی، اُدھر مخالفین کا زور بھی بڑھنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو آنحضرتؐ کی قیادت میں کافروں اور منکروں سے متعدد ہتھیار بند دفاعی جنگیں لڑنا پڑیں۔ خود امتِ مسلمہ کے اندر منافقین پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے دشمنوں سے خفیہ سازش کر کے اسلامی تحریک کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر بھی خدا کی مدد سے اس کو فروغ ہوتا رہا۔ آخر کار دس سال کی مدت میں سارا عرب اس کے زیرِ نگین آگیا۔

مدنی سورتوں کا پس منظر

اس عرصہ میں موقع اور ضرورت کے مطابق خدا کی جانب سے احکامات اور ہدایات نازل ہوتی رہیں۔ ان میں کبھی زوردار خطابت تھی، کبھی شاہانہ فرمان کی شان، کبھی معلمانہ درس وتعلیم کا انداز تھا اور کبھی مصلحانہ افہام وتفہیم کا۔ ان کی غرض حق کا عروج اور باطل کا زوال تھا۔ اسلام کی فتح اور کفر کی شکست تھی۔ ایک طرف مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی جا رہی تھی۔ ان کی کمزوریوں پر ان کو متنبہ کیا جا رہا تھا۔ راہِ خدا میں جہاد کی ترغیب اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنّت کی بشارت دی جا رہی تھی تو دوسری طرف کفار، مشرکین اور منافقین کو ملامت کی جا رہی تھی۔ کبھی نصیحت کی جاتی تھی اور کبھی ان کی بداعمالی پر ان کو عذاب دوزخ سے ڈرایا جاتا تھا۔ یہ ہے مدنی سورتوں کا پس منظر!

چند سورتوں کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مکی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ مدنی ہیں۔ ہم نے ان کو مدنی قرار دیکر اس مجموعہ میں شامل کر دیا ہے۔

شرح قرآن کی خصوصیّت

اس شرح کی تالیف میں جن باتوں کا میں نے خیال رکھا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ہر سورۃ کی تمہید میں نام کی وجہ تسمیہ، زمانۂ نزول، تاریخی پس منظر اور مضامین کا خاکہ اور خلاصہ لکھ دیا ہے۔

(۲) جہاں کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، وہاں اس کی مختصر تفصیل تاریخ اسلام کی مدد سے بیان کر دی ہے۔

(۳) جس مقام پر آیات کے درمیان اجنبیت سی محسوس ہوئی وہاں ان کا باہمی ربط

ظاہر کر دیا۔

(۴) جس جگہ ضمیروں کے مرجع میں شبہ نظر آیا اس کو دور کر دیا ہے۔

(۵) جہاں ضرورت سمجھی تلخیص سے کام لیا ہے تاکہ دماغ زیادہ الجھاؤ محسوس نہ کرے۔

(۶) ایسے مضامین کی تشریح کی گئی ہے جن کا مطالعہ کرتے رہنے سے قرآنی تعلیمات کے معانی و مفہوم آسانی سے ذہن نشین ہو سکیں۔

(۷) آسانی کی غرض سے ہر رکوع کی تشریح کے پہلو میں اس کے مضمون کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

(۸) قرآن مجید کا متن نہیں لکھا ہے، صرف اُردو میں تشریح لکھی ہے۔

(۹) کوشش کی ہے کہ تشریح عام فہم اور بالکل واضح ہو۔

تالیف کے دوران میں قرآن مجید کے متعدد ترجموں اور تفسیروں کا مطالعہ کرتا رہا ہوں اور سب ہی سے کچھ نہ کچھ استفادہ کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تفہیم القرآن سے زیادہ مدد ملی ہے۔ میں ان سب مترجموں اور مفسروں کا مشکور ہوں۔

ان مقدس کتابوں کی فراہمی میں اور تالیف کے لیے ضروری اشیاء مہیا کرنے میں فرزند سعید سیّد محمد نجیب حسین سلمہ نے مکمل تعاون کیا جس کے بدلے میں ان کی اور ان کے اہل و عیال کی صحت و عافیت اور فلاح دارین کی دعا کرتا ہوں۔

طالب مغفرت:

سیّد منتجب حسین

۳ر اپریل ۱۹۸۷ء روز جمعہ مطابق ۳ر شعبان ۱۴۰۷ھ

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، کراچی نمبر ۴۶

جن قرآنی نسخوں سے استفادہ کیا گیا اُن کے نام

اس مجموعہ کی تالیف و ترتیب میں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل نسخوں سے مدد لی گئی۔ ہم ان مترجمین اور مفسرین کے شکر گزار ہیں اور ان کے حق میں بارگاہِ احدیت میں دعائے خیر کرتے ہیں:

۱۔ کلام اللہ ——— ترجمہ مولوی سید فرمان علی
۲۔ قرآن مجید ——— ترجمہ و تفسیر مولوی سید مقبول احمد
۳۔ تفہیم القرآن ——— ترجمہ و تفسیر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی
۴۔ قرآن المبین ——— ترجمہ مولوی سید امداد حسین کاظمی
۵۔ مضامین الفرقان ——— مرتبہ مولانا وحید الزمان
۶۔ مضامین القرآن ——— مرتبہ زاہد ملک
۷۔ تفسیر انوار النجف ——— علامہ حسین بخش
۸۔ فیوض القرآن ——— مولوی حامد حسن بلگرامی
۹۔ تفسیر فصل الخطاب جلد اوّل ——— مولانا السید علی نقی النقوی
۱۰۔ وحی منظوم ——— علامہ سیماب اکبر آبادی
۱۱۔ قرآن الکریم ——— ڈاکٹر سید مجاور حسین رضوی
۱۲۔ ہولی قرآن ——— انگریزی ترجمہ اور تفسیر، میر احمد علی

اُن سُورتوں کی فہرست جن کی تشریح کیگئی ہے

اُن کی ترتیب تنزیل کے لحاظ سے ہے

تنزیل کی ترتیب کے لحاظ سے سورۃ کا نمبر	رائج الوقت مطبوعہ قرآن کے لحاظ سے سورۃ کا نمبر	سورۃ کا نام	صفحات
	۱	اَلْفَاتِحَة	۱۹
۸۷	۲	اَلْبَقَرَة	۲۴
۸۸	۸	اَلْاَنْفَال	۴۳
۸۹	۳	آلِ عِمْرَان	۵۴
۹۰	۳۳	اَلْاَحْزَاب	۷۸
۹۱	۶۰	اَلْمُمْتَحِنَة	۹۲
۹۲	۴	اَلنِّسَاء	۹۷
۹۳	۹۹	اَلزِّلْزَال	۱۱۳
۹۴	۵۷	اَلْحَدِيْد	۱۱۴
۹۵	۴۷	مُحَمَّد	۱۲۲
۹۶	۱۳	اَلرَّعْد	۱۲۷
۹۷	۵۵	اَلرَّحْمٰن	۱۳۷
۹۸	۷۶	اَلدَّهْر	۱۴۴

۹۹	۶۵	اَلطَّلَاق	۱۴۸
۱۰۰	۹۸	اَلْبَیِّنَة	۱۴۹
۱۰۱	۵۹	اَلْحَشْر	۱۵۳
۱۰۲	۲۴	اَلنُّوْر	۱۵۹
۱۰۳	۲۲	اَلْحَج	۱۶۹
۱۰۴	۶۳	اَلْمُنَافِقُوْن	۱۸۱
۱۰۵	۵۸	اَلْمُجَادِلَة	۱۸۸
۱۰۶	۴۹	اَلْحُجُرَات	۱۹۱
۱۰۷	۶۶	اَلتَّحْرِیم	۱۹۳
۱۰۸	۶۴	اَلتَّغَابُن	۱۹۷
۱۰۹	۶۱	اَلصَّفّ	۲۰۰
۱۱۰	۶۲	اَلْجُمُعَة	۲۰۵
۱۱۱	۴۸	اَلْفَتْح	۲۰۹
۱۱۲	۵	اَلْمَائِدَة	۲۱۷
۱۱۳	۹	اَلتَّوبَة/اَلْبَرَاءَة	۲۳۱
۱۱۴	۱۱۰	اَلنَّصْر	۲۴۶

سُورَۃُ الفَاتِحَۃِ

یا

سُورۂ حمد

سورۃ کا نام اور وجہ تسمیہ اس سورۃ کا نام فاتحۃُ الکتاب ہے۔ فاتحہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی مضمون یا کتاب یا کسی شے کا افتتاح ہو۔ یہ نام دیباچہ اور آغازِ کلام کا ہم معنی ہے۔ اس کا دوسرا نام سورۂ حمد ہے کیونکہ لفظ حمد سے اس سورۃ کی ابتدا ہوتی ہے۔

سورۃ کا نزول اس سورۃ کے نزول سے پہلے کچھ متفرق آیتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہو چکی تھیں جو مختلف سورتوں میں ملیں گی مثلاً سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیتیں، مگر مکمل سورۃ کے لحاظ سے سُورَۃ الفَاتِحَۃ سب سے اوّل سورۃ ہے۔ روایت میں ہے کہ یہ سورۃ دو بار نازل ہوئی پہلی مرتبہ مکہ میں جب نماز فرض کی گئی، دوسری مرتبہ جب تحویلِ قبلہ کا حکم پہنچا۔

سورۃ الفاتحہ کی حقیقت اور عظمت اس سورۃ کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اسے تمام قرآن کا خلاصہ بتایا ہے۔

تمام قرآن کا مقصدِ اصلی دو باتیں ___ اعتقاد اور اعمال ہیں ___ اعتقاد کے دو شعبے ہیں، اللہ کا وجود اور قیامت، ___ اور اعمال کے بھی دو شعبے ہیں، اچھے اوصاف سے آراستہ ہونا اور بری باتوں سے اجتناب کرنا ___ سورۂ حمد ان تمام باتوں پر مشتمل ہے۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم یعنی وجودِ الٰہی کا اعتقاد مالک یوم الدین یعنی آخرت پر اعتقاد، ایاک نعبد و ..... انعمت علیہم یعنی اچھے اعمال سے مزین ہونا اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی برے اعمال سے دور رہنا۔

معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ حمد ایک متن ہے اور تمام قرآن اس کی شرح۔ وہ مختصر ہے اور کلام مجید اس کا مجموعہ، اس کی تفصیل۔ یہ ظاہر ہے کہ اس سورۃ کا اندازِ بیان، قرآن مجید کے دوسرے اجزا کے بیان سے مختلف ہے۔ قرآن مجید میں عموماً یہ بات نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مخاطب کرکے کوئی بات فرمائی ہے، لیکن سورۂ حمد میں اندازِ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خدا کی بارگاہ میں بندہ کی عرض ہے۔

سورۂ حمد کی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر بندہ کی نماز کا لازمی جزو ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی اور اس کی اہمیت

معنی یہ ہیں: "سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا، بڑا مہربان ہے۔" قرآن مجید کی جو سب سے پہلی آیت اتری وہ یہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی۔ اس آیت کی خصوصیت و اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر سورہ کی ابتدا میں اتاری گئی۔ اس طرح قرآن میں جتنے سورے ہیں اتنی ہی تعداد میں یہ آیت ہے۔ صرف سورۂ برائت کا آغاز بسم اللہ سے نہیں کیا گیا اس لیے کہ یہ آیت رحمت ہے اور وہ سورہ، سورۂ عذاب (سورہ برائت کا دوسرا نام سورۃ التوبہ ہے)۔ یہ کمی اس طرح پوری ہوگئی کہ سورۂ نمل کے درمیان میں یہ آیت آگئی۔ اس طرح بسم اللہ کی تنزیلی تعداد ۱۱۴ سورتوں کی گنتی کے برابر ہوگئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہر سورہ کی ابتدا کرکے یہ رسم قائم کی گئی ہے کہ مسلمان بھی اپنی

ہر تقریر اور ہر کام کا اس سے آغاز کریں تاکہ ان کو زندگی کے ہر قدم پر اللہ سے سہارا لینے کا احساس قائم رہے۔

اللہ یہ اس ذات کا نام ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ بہت جامع لفظ ہے۔ دوسرے الفاظ جو اللہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ سب اس کی صفات ہیں۔

الرحمٰن اور الرحیم یہ دونوں لفظ رحم سے بنے ہیں اور دونوں کے معنی ہیں بہت رحم کرنے والا۔ مگر ان دونوں میں فرق ہے۔ رحمٰن کے معنی ہیں سب کو فیض پہنچانے والا خواہ وہ مومن ہو یا کافر ــــ کافر اگرچہ اللہ کے منکر ہیں۔ پھر بھی وہ ان کو زندگی، صحت، رزق، اولاد اور مال و دولت دیتا ہے۔ رحیم کا لفظ خاص کر ان انعامات اور مہربانیوں کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ مومنوں کو آخرت میں عطا فرمائے گا۔

اَلْحَمْدُ اردو زبان میں حمد کا ترجمہ کرنے کے لیے کوئی لفظ نہیں۔ تعریف اور مدح کے الفاظ بھی عربی ہیں۔ مگر ان سے وہ مطلب ادا نہیں ہوتا جو حمد سے ہوتا ہے لہٰذا اس کا ترجمہ مناسب یہ ہوگا "ہر قسم کی خاص حمد" یا "لاانتہا حمد"۔

اللہ اس کی تشریح اوپر ہو چکی ہے۔ مزید یہ کہ جناب امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ اللہ سے مراد وہ ذات ہے جس کی طرف کل مخلوق اس وقت جبکہ ہر طرف سے آس ٹوٹ جائے خود بخود متوجہ ہوتی ہے۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب کا لفظ عربی زبان میں کئی معنوں میں بولا جاتا ہے وہ یہ ہیں: مالک، آقا، مربّی، پرورش کرنے والا، خبرگیری اور نگہبانی کرنیوالا، فرماں روا، حاکم، مدبر اور منتظم۔ ان سب معنوں میں اللہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ قرآن مجید میں کثرت سے آسمانوں اور زمین کی تفصیل ہے وہ سب العٰلمین میں اجمالاً موجود ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ان دونوں الفاظ کی تشریح اوپر بیان ہو چکی ہے۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ جب قیامت آئے گی اور بندگانِ خدا اس کے روبرو حاضر کیے جائیں گے تو ان کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا۔

نیک اعمال والے مومنوں کو جنت کی جزا دی جائے گی اور بد اعمال والے کافروں اور منافقوں کو جہنم کی آگ کی سزا دی جائے گی۔ کسی بندہ کی حق تلفی نہ ہوگی۔ انصاف ہوگا۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

بندہ کو خدا نے پہلے بتایا کہ وہ معرفتِ خدا حاصل کرے اور اقرار کرے کہ اس کا معبود کن کن صفات کا مالک ہے اور جب خدا کے صفات کا یقین ہو جائے تو اپنی عبودیت کا اظہار کرے اور کہے بس ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ اس کی خلقت عبادت ہی کے لیے ہوئی ہے۔ معرفت حاصل کر کے اور خدا کا تصوّر کر کے بندہ یہ محسوس کرنے لگا کہ اب وہ خدا کے حضور کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اس امر کے لیے کہ صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ صراط مستقیم سے دین اسلام مراد ہے۔ صراط مستقیم کے الفاظ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر وارد ہوئے ہیں اور ہر جگہ انہیں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اردو میں ان کا ترجمہ "نجات کی سیدھی راہ" کر سکتے ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

وہ لوگ جن پر نعمتیں نازل کی گئیں اور جن کی راہ پر چلتے رہنے کے لیے ہمیں دعا کا حکم دیا گیا ان کا ذکر قرآن کے سورۃ النساء آیت ۶۹ میں موجود ہے۔ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ آیت میں اس شخص کے لیے جو اللہ و رسولؐ کی اطاعت کرے گا' اس امر کی ضمانت دی گئی ہے کہ وہ ان حضرات کے ساتھ ہوگا جنہیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں۔ انبیاء جمع ہے نبی کی۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔ صدیقین، شہداء اور صالحین کے معنی کے لیے ملاحظہ ہو سورۃ النساء رکوع ۹۔ آیت ۶۹ کی تشریح۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

ایک ترجمہ تو یہ ہے کہ ان نعمت یافتہ افراد کا راستہ جو غضبِ خدا سے

محفوظ ہے اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔ دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ نہ ان کا راستہ جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے یہود مراد ہیں خواہ امتِ سابقہ کے ہوں یا اس امت کے۔ اَلضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں خواہ وہ پہلی امت کے ہوں یا اس امت کے۔

بیشتر مترجمین نے یہ دوسرا ترجمہ اختیار کیا ہے۔

اس سورۃ کو سبع مثانی بھی کہتے ہیں۔ یعنی سات آیات جو دو مرتبہ نازل ہوئیں۔

اس سورۃ کا مضمون قرآن عظیم کے مضمون سے الگ ہے۔ ملاحظہ ہو:

سورۃ نمبر ۱۵ الحجر کی آیت نمبر ۸۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ط (ترجمہ: اے رسولؐ! ہم نے تم کو سات آیات اور قرآن عظیم عطا کیا)۔

سُورَۃُ الْبَقَرَۃِ

(۸۷)

تنزیلی نمبر

تمہید

نام اس سورۃ کا نام 'البقرہ' اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے رکوع نمبر ۸ میں بقرہ کا تھوڑا سا ذکر آیا ہے۔ بقرہ کے معنی گائے کے ہیں۔

نزول کا زمانہ اس سورۃ کا بیشتر حصہ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوا ہے۔ مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں یہ پہلی سورۃ ہے۔

تاریخی پس منظر ۱۔ ہجرت سے قبل جب تک مکہ میں اسلام کی دعوت دی جاتی رہی تو وہاں خطاب مشرکین اور کافروں سے تھا۔ ہجرت کے بعد یہودیوں سے سابقہ پیش آیا، جن کی بستیاں مدینہ سے قریب تھیں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے تھے اور ان کی کتاب توراۃ تھی۔ ان کا دین اسلام تھا لیکن صدیاں گزرنے کے بعد وہ اصل دین سے ہٹ گئے تھے۔ کہنا چاہیے کہ وہ بگڑے ہوئے مسلمان تھے۔ مدینہ پہنچ کر رسولؐ نے یہودیوں کو اصل دین اسلام کی دعوت دینا شروع کیا۔ ابتدائی پندرہ سولہ رکوع اسی دعوت سے متعلق ہیں۔

۲۔ ہجرت کے بعد جب مسلمان مدینہ پہنچے تو انصار کی مدد سے ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ نے نئے نظام زندگی کی تعمیر کے لیے ضروری ہدایات دینا شروع کیں۔ اس سورۃ کی آخری ۲۳ رکوع انہیں ہدایات پر مشتمل ہیں۔

۳۔ اس اسلامی ریاست کے کام یہ تھے:

اوّل اپنے مسلک کی تبلیغ کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانا۔

دوم یہ ثابت کرنا کہ مخالفین حق سے دور ہیں اور باطل کی پیروی کرتے ہیں۔

سوم خطرات کے دوران ہراساں نہ ہونا اور پورے صبر و ثبات کے ساتھ مزاحمت کا مسلح مقابلہ کرنا۔

انہیں امور کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں ہدایات دی ہیں۔ اس سورۃ میں ۴۰ رکوع اور ۲۸۶ آیات ہیں۔

ہر رکوع کے مضمون کا خلاصہ

رکوع ۱ یہ کتابِ خدا ہے۔ متقی لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ ان کے اوصاف۔ کافروں کا حال وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

رکوع ۲ منافقوں کا حال۔ وہ مفسد ہیں۔ دھوکے باز ہیں۔

رکوع ۳ عبادت کا حکم۔ شرک سے بچنے کا حکم۔ مومنوں کو جنت کی خوش خبری۔

رکوع ۴ حضرت آدمؑ کی خلافتِ ارض کا اعلان۔ فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

رکوع ۵ بنی اسرائیل کو دعوت اسلام۔ بنی اسرائیل سے مراد اولاد یعقوبؑ۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا خطاب۔

رکوع ۶ اللہ نے بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کی یقین دہانی کرائی۔

رکوع ۷۔۸ بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات۔ گائے ذبح کرنے کا حکم۔

رکوع ۹ بنی اسرائیل کی مذمت۔

رکوع ۱۰ بنی اسرائیل کے بزرگوں نے عہد کی خلاف ورزی کی۔
رکوع ۱۱ بنی اسرائیل نے نبیوں کو جھٹلایا اور قتل کیا۔ بچھڑے کو معبود بنایا۔
رکوع ۱۲ جو خدا، رسولؐ اور فرشتوں کا دشمن ہے، اس کا دشمن خدا ہے۔ ہاروت وماروت دو فرشتوں کا ذکر ہے۔
رکوع ۱۳ مومنوں کو یہودیوں کی شرارتوں سے خبردار کیا گیا اور ان کو اعمال نیک بجا لانے کا حکم دیا گیا۔
رکوع ۱۴ جو مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہو وہ جہنمی ہے۔ یہود ونصاریٰ رسولؐ سے کبھی راضی نہ ہوں گے۔
رکوع ۱۵ بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات۔ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی دعائیں۔
رکوع ۱۶ ابراہیمؑ صالح مسلم تھے۔ اس کے خلاف اہل کتاب کا کہنا غلط ہے۔
رکوع ۱۷، ۱۸ قبلہ کی تبدیلی کا ذکر تحویل قبلہ برحق ہے۔ یہ تبدیلی مسلمانوں کے لیے فائدہ مند ہوگی جس طرح رسولؐ کی بعثت ان کے لیے مفید ہے۔
رکوع ۱۹ مومنوں کو صبر، نماز، حج، عمرہ کا حکم۔ مختلف طریقوں سے اللہ ان کی آزمائش کریگا۔ کافروں پر لعنت۔
رکوع ۲۰، ۲۱ خدا کی آیات کی تفصیل۔ مشرک جہنمی ہیں۔ شیطان کی پیروی کرنے اور حرام چیزیں کھانے کی ممانعت۔ پاک چیزیں کھانے کی اجازت۔
رکوع ۲۲، ۲۳ اصل نیکی کیا ہے؟ اعمال نیک کی تفصیل۔ قصاص اور وصیت کے احکام، رمضان کے روزے۔ بندہ کی دعا اللہ سنتا ہے۔ اللہ پر یقین رکھنے اور ایمان لانے کا حکم۔ خیانت اور رشوت کی ممانعت۔
رکوع ۲۴، ۲۵، ۲۶ مختلف احکام اور مسائل کا بیان۔ بنی اسرائیل عذاب کے مستحق ہوگئے۔ نیک کمائی سے خرچ کرنے اور جہاد کے احکام۔
رکوع ۲۷ چند بہت برے کام، شراب و جوا گناہ ہیں۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے اور یتیموں سے حسن سلوک کا حکم۔

رکوع ۲۸، حیض کے احکام۔ رشتۂ ازدواج کے متعلق ہدایات، طلاق کے احکام، رضاعت
۲۹، ۳۰، ۳۱ کا مسئلہ۔ نماز پڑھنے اور دعا مانگنے کا حکم۔ بات بات پر قسم کھانے کی ممانعت۔
رکوع ۳۲، نوروز کا واقعہ۔ جہاد اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم۔ طالوت اور جالوت کی جنگ،
۳۳ داؤدؑ کا جالوت کو قتل کرنا۔
رکوع ۳۴ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا پھر حکم۔ آیۃ الکرسی۔
رکوع ۳۵ وجودِ خدا کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے درمیان بحث۔ ایک بندہ اور گدھے کا زندہ کرنا۔ پرندوں کا زندہ کرنا۔
رکوع ۳۶، خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ہدایت۔ خیرات، خدا کی خوشنودی کے لیے اور
۳۷، ۳۸ خلوص دل سے ہونا چاہیے۔ بُرا مال خیرات کرنے کی مذمت۔ خیرات کے موقع پر شیطان مفلسی سے ڈراتا ہے اور بخل کا حکم دیتا ہے۔ سود حرام ہے اور سود لینے والا جہنمی ہے۔
رکوع ۳۹ اس رکوع میں دستاویز لکھوانے اور گواہی دینے کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔
رکوع ۴۰ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کچھ ہدایات دیں اور دعا مانگنے کا طریقہ بتلایا اور خبردار کیا کہ یاد رکھو اللہ سب آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ تمام کائنات پر اس کا مکمل اختیار ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے حتیٰ کہ وہ سب بندوں کے دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سورۃ البقرۃ کی

تشریح

رکوع ۱ الٓمٓ یہ وہ کتاب ہے جس کے کتابِ خدا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ ان پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ جیسے خدا کی ذات و صفات، ملائکہ، وحی، جنت دوزخ ـــ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور لے رسولؐ! جو تم پر نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ـــ جو لوگ کافر ہو چکے ان کے لیے برابر ہے خواہ تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔

قرآن متقیوں کے لیے ہدایت ہے

کافروں کا حال

رکوع ۲ اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور یوم آخر پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ خدا اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں وہ کسی کو دھوکا نہیں دے سکتے بلکہ وہ خود اپنے نفسوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض

ہے۔ اللہ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا اور جھوٹ بولتے رہنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو، تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں — خبردار رہو یہی لوگ مفسد ہیں اور جب ان سے ایمان لانے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم بے وقوف لوگوں کی طرح ایمان لائیں — اصل میں یہی لوگ بے وقوف ہیں۔ اسی طرح کی اور باتیں ایسے لوگوں کے لیے اس رکوع میں فرما دی گئی ہیں۔

منافقین مفسد اور دھوکے باز ہیں

رکوع ۳ اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تم کو اور تم سے پیشتر والوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ اسی نے زمین و آسمان بنائے اور پانی اتارا جس سے پھل پیدا کئے۔ پس تم کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ اور جو ہم نے اپنے بندہ (محمدؐ) پر نازل کیا ہے اگر تم کو اس میں شک ہے تو تم اس کی مثل ایک سورۃ ہی لے آؤ۔ مگر تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے۔ پس تم اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو صرف منکروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اے رسولؐ! تم مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کو جنت کی نعمتوں کی خوشخبری دیدو۔ خدا گمراہی میں انہیں کو چھوڑتا ہے جو نافرمان ہوتے ہیں۔ تم کیونکر خدا کا انکار کرسکتے ہو، حالانکہ تم مردہ تھے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ پھر تم سب اس کے حضور حاضر ہوگے۔

عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم
مومنوں کو جنت کی خوشخبری

رکوع ۴ جب اللہ نے فرشتوں سے یہ بات کہی کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ تو ایک مفسد خلیفہ بنائے گا اور ہم تو تیری تسبیح کرتے ہیں۔ اللہ نے جواب دیا ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں اور یہ فرما کر آدمؑ کو کچھ نام تعلیم کر دیے اور فرشتوں سے کہا تم یہ نام بتاؤ۔ تب فرشتوں نے اپنی معذوری ظاہر کی۔

اللہ نے رسولؐ کو وہ وقت یاد دلایا جب اللہ نے کل فرشتوں کو یہ حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ (تعظیمی) کریں۔ پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا — اور کافروں میں سے ہوگیا۔ پھر آدمؑ اور ان کی بیوی سے جنت میں رہنے کے لیے کہا گیا اور ایک درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا۔ پھر شیطان نے

آدمؑ کو خلیفۃ الارض بنانے کا اعلان
ابلیس کا سجدہ سے انکار

ان کو بہکایا۔ آدمؑ نے اللہ سے کچھ کلمے سیکھے اور اللہ نے ان کی برکت سے درگزر کیا۔
اللہ نے آدمؑ و حواؑ کو زمین پر اتر جانے کا حکم دیا۔

رکوع ۵ بنی اسرائیل ـــــ بنی اسرائیل کے معنی بندۂ خدا ـــــ یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا۔
حضرت یعقوبؑ ـــــ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے تھے

بنی اسرائیل کی ذہنیت

بنی اسرائیل یعنی اولادِ یعقوبؑ کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ ہم تم اپنے اپنے عہد کو پورا کریں۔ مجھ سے ڈرو ـــــ میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ تھوڑی قیمت پر میری آیات کو نہ بیچ ڈالو۔ میرے غضب سے بچو۔ حق کو نہ چھپاؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ صبر اور نماز سے مدد لو۔

رکوع ۶ بنی اسرائیل ـــــ اولادِ یعقوبؑ ـــــ کو مخاطب کر کے اللہ نے ان پر اپنے احسانات کی یاد دہانی کرائی ہے۔

رکوع ۷ اس رکوع میں بھی اللہ نے بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کا تذکرہ کیا ہے۔

رکوع ۸ اس رکوع میں بھی اللہ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے بہت سے واقعات اور اپنے احسانات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں گائے کے ذبح کرنے کا حکم بھی شامل ہے۔

بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات

بنی اسرائیل کی ناشکری اور نافرمانی پر اللہ کی ناراضگی ـــــ خدا نے اعلان کیا کہ جو آدمی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور وہ خوفزدہ اور رنجیدہ نہیں ہوگا۔ دیکھو آیت نمبر ۶۲

رکوع ۹ اللہ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور پھر آپس میں جھگڑا کیا۔ ہم نے اس کو زندہ کیا اور تمہارے دل پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ پھر خدا نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم امید کرتے ہو کہ یہ لوگ تمہاری طرح ایمان لے آئیں گے، حالانکہ یہ بعض لوگ توریت میں الٹ پھیر کرتے ہیں اور بعض لوگ جاہل ہیں اور خیالی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ نے رسولؐ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے رسولؐ! ان لوگوں سے پوچھو کہ کیا تم نے خدا سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ وہ کسی طرح اپنے اقرار کے خلاف ہرگز نہ کرے گا یا بے سمجھے بوجھے خدا پر طوفان جوڑتے ہو۔

بنی اسرائیل کی ذہنیت

سچ یہ ہے کہ جس نے برائی کمائی اور اس کے گناہوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا وہی دوزخی ہے اور جو لوگ ایماندار ہیں اور انہوں نے نیک کام کیے وہی لوگ جنتی ہیں۔

رکوع ۱۰ اللہ نے بنی اسرائیل کو یاد دلایا کہ تمہارے بزرگوں نے جو عہد کیے تھے انکی خلاف ورزی کی۔ اس وعدہ خلافی کی سزا عذاب ہی تو ہے اور علاوہ اس کے زندگی بھر کی رسوائی ہے۔ عہد یہ تھا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرنا۔ والدین، عزیزوں، یتیموں، مسکینوں سے نیکی کے ساتھ پیش آنا۔

رکوع ۱۱ (بنی اسرائیل کا انحراف — نبیوں کو قتل کیا) یہاں یہ تذکرہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبر بھیجے۔ مگر انھوں نے بعض کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کیا۔ انہوں نے قرآن کو بھی ماننے سے انکار کیا۔ بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ حضرت موسیٰؑ زندہ نہ بچے۔ اے رسولؐ! ان لوگوں سے کہو کہ اگر جنت خاص تمہارے لیے ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو موت کی آرزو کرو مگر وہ لوگ اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کریں گے۔

رکوع ۱۲ (جبرئیل، رسول اور مومنین کا دشمن کافر ہے — خدا بھی کافروں کا دشمن ہے) اے رسولؐ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ جو جبرئیل کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے کیونکہ اس فرشتہ نے خدا کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پہ اتارا ہے اور وہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور مومنین کے واسطے خوش خبری ہے۔ جو شخص خدا، اسکے فرشتوں اور رسولوں اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہو تو خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ یہ لوگ عہد پورا نہیں کرتے، سچے دل سے ایمان نہیں لاتے اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سلیمانؑ کا نام ہے کہ جو چیزیں شیطانوں نے پیش کیں، ان کی پیروی کی۔ یہ شیطان کافر تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔

رکوع ۱۳ (یہودیوں کی شرارتیں — مومنوں کو نیک اعمال بجا لانے کا حکم) اس رکوع میں مومنوں کو ان شرارتوں سے خبردار کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی طرف سے کی جا رہی تھیں اور ان کو نیک عمل بجا لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تم مومنوں کو ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پھر پلٹا لے جائیں مگر تم اس معاملے میں عفو و درگزر سے کام لو۔

رکوع ۱۴

(جو مسجدوں میں عبادت سے روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہو وہ بڑا ظالم ہے)

یہود و نصاریٰ مذہب کے بارے میں جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ ہی کرے گا۔ وہ شخص بڑا ظالم ہے جو مسجد میں لوگوں کو عبادت کرنے سے روکے اور ان عبادت گاہوں کی بربادی کے درپے ہو۔ ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذابِ عظیم ــــ ساری زمین خدا کی ہے کیا پورب کیا پچھم، جہاں کہیں قبلہ کی طرف رخ کر لو وہیں خدا کا سامنا ہے۔

(یہودی و نصاریٰ کے لغو اعتراضات — وہ رسول سے کبھی راضی نہ ہوں گے)

کبھی یہودی کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے اور جاہل مشرکین کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا۔ اے رسولؐ! ہم نے تم کو دینِ حق کے ساتھ بہشت کی خوش خبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ــــ اور اے رسولؐ! یہ یہودی اور نصاریٰ تم سے کبھی راضی نہ ہوں گے اور جبکہ تمہارے پاس علم قرآن آچکا ہے تم ان کی خواہشوں پر چلے تو یاد رہے کہ تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ مددگار!

رکوع ۱۵

(بنی اسرائیل پر احسانات اور دوسرے واقعات کی یاد دہانی)

بنی اسرائیل سے خدا نے کہا کہ میں نے تم کو جو نعمتیں دی تھیں ان کو یاد کرو اور یہ کہ میں نے تم کو سارے جہان پر فضیلت دی تھی اور قیامت میں جو پکڑ ہوگی اس سے ڈرو ــــ پھر اللہ نے بنی اسرائیل کو چند واقعات یاد دلائے۔ اوّل یہ کہ جب ابراہیمؑ امتحان میں کامیاب ہوئے تو اللہ نے کہا: "میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں"۔ دوسرے یہ کہ اللہ نے کعبہ کو لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا۔ تیسرے یہ کہ ابراہیمؑ نے دعا کی کہ اے میرے رب اس شہر کو امن کا شہر بنا دے۔ چوتھے یہ کہ جب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ اس گھر کی دیواریں بلند کر رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے کہ ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ ہم دونوں کو مطیع و فرمانبردار بنا اور لوگوں میں ایک ایسا رسولؐ اٹھا جو تیری آیات سنائے۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔

واضح رہے کہ اس رکوع سے پہلے کے دس رکوعوں میں بنی اسرائیل پر نازل کی ہوئی نعمتوں اور احسانات کا تذکرہ ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ان کی احسان فراموشی

اور نعمتوں کی ناقدری اور ان کی بعض سرکشیوں کی سزاؤں کا بھی ذکر ہے۔ بنی اسرائیل حق اور راستی سے پھر گئے لہٰذا اب وہ پیشوائی اور امامت کے اہل نہیں رہے۔ یہ امامت ایک نعمت تھی جو اب بنی اسرائیل سے لے کر حضرت ابراہیمؑ کی نسل کی دوسری شاخ کے سپرد کی جا رہی ہے یعنی بنی اسمٰعیل ـــــ یہی وجہ ہے کہ رکوع ۱۵ سے تقریر اور مضمون کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا۔

رکوع ۱۶ بتایا گیا ہے کہ ابراہیمؑ صالح تھے، مسلم تھے، اپنی اولاد کو مرتے دم تک مسلم رہنے کی ہدایت انہوں نے کی تھی۔ یہودی اور عیسائیوں کا طریقہ غلط ہے۔ صرف ابراہیمؑ کا طریقہ راہِ راست پر لے جائیگا۔ یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا کہ ہم معبودِ یکتا کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔ خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم یہ کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا یعنی قرآن پر اور جو گزشتہ پیغمبروں پر نازل کیا گیا ان سب پر ایمان لائے۔ یہودی یا نصرانیوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ یہودی یا نصرانی تھے بلکہ وہ سب کے سب مسلم تھے۔

رکوع ۱۷ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیلی کا ذکر۔ اس تبدیلی پر بے وقوف معترضین کا اعتراض اور خدا کی طرف سے اس کا جواب ـ رسولؐ کو مخاطب کر کے خدا نے فرمایا کہ یہ تبدیلی قبلہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اس میں کچھ شک نہ کرنا۔

رکوع ۱۸ رسولؐ کو اور مسلمانوں کو یہ حکم کہ تم جہاں بھی ہو مسجد حرام یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو اور بے شک یہ نیا قبلہ تمہارے رب کی طرف سے بالکل حق ہے۔ اس میں تمہارا فائدہ ہی فائدہ ہے اور فلاح ہی فلاح ہے۔ جس طرح میں نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں میری آیات سناتا ہے۔ تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔ تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔ اس لیے تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔

رکوع ۱۹ امتِ محمدؐ کی امامت اور کعبہ کی مرکزیت اور اس کو نیا قبلہ بنانے کے اعلان کے بعد اللہ نے انیسویں رکوع سے آخر سورۃ تک مسلسل اس امت کو وہ ہدایات دی ہیں جن پر اسے عمل پیرا ہونا چاہیے۔

صبر، نماز، حج، عمرہ کا حکم
کافروں پر لعنت۔ مومنوں کی آزمائش

ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مصیبت کے وقت صبر اور نماز کے ذریعہ سے خدا کی مدد مانگا کرو۔ بیشک خدا صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے اور جان لو کہ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے وہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہنا اور ہم تمہیں خوف، بھوک اور مالوں، جانوں اور پھلوں کے ضائع ہونے سے آزمائیں گے اور جو لوگ مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور ان پر خدا کی رحمت ہے۔ ثمرات سے مراد پھلوں کے علاوہ اولاد بھی ہے۔

خدا کی راہ میں مارے جانے والے زندہ ہیں۔

اے ایمان والو جان لو کہ حج یا عمرہ ثواب کے کام ہیں اور جو لوگ ہماری ہدایتوں کو چھپاتے ہیں ان پر خدا کی لعنت ہے اور جو کافر ہیں ان پر بھی لعنت اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ یاد رکھو تمہارا معبود تو وہی یکتا خدا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

رکوع ۲۰ واضح رہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش میں، رات دن کے آنے جانے میں، سمندر میں چلنے والے جہازوں میں، بارش میں، پھر اس سے زمین کو شاداب کرنے میں اور اس پر جانوروں کو پھیلا دینے میں اور ہواؤں اور ابر میں عقل والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

اللہ کی آیات کی تفصیل
مشرک جہنمی ہیں

مگر وحدتِ خداوندی کی یہ نشانیاں اور آثار ہوتے ہوئے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان سے الفت رکھتے ہیں۔ جان لو یہ لوگ سخت سزا کے مستحق ہیں اور وہ دردناک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

رکوع ۲۱ اے لوگو! زمین میں سے حلال و پاکیزہ چیزیں شوق سے کھاؤ اور شیطان کا کہنا نہ مانو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ تم بے جانے بوجھے خدا پر بہتان باندھو۔

شیطان کی پیروی کی مذمت

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو

پاک چیزوں کے کھانے کی اجازت — حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت

پاک چیزیں جو ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ البتہ مردار نہ کھاؤ۔ خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی وہ جانور جس پر وقت ذبح خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو تمہارے لیے حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی مجبور شخص ان میں سے کوئی چیز کھالے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔

اور جو لوگ قرآن میں نازل کیے ہوئے احکام کو چھپاتے ہیں اور ان کے بدلے میں دُنیوی نفع حاصل کرتے ہیں وہ در اصل اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

رکوع ۲۲ جان لو کہ نیکی کچھ یہی نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ خدا۔ روزِ آخرت، فرشتوں، خدا کی کتابوں، پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی الفت میں اپنا مال قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، پردیسیوں، مانگنے والوں پر اور لونڈی غلام کی گلو خلاصی میں صرف کرے اور پابندی سے نماز پڑھے، زکوٰۃ دیتا رہے، عہد پورا کرے اور فقر و فاقہ، سختی اور مشکل کے وقت صابر و ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ وہ ہیں جو دعویٰ ایمان میں سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

اصلی نیکی کیا ہے۔ ایمان و اعمال کی تفصیل، پرہیزگار لوگ

پھر اس کے بعد قصاص اور وصیت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

رکوع ۲۳ ایمان لانے والوں کو بتایا گیا کہ ماہ رمضان کے روزے تم پر فرض کیے گئے۔ پھر اسی سلسلے میں مختلف احکام بتائے گئے۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے
جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور
اس میں ہدایت اور حق و باطل کے تمیز کی روشن نشانیاں ہیں۔

رمضان کے روزے، قرآن کا نزول رمضان میں شروع ہوا

خدا نے فرمایا کہ میں بندوں کے پاس ہی ہوں اور جب مجھ سے کوئی بندہ دعا مانگتا ہے تو وہ دعا میں سن لیتا ہوں اور جو مناسب ہو تو قبول کرتا ہوں۔ پس بندوں کو چاہیے کہ مجھ ہی کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھی راہ پر آجائیں۔

آخر میں خدا نے حکم دیا کہ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے۔ ان الفاظ میں خیانت اور رشوت کی ممانعت کی گئی ہے۔

اللہ بندوں کی دعا سنتا ہے — خیانت اور رشوت کی ممانعت

رکوع ۲۴ (مختلف احکام) اس رکوع میں چاند کے گھٹنے بڑھنے کی مصلحت، گھروں میں پچھواڑے سے پھاند کر داخل ہونے کی ممانعت۔ اللہ کی راہ میں کافروں سے جنگ کرنے کا حکم، اللہ کا متقیوں کے ساتھ ہونے کا ذکر۔ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم، نیکی کرنے کی تاکید اور حج و عمرہ کے کچھ احکام ـــ یہ مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

رکوع ۲۵ (مختلف احکام) اس رکوع میں حج کرنے اور اس کے بعد چند روز خدا کی یاد میں گزارنے، فسادی اور دشمن حق سے بچکر رہنے، رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان بیچنے والوں پر اللہ کے مہربان ہونے، مومنوں کو پورے کے پورے اسلام میں داخل ہونے، شیطان کی پیروی نہ کرنے اور اطاعت الٰہی بجا لانے کے احکام بتائے گئے ہیں۔

رکوع ۲۶ پھر بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو کیسی کیسی روشن نشانیاں دی تھیں اور نعمت یعنی کتاب بھی دی تھی لیکن اس قوم نے دنیا پرستی اور نفاق میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو دنیا کی رہنمائی کے منصب سے محروم کیا اور سرکش ہو گئی اور اس طرح عذاب کی مستحق ہو گئی (یہ واقعہ دوسری قوموں کے لیے باعثِ عبرت اور سبق آموز ہونا چاہیے)۔

کافر لوگ دنیا میں مزے اڑاتے ہیں اور ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ان کے مقابلے میں کہیں عالی مقام پر ہوں گے۔

مسلمانوں سے کہا گیا کہ تم اپنی نیک کمائی سے جو کچھ خرچ کرو تو وہ تمہارے ماں باپ، قرابتداروں یتیموں، محتاجوں اور پردیسیوں کا حق ہے اور تم کوئی نیک کام کرو خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔

مسلمانوں سے یہ بھی کہا گیا کہ تم پر جہاد فرض کیا گیا اگرچہ تم پر شاق ہے۔

رکوع ۲۷ یہ بات واضح طور سے کہی گئی کہ ماہِ حرام یعنی رجب میں لڑنا برا ہے مگر راہِ خدا سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام کا راستہ خدا پرستوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا ہے اور فتنہ خونریزی سے شدید تر ہے۔

اعلان کیا گیا کہ شراب اور جوئے دونوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

راہِ خدا میں خرچ، یتیموں سے سلوک اور مشرکوں سے نکاح کی ممانعت

مسلمانوں سے کہا گیا کہ جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اسے راہِ خدا میں خرچ کرو اور یتیموں کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرو جس میں ان کے لیے بھلائی ہو اور مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہوں، کیونکہ یہ لوگ تمہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

رکوع ۲۸ — حیض کے احکام

اس کے بعد حیض کے متعلق احکام بتائے گئے اور نبیؐ سے کہا گیا ہے کہ جو لوگ تمہاری ہدایات کو مان لیں انہیں فلاح و سعادت کا مژدہ سنادو۔ حیض کے دوران میں عورتوں کے پاس جانے کو منع کیا گیا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔

مسلمانو! تم اپنی قسموں سے خدا کے نام کو لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور خدا سے ڈرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرا دینے کا مانع نہ ٹھہراؤ۔

ایلاء — رشتۂ ازدواج کے متعلق ہدایات

جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے کہ اس دوران میں اپنے تعلقات درست کر لیں ورنہ ازدواج کا رشتہ منقطع کریں۔ اس کو اصطلاحِ شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔

مطلقہ عورت کو عدت کے دوران میں اس کا شوہر بھی اپنی زوجیت میں واپس لینے کا حقدار ہے۔

عورتوں اور مردوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں، البتہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت ضرور ہے۔

رکوع ۲۹ — طلاق کے احکام

اس پورے رکوع میں طلاق کے احکام بیان کیے گئے ہیں اور متنبہ کیا گیا ہے کہ خدا کے احکام کو مذاق نہ سمجھو۔ یاد رکھو کہ اللہ نے تمہیں نعمتیں دی ہیں اور اس نے جو کتاب اور عقل کی باتیں تم پر نازل کیں ان سے تمہاری نصیحت کرتا ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔

رکوع ۳۰ — رضاعت کے احکام

طلاق اور عدت پوری ہونے کے بعد نکاحِ ثانی میں رکاوٹ ڈالنے کی ممانعت کی گئی ہے رضاعت کے کچھ احکام بتائے گئے۔ عدتِ وفات کی مدت چار مہینے دس دن مقرر کی گئی۔

بیوہ عورتوں سے خفیہ عہد و پیمان سے منع کیا گیا۔

رکوع ۳۱ — *نماز پڑھنے اور دعا مانگنے کا حکم*
طلاق کے مزید احکام: مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نمازیں اور خصوصاً نمازِ وسطیٰ پابندی سے پڑھیں اور اللہ کے واسطے کھڑے ہو کر قنوت پڑھیں یعنی دعا مانگیں۔ بیوہ ہونیوالی عورتوں کو ایک سال تک نان نفقہ دینے کا حکم اور مطلقہ عورتوں کو بھی کچھ نہ کچھ دینے کا حکم۔

رکوع ۳۲/۳۳ — *نوروز کا واقعہ*
رسول اللہؐ کو ایک واقعہ یاد دلایا گیا، جب ایک قوم کے لوگ جس میں ہزاروں آدمی تھے وبا کے خوف سے بھاگے تھے۔ پھر وہ مر گئے تھے۔ بعد کو حضرت حزقیل نے خدا کے حکم سے ان پر پانی چھڑکا تو وہ سب زندہ ہو گئے۔ یہ واقعہ نوروز کے دن کا ہے۔

جہاد اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کا حکم
مسلمانوں کو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ خدا کی راہ میں خرچ کریں تاکہ خدا ان کو کئی گنا ثواب آخرت میں دے اور جان لو کہ گھٹانا بھی اس کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی۔

طالوت کی سربراہی میں بنی اسرائیل کی جنگ، جالوت اور داؤدؑ کے ہاتھ سے جالوت کا قتل ہونا
پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی توجہ اس جنگ کی طرف مبذول کرائی جو سردارانِ بنی اسرائیل نے ایک ہزار برس قبل مسیح، طالوت کی سربراہی میں جالوت اور اس کے لشکر کے خلاف لڑی تھی اور انہوں نے ان کافروں کو اللہ کے اذن سے مار بھگایا تھا اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا تھا۔ یہ جنگ فلسطین میں ہوئی تھی۔ اس واقعہ سے داؤدؑ تمام اسرائیلیوں کے ہر دلعزیز ہو گئے اور آخرکار وہی اسرائیلیوں کے فرماں روا ہوئے۔ بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔

تمام رسولوں اور فضیلت حضرت عیسیٰؑ کا ذکر
ان رسولوں کو ہم نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے ان میں کوئی ایسا تھا جس سے خدا ہم کلام ہوا۔ کسی کو بلند درجے دیئے اور آخر میں عیسیٰ ابن مریمؑ کو روشن نشانیاں عطا کیں اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔

رکوع ۳۴
ایمان لانے والوں کو ہدایت دینے کا سلسلہ جاری ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم
اب ان کو پھر حکم دیا جا رہا ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرو۔

اب آیت نمبر ۲۵۵ آرہی ہے جو "آیت الکرسی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں "کرسی" کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی حکومت و اقتدار و اختیار کے ہیں۔

بعض لوگ اگلی دو آیتیں بھی اسی آیت میں شامل سمجھتے ہیں کیونکہ ان میں باہمی ربط ہے۔ یہ آیت ایک افضل آیت قرار دی گئی ہے۔ اس میں اللہ کی معرفت اور صفات بہت واضح طریقے سے بیان کی گئی ہیں، جو یہ ہیں:

آیت الکرسی — اللہ کی صفات

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ جاوید اور سارے جہان کا سنبھالنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند ___ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس کے حضور کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ اس کا علم اس قدر وسیع ہے کہ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اور جو کچھ ان سے پہلے گزر چکا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ جسے چاہے اتنا اُسے سکھا دے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کچھ بھی گراں نہیں بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔"

دین میں کوئی زبردستی نہیں

واضح رہے کہ دین اسلام کے اور اللہ کے متعلق وہ عقیدے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں کسی پر زبردستی ٹھونسے نہیں جا سکتے۔ کیونکہ ہدایت، گمراہی سے الگ ظاہر کی جا چکی ہے۔ پس جو شخص جھوٹے خداؤں کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لائے اس نے اللہ کا ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ یاد رکھو کہ جو لوگ ایمان لائے ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ان کے سرپرست شیطان ہیں جو ان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں ڈال دیتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں اور جہنم ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان والوں کا سرپرست اللہ — کافروں کے سرپرست طاغوت ہیں

رکوع ۳۵ اللہ نے رسول ؐ کی توجہ اس واقعہ کی طرف مبذول کرائی جب نمرود نے جو عراق کا بادشاہ تھا، ابراہیم ؑ سے اس بات پر جھگڑا کیا تھا کہ ابراہیم ؑ کا رب کون ہے دو ہی سوالوں

ابراہیمؑ اور نمرود کی بحث — عزیرؑ کا سو برس بعد زندہ ہونا

کے بعد نمرود ہکا بکا رہ گیا مگر ایمان نہ لایا۔
پھر اللہ نے رسولؐ سے اس بندے کا ذکر کیا جس کو اور جس کے گدھے کو سو برس مُردہ رہنے کے بعد اپنی قدرت سے زندہ کیا۔

ابراہیمؑ کے اطمینان قلب کے لیے پرندوں کا زندہ ہونا

اس کے بعد خدا نے رسولؐ کو وہ واقعہ یاد دلایا جب ابراہیمؑ کے اطمینان قلب کے لیے چار پرندوں کو زندہ کر دیا تھا۔
ان واقعات سے یہ بات صاف طور سے واضح ہو گئی کہ اللہ با اقتدار اور حکمت والا ہے۔

رکوع ۳۶

خدا کی راہ میں خرچ کرنا — کے لیے بڑے اجر کی خوشخبری

اب پھر سلسلۂ کلام اسی مضمون کی طرف پلٹتا ہے جو رکوع ۳۲ سے شروع ہوا تھا یعنی خدا کی راہ میں مال صرف کرنا۔ چنانچہ یہاں سے مسلسل تین رکوعوں تک اسی کے متعلق احکام ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرے اس کو کثیر اجر کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور احسان جتا کر اور دکھ دیکر خیرات کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سائل کو نرمی سے جواب دیدینا اور اس کے اصرار پر اس کو درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس سے سائل کو ایذا پہنچے۔ پھر ان باتوں کو مثالیں دیکر واضح کیا گیا ہے۔ سچی خیرات یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی کے لیے اور اپنے دلی اعتقاد سے مال خرچ کیا جائے۔ ایسی خیرات کرنیوالوں کو زیادہ اجر ملے گا۔ رکوع کے آخر میں بڑے لطیف انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ آخرت کی زندگی میں فائدہ اٹھانے کے لیے اسی دنیا میں نیک کام اور خیرات کر لینی چاہیے۔

احسان جتا کر اور دکھ دیکر خیرات کرنے کی ممانعت

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا کیا مطلب ہے

(اب سوال یہ ہے "خدا کی راہ میں" مال خرچ کرنے کا کیا مطلب ہے اور وہ کونسے امور ہیں جو "خدا کی راہ میں" کہے جا سکتے ہیں۔ مال کا خرچ خواہ اپنی جائز ضروریات کی تکمیل میں ہو یا اپنے بال بچوں کی پرورش میں یا اپنے حاجتمند عزیزوں کی خبر گیری میں محتاجوں کی اعانت میں یا رفاہِ عام کے کاموں میں یا اشاعتِ دین اور جہاد میں — اگر یہ سب قانونِ الٰہی کے مطابق ہو اور خدا کی رضا و خوشنودی کے لیے ہو تو اس کا شمار "اللہ کی راہ میں" ہو گا۔)
یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اجر دینے میں خدا فراغ دست اور وسیع قلب ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اور جس جذبے سے کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔

رکوع ٣٧ خرچ کرنے کے احکام کا سلسلہ چل رہا ہے۔ یہاں ایمان لانے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی پاک کمائی اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہیں خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے بُرے مال کو دینے کا قصد بھی نہ کرو اور ان سے شیطان سے ہوشیار رہنے کو کہا گیا۔ کیونکہ وہ مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک بات (بخل) کا تم کو حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل و کرم کا وعدہ کرتا ہے۔

صدقات و خیرات میں بہتر چیز خرچ کرو

صدقات علانیہ اور چھپا کر دونوں طریقوں سے دے سکتے ہو مگر حاجتمندوں کو چھپا کر دینا تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

خاص طور پر مدد و خیرات کے مستحق وہ لوگ ہیں جو خدا کے کام میں ایسے گھر گئے ہوں کہ معاش کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ وہ خوددار ہیں اور چمٹ کر لوگوں سے مانگتے نہیں۔

صدقات و خیرات کے زیادہ مستحق لوگوں کو چھپ کر دینا

رکوع ٣٨ یہاں پھر کہا گیا ہے کہ جو لوگ رات میں یا دن میں، چھپا کے یا علانیہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔

پھر اعلان کیا گیا کہ سود حرام ہے اور سود لینے والا جہنمی ہے اور حکم دیا گیا کہ اگر تمہارا سود کسی کے ذمہ باقی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

سود حرام اور سود لینے والا جہنمی ہے

رکوع ٣٩ اس رکوع میں قرض لینے دینے۔ اس کے متعلق دستاویز لکھوانے اور گواہی دینے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

رکوع ۴٠ یہ آخری رکوع ہے، اس میں جو باتیں کہی گئیں وہ یہ ہیں:

آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہے

(١) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کچھ خدا ہی کا ہے۔

(٢) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، خواہ تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس پر چاہے گا عذاب نازل کرے گا۔

اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے

(٣) پیغمبر محمدؐ پر جو کچھ ان کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا اس پر وہ خود ایمان لائے اور ان کے ساتھ مومنین بھی ـــــ سب کے سب خدا اور اس کے

رسول اور مومنین کا ایمان

فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے اور کہتے ہیں کہ ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور ہم کو تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

مومنین کی دعا اور آخری رکوع

④ یہ مومنین اس طرح دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہماری گرفت نہ کرنا۔ اے ہمارے پروردگا! ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا کہ ہم سے اگلے لوگوں پر ڈالا تھا اور اے ہمارے رب! اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو ہم سے نہ اٹھوانا اور ہمارے قصوروں سے درگزر کرنا اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ پس تو ہی کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

کہنا چاہیے کہ یہ آخری رکوع پچھلے مضامین کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

سُورَۃُ الاَنفَال

(۸۸)

تمہید

نام سورۃ کی ابتداء ہی میں انفال کا لفظ ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ یہ سورۃ مدینہ میں جنگِ بدر کے بعد ۲ھ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس میں دس رکوع اور ۷۵ آیتیں ہیں۔

تاریخی پس منظر اس سورۃ کا تاریخی پس منظر غزوۂ بدر ہے جو ۱۷ رمضان ۲ھ میں بدر کے مقام پر واقع ہوا۔ جمعہ کا دن تھا۔ مسلمانوں اور کفارِ قریش کے درمیان یہ پہلا معرکہ تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں بہت سامال خرید کر شام سے مکہ واپس آرہا تھا۔ مدینہ کے مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ وہ اس قافلہ پر حملہ کریں۔ جب ابوسفیان کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے حفاظت و مدد کے لیے قریش کو مکہ سے بلوایا۔ وہ ایک لشکر کی صورت میں جنگی سامان کے ساتھ مکّہ سے روانہ ہو کر بدر پہنچے۔ اس عرصہ میں تجارتی قافلہ دوسرے غیر معروف راستہ سے نکل گیا۔ اس لشکر میں ایک ہزار سپاہی، چار سو گھوڑے اور کثیر تعداد میں اونٹ تھے۔ ادھر مسلمان مدینہ سے روانہ ہوئے اور بدر پہنچے۔ ان کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی۔ اُن کے ساتھ دو گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے۔ مسلمان قلّتِ تعداد

کی وجہ سے خوفزدہ تھے۔ حضرت رسولؐ نے اللہ سے امداد کی دعا مانگی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں فرشتے بھیج کر مسلمانوں کی مدد کی۔ کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے اور اتنی ہی تعداد میں قید کیے گئے۔ مسلمانوں کے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔ مسلمانوں کو یہ فتح اللہ تعالیٰ کی نمایاں مدد سے حاصل ہوئی۔ یہ سورۃ غزوۂ بدر پر مکمل تبصرہ ہے۔

اس کے مضامین کا خلاصہ رکوع وار ذیل میں ملاحظہ ہو:

رکوع ۱ انفال کا مال اللہ اور رسولؐ کا ہے۔ اللہ نے مومنوں کی پانچ علامتیں بتائیں۔ غزوۂ بدر پر کچھ تبصرہ۔

رکوع ۲ تبصرہ جاری ہے۔

رکوع ۳ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کے لیے کچھ احکام صادر فرمائے' ان کی تفصیل۔

رکوع ۴ کچھ بیان ہجرت کے واقعہ کا ــــ کفار مکہ کی مذمت۔

رکوع ۵ خمس

رکوع ۶ مسلمانوں کو جہاد کے کچھ اصول بتائے گئے۔

رکوع ۷ اللہ جس کی مدد کرے اس کی فتح یقینی ــــ اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں کی بربادی لازمی۔

رکوع ۸ مسلمانوں کو جہاد کے لیے تیار رہنے کی ہدایت۔

رکوع ۹ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے صبر کرنیوالے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔

رکوع ۱۰ بنی ہاشم کے جو قیدی کافر قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے ان کی رہائی یعنی عباس ابن عبدالمطلب۔ عقیل ابن ابی طالب۔ نوفل

مہاجرین اور انصار کی مدح۔ ایک دوسرے کے ولی و سرپرست ہیں۔ خون کی رشتہ داری سے حق وراثت قائم ہوتا ہے۔ میراثِ اخوت یعنی بھائی چارہ کی بنیاد پر ترکہ پانے کا طریقہ منسوخ ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ الانفال کی

تشریح

غزوۂ بدر: یہ غزوہ ۱۷ رمضان سنہ ۲ ہجری میں بمقام بدر مسلمانوں اور کفار قریش کے درمیان واقع ہوا تھا۔ بدر کا مقام مدینہ سے ۸۰ میل دور جنوب مغرب کی جانب تھا۔ اسلامی لشکر میں صرف ۳۱۳ افراد تھے اور دو گھوڑے تھے۔ برخلاف اس کے دشمنوں کے لشکر میں ایک ہزار سپاہی اور چار سو گھوڑے تھے۔ تائیدِ الٰہی سے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ قریش کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ انکا مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ آپس میں تقسیم کے بارے میں اختلاف ہوا۔

رکوع ۱ — معاملہ کو حضرت رسولؐ کی خدمت میں رجوع کیا گیا۔ اللہ نے فیصلہ دیا کہ یہ اموال **انفال** ہیں۔ اس کے مالک اللہ اور رسولؐ ہیں اور حکم دیا کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ آنحضرتؐ نے سب مال بحصہّ مساوی تقسیم کر دیا۔

انفال کی تقسیم

انفال جمع ہے نفل کی۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کی اصل سے زیادتی یعنی عطیہ۔ بخشش و انعام۔ شرعاً انفال چند دوسری جائدادوں اور اموال غنیمت کو بھی کہتے ہیں۔

اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے مومنوں کی پانچ علامتیں بتائی ہیں۔ یہ شناختیں کامل اور

حقیقی مومنوں کی ہیں:

مومنوں کی خاص علامتیں

(۱) ان میں اس قدر خوفِ خدا ہوتا ہے کہ جب اس کا نام آئے تو ان کے دل اس کی عظمت و جلالت کا تصور کر کے لرز جائیں اور اس کی قدرت، عدالت، گناہوں پر گرفت و سزا کا خیال کر کے کانپ اٹھیں۔

(۲) جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے یعنی قرآن مجید کی آیات میں غور و تدبر کرنے سے ان کے ایمان کی جلا ہوتی ہے اور جب ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو ان کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ پر بھروسا اور اعتماد رکھتے ہیں۔ اللہ پر توکل کرنے والا صحیح معنوں میں غنی اور باعزت ہوتا ہے۔

(۴) نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز دین کا ستون ہے ــــ نماز کو ترک کرنے والے کو مشرک اور کافر کہا گیا ہے۔

(۵) جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ان سچے حقیقی مومنوں کے لیے اللہ کے پاس بڑے درجے ہیں۔ وہ ان کے قصور سے بھی درگزر کرتا ہے اور اچھا رزق بھی دیتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں حقیقی مومنین سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ علیہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کی کارروائیوں پر یوں تبصرہ فرمایا:

غزوۂ بدر پر تبصرہ

(۱) اس مالِ غنیمت کے معاملہ میں بھی ویسی ہی صورت پیش آرہی ہے جیسی اس وقت پیش آئی تھی جبکہ اللہ، رسولؐ اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ سے کفارِ قریش کے مقابلہ کے لیے نکال لایا تھا اور مومنین کو یہ بات سخت ناگوار تھی اور وہ جان کا خطرہ محسوس کر رہے تھے حالانکہ اللہ نے کامیابی و فتح کا وعدہ کر لیا تھا۔

(۲) جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھے فتح عنایت فرمائے گا یا تجارتی قافلہ پر یا لشکرِ قریش پر یہاں

تجارتی قافلوں سے مراد چالیس قریشیوں کا وہ قافلہ ہے جو ابوسفیان کی سربراہی میں ملک شام سے تجارتی سامان خرید کر مکہ واپس آرہا تھا) اور تم یہ چاہتے تھے کہ کمزور جماعت یعنی تجارتی قافلہ تمہارے ہاتھ لگے تاکہ بغیر لڑے بھڑے مال غنیمت تم کو مل جائے اور خدا یہ چاہتا تھا کہ اپنی باتوں سے حق کو قائم کرے اور باطل کی جڑ کاٹ دے۔

(۳) جب تمہاری فریاد پر اللہ نے ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرنے کا وعدہ فرمایا تاکہ تم خوش اور مطمئن ہو جاؤ۔

(۴) جب جنگِ بدر کی پیشتر والی رات میں خوف اور گھبراہٹ کے موقع پر اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایسے اطمینان سے بھر دیا کہ ان پر غنودگی طاری ہونے لگی اور نیند کی حالت میں اکثر مسلمان محتلم ہو گئے۔ پھر اللہ نے مینہ برسایا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگ غسل کر کے پاک ہو گئے اور ریت جم گئی، زمین مضبوط ہو گئی اور نشیبی علاقوں میں جہاں قریش تھے وہاں کیچڑ ہو گئی اور پاؤں پھسلنے لگے۔

(۵) جب اللہ نے کافروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو مارو کیونکہ انہوں نے حق کا انکار کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ؐ سے مقابلہ کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے ان کو ہدایت دی کہ جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو خبردار ان کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا اور جو ایسا کریگا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا سوائے اس کے کہ یہ پیٹھ پھیرنا جنگی چال کے طور پر ہو۔

جب مومنین نے فخریہ یہ بات کہی کہ ہم نے معرکۂ بدر میں مشرکین کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا کیونکہ اللہ نے اپنے فرشتے بھیجے' کافروں کے دلوں پر رعب جمایا اور تمہارے دلوں کو مضبوط کیا اور بہت سے کافروں کو تو ہمارے ولی۔ یداللہ علی ابن ابیطالبؑ نے قتل کیا۔

بدر میں جب دونوں طرف کی فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو رسول ؐ نے ایک مٹھی بھر خاک شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (بگڑ جائیں یہ چہرے) کہتے ہوئے مدمقابل فوج کی طرف پھینکی۔ مشرکوں کی آنکھوں میں اسکے ذرے پہنچ گئے۔ نبیؐ کے اس فعل کو اللہ نے اپنا فعل قرار دیا۔

آیت ۲۰

① ایمان لانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ احکام وہدایات صادر فرمائیں، وہ یہ ہیں:
اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو اور منہ نہ موڑو۔ ان منافقین کی طرح نہ ہو جانا جو ایمان کا اقرار تو کرتے تھے مگر احکام کی اطاعت سے گریز کرتے تھے۔

اللہ کی پکار پر لبیک کہو

② اللہ اور اس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسولؐ تم کو اس چیز کی طرف بلاتے جو تم کو روحانی زندگی بخشنے والی ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے برے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تاکہ اس کو معصیت سے بچائے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب اللہ ہی کے حضور اکٹھے کیے جاؤ گے۔

فتنہ سے بچو

③ اس فتنے سے بچو جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور یہ جان لو کہ اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ عام ہو جائے گا اور نقصان اس کا سب کو پہنچے گا۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ کے انتقال کے بعد لوگوں کو وہ فتنہ پیش آیا جس سے بچنے کا اللہ نے حکم فرمایا تھا۔ وہ یہ تھا کہ علی مرتضیٰؑ کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور دوسروں سے بیعت کرلی حالانکہ جناب رسول خداؐ نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد علیؑ کا اور آل محمدؐ میں سے جو وصی ہوں گے ان کا اتباع کرنا۔ یہاں فتنہ سے مراد حضرت علیؑ کے حق خلافت کا غصب کرنا ہے۔ غاصبین ہی کو ظالم کہا گیا ہے۔

اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور اس کے شکرگزار رہو

④ وہ وقت یاد کرو جب تم سرزمین مکہ میں تعداد میں بہت کم اور بالکل بے بس تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔ اس وقت تم کو اللہ نے مدینہ میں پناہ دی اور خاص اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں پاک و پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ تم شکرگزار بنو یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو۔

آیت ۲۷

⑤ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ یہ آیت ۵ھ ہجری میں ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جب انھوں نے آنحضرتؐ کا ایک راز یہودیوں کو اشارہ کرکے بتا دیا تھا اور جب

اللہ اور رسول کی نافرمانی نہ کرو اور ان کی ہدایات کی خلاف ورزی نہ کرو

ان کو خود اپنی غلطی کا احساس ہوا تو توبہ کی اور صدقہ دیا۔ اصل میں یہ آیت سورۃ توبہ کی آیت ۱۰۲ کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔ امام ؑ نے فرمایا کہ اللہ اور رسول ؐ کی خیانت کرنے کا مطلب ان کی نافرمانی کرنا ہے' اس آیت کے الفاظ عام ہیں اور معنی خاص!

اور اپنی امانت میں خیانت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر مومن ان تمام احکام کا امانت دار ہے جو اللہ نے اور رسول ؐ نے اس پر واجب کیے ہیں۔ اب جس قدر ادائے واجبات میں کمی ہوتی ہے' اتنی ہی اس سے امانت میں خیانت ہوتی ہے۔

(۶) اللہ اور رسول کو نہ بھولو اور ذمہ داری کا پاس کرو

یقین جانو تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں کہ ان کی محبت میں گرفتار ہو کر خدا اور رسول ؐ کو تو نہیں بھولتے ہو اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے یعنی جس قدر تم حقوق اور ذمہ داریوں کا لحاظ کرو گے' اسی قدر خداوند کریم تم کو دے گا۔

(۷) اللہ سے ڈرتے رہو کام کرو قوت تمیز اور قصور معاف ہوگا

اگر تم اللہ سے ڈرتے ہوئے اعمال بجالاتے رہو گے تو اللہ تمہارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے تمہیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ تمہارا کون سا عمل صحیح ہے اور کونسا غلط۔ کس عمل میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

ہجرت

(آیت ۳۰) یہ آیت ہجرت کے واقعہ کے متعلق ہے۔ جب کفار قریش نے ابوجہل کی رائے کے مطابق آنحضرت ؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور قاتلوں اور وقت کا تعین کر لیا تو اس سازش کی اللہ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ حضور ؐ کو اطلاع کر دی اور حکم دیا کہ اپنے بستر پر علی ؑ کو لٹا کے گھر سے اور پھر شہر سے نکل جائیں۔ حضور ؐ نے ایسا ہی کیا اور جا کر غارِ ثور میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے۔ اِدھر دشمن ناکام واپس ہو گئے۔

کفار کی نماز بیہودہ کھیل وہ عذاب کے مستحق ہیں۔

اس رکوع کی بقیہ آیات میں کفار مکہ کا ذکر ہے کہ وہ قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں' اس کو حق نہیں سمجھتے' خانہ کعبہ میں عبادت کرنے والوں کو روکتے ہیں۔ وہ خانہ کعبہ کے متولی ہونے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کی نماز ہی کیا ہوتی ہے۔ بس کھیل کود۔ یہ کفار عذاب

کے مستحق ہیں، سب کے سب جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔

رکوع ۵ مسلمانوں کو بتایا گیا کہ جو مال غنیمت انہوں نے غزوۂ بدر میں حاصل کیا، اس میں
پارہ ۱۰ پانچواں حصہ خدا، رسولؐ اور رسولؐ کے قرابتداروں کا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے، بشرطیکہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس مدد اور آسمانی پر ایمان رکھتے ہو جو اللہ نے تم کو غزوۂ بدر میں فراہم کی تھی۔

مالِ غنیمت کا خمس

رکوع ۶ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو جہاد کے کچھ اصول بتائے اور وہ یہ ہیں:
جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں، ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یعنی اپنے جذبات اور خواہشات کو قابو میں رکھو۔ خطرات و مشکلات سامنے ہوں تو تمہارے قدموں میں لغزش نہ آئے۔ اللہ کی تائید اور مدد پر بھروسہ رکھو ــــ اور اے ایمان لانے والو! دیکھو کہیں ان کا طریقہ اختیار نہ کرنا جو اتراتے ہیں، جو بے جا گھمنڈ کرتے ہیں اور جو لوگوں کو ایمان اور حق پرستی کی راہ سے روکتے ہیں۔

جہاد کے اصول

رکوع ۷ جنگ بدر کے سلسلہ میں اللہ کا تبصرہ جاری ہے۔ فرمایا کہ مدینہ کے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کفر و نفاق کا روگ تھا آپس میں کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کی یہ جماعت دینی جنون میں مبتلا ہے۔ وہ قریش کی زبردست طاقت سے لڑنے کیا جا رہی ہے موت کے منہ میں جا رہی ہے۔ ان کی تباہی یقینی ہے۔ مگر ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اللہ جس کی مدد کرے اس کی فتح یقینی ہے۔ کفار قریش کے ساتھ یہ معاملہ ویسا ہی تھا جیسا کہ آل فرعون اور ان سے پہلے کی قوموں کو پیش آیا تھا۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا، اس لیے ان کو تباہ کر دیا گیا اور آل فرعون کو غرق کر دیا گیا مگر اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں جنہوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا اور پھر کسی طرح اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ خاص کر وہ جن سے رسولؐ

اللہ جس کی مدد کرے اس کی فتح یقینی ہے

نے عہد و پیمان کیا تھا۔ پھر وہ لوگ اپنے عہد کو ہر بار توڑ ڈالتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ تو اے رسولؐ! اگر وہ لڑائی میں تمہارے ہاتھ لگ جائیں تو ان کو ایسی چوٹ دو کہ وہ اور ان کے ساتھی سب تتر بتر ہو جائیں تاکہ عبرت حاصل کریں (یہاں مراد یہودیوں سے ہے جنہوں نے رسولؐ سے عہد کیا تھا کہ کفار قریش کی حمایت نہ کریں گے مگر بدر میں اسلحہ سے ان کی مدد کی۔ پھر جنگ خندق میں ابوسفیان کا ساتھ دیا) اور اے رسولؐ! اگر کبھی تم کو کسی قوم سے خیانت (عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو علانیہ اس کے آگے پھینک دو کیونکہ اللہ خائنوں اور دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہودیوں نے عہد شکنی کی۔ ان کا معاہدہ توڑ دو۔

رکوع ۸ مسلمانوں کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کافر اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ سبقت لے گئے۔ یقیناً وہ ہم کو عاجز نہیں کر سکتے۔ تم کافروں سے مقابلہ کے لیے جنگی قوت اور گھوڑے تیار رکھو تاکہ اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور دوسرے لوگوں پر تمہاری دھاک جمی رہے۔ اے نبیؐ! اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اے نبیؐ! تمہارے لیے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے!

مسلمانوں کو ہدایت کہ کافروں سے جنگ کے لیے تیار رہو۔

رکوع ۹ اے رسولؐ! مومنوں کو جنگ کے لیے آمادہ رکھو۔ ان میں سے جو صابر ہوں گے وہ اپنے سے کئی گنا کافروں پر خدا کے حکم سے غالب آئیں گے۔ یاد رکھو اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے اور کافر اس لیے مغلوب ہوں گے کہ وہ شعور نہیں رکھتے۔ کافروں کا نہ تو خدا پر ایمان ہے جس سے ان کو مدد ملے اور نہ آخرت اور جزا کا یقین ہے، جس سے ثابت قدمی اور دل کو تقویت حاصل ہو۔

رکوع ۱۰ جنگ پر تبصرہ جاری ہے اور اس کے بعد کے حالات کے متعلق اللہ تعالیٰ رسولؐ کو اور مسلمانوں کو کچھ ہدایات دے رہا ہے۔ فرمایا کہ اگر قیدیوں کے دل میں کچھ خیر ہے یعنی اگر وہ ایمان لانے کی طرف راغب ہیں تو ان کو اس مال سے زیادہ دیا جائے گا جو ان سے غنیمت میں لیا گیا ہے اور ان کی خطائیں معاف کی جائیں گی۔ یہ آیت عباسؓ عقیلؓ اور نوفلؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ بنی ہاشم میں سے تھے۔ ان کو کفار قریش

زبردستی بدر میں لے گئے تھے۔ انہوں نے فدیہ ادا کیا اور مسلمانوں کی قید سے رہا ہوئے اور داخل اسلام ہو گئے۔ یہ عباسؓ حضرت رسولؐ کے چچا تھے۔

مہاجرین اور انصار کی مدح

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا — ہجرت کی — اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال خرچ کیے اور دوسرے وہ جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی دراصل ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ یہ مہاجرین اور انصار کی مدح ہے۔

رہے وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے (دارالاسلام) نہیں آئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ ہجرت کر کے نہ آجائیں۔ ہاں اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو۔

ولایت کا لفظ عربی زبان میں حمایت، نصرت، مدد، دوستی، قرابت اور سرپرستی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ رشتہ ہے جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں سے اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔

کافر بھی ایک دوسرے کے سرپرست ہوتے ہیں۔

اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ اگر تم دین کے معاملے میں مومنوں کی مدد نہ کروگے تو روئے زمین پر بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔ جن ایمان لانے والوں کے لیے اوپر کہا گیا کہ وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں، ان کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ یہی لوگ سچے مومن ہیں اور انہیں کے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی روزی ہے اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آگئے اور تمہارے ساتھ ملکر جہاد کرنے لگے وہ بھی تمہی میں شامل ہیں اور حکم خدا کے بموجب رشتہ دار ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں۔ بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

میراث اخوت سے میراث رشتہ داری منسوخ

واضح رہے کہ جب رسول خداؐ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو انصار و مہاجرین کے مابین رشتہ مواخاۃ قائم فرمایا اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جب کوئی انتقال کرتا تو اس کا دینی بھائی اسکا وارث ہو جاتا اور کل مال متروکہ لے لیتا، اسکے وارثوں کو کچھ نہ ملتا مگر جب جنگ بدر کے بعد مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی کہ حکم خدا کے بموجب قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں تو اس آیت نے میراث اخوت کو منسوخ کر دیا۔

(اس سلسلے میں دیکھو سورۃ النساء کی آیت ۳۳ جو رکوع ۵ میں ہے)

سُورَۃُ اٰلِ عِمْرٰن

(۸۹)

تمہید

نام | اس سورۃ میں ایک مقام پر یعنی رکوع نمبر ۴ میں "اٰلِ عمرٰن" کا ذکر آیا ہے۔اسی کو علامت کے طور پر اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول | مدینہ میں نازل ہونے والی یہ تیسری سورۃ ہے۔
اس میں ۲۰ رکوع اور ۲۰۰ آیتیں ہیں۔

خطاب اور مضامین | سورۃ کا خطاب دو گروہوں کی طرف ہے۔ ایک اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) دوسرے وہ لوگ جو محمدؐ پر ایمان لائے تھے۔
پہلے گروہ کو ان کی اعتقادی گمراہیوں اور اخلاقی خرابیوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔ دوسرے گروہ کو جو اب بہترین امت ہے مزید ہدایات دی گئی ہیں۔ انہیں پچھلی امتوں کے مذہبی اور اخلاقی زوال کا عبرتناک نقشہ دکھا کر متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے گریز کریں۔ انہیں اپنی کمزوریوں کی اصلاح پر بھی متوجہ کیا گیا ہے جن کا ظہور جنگ احد کے سلسلہ میں ہوا تھا۔

اس سورۃ کے رکوع وار مضامین مختصراً یہ ہیں:

رکوع ۱-۲ اللہ کے صفات، کتابوں کا نزول، محکم و متشابہ آیات، راسخون فی العلم، جنگ بدر

میں اللہ کی مدد، توحید اور اسلام۔

رکوع ۲۔۳ دعا مانگنے کا طریقہ، تقیہ کی اجازت، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم، چند برگزیدہ افراد، مریم کی ولادت۔

۵،۶ مریم کی فضیلت، عیسیٰؑ کی ولادت کی پیشگوئی، عیسیٰؑ کے حواری، عیسیٰؑ کے مشابہ یہودا کو پھانسی، عیسیٰؑ کی ولادت کی تشبیہ، مباہلہ۔

۷،۸ اہل کتاب کو تنبیہ۔ بعض اہل کتاب اللہ پر بہتان لگاتے ہیں۔ رسولؐ پر یہودیوں کا اعتراض اور اللہ کا جواب۔

۹۔ میثاقِ انبیاء۔ نبیوں کا عہد کہ وہ محمد رسول اللہؐ پر ایمان لائیں گے۔ مسلمانوں کو اللہ، رسولؐ،

۱۰۔ قرآن اور گزشتہ صحیفوں پر ایمان لانا چاہیے۔ نیکی حاصل کرنے کا ذریعہ انفاق۔ ابراہیمؑ۔ کعبہ۔ حج کا حکم۔ کفار کی اطاعت کی ممانعت۔

۱۱،۱۲ ایمان لانے والوں کو اللہ کے احکام۔ مومن لوگوں کے کام۔ بعض اہل کتاب کافر ہیں اور بعض مومن۔ یہودی مسلمانوں کے دشمن ہیں؛

۱۳۔ جنگ اُحد۔ اس میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ۔

۱۴۔ سود حرام کیا گیا۔ مومنوں کو ہدایات۔ متقین کی صفات۔ مجاہدین احد کو کچھ تسلی کچھ تنبیہ دی گئی۔

۱۵۔ جنگِ احد کی سرگزشت پر ایک مفصل تبصرہ۔ مسلمانوں کو فہمائش۔ کیا میدان جنگ سے

۱۶۔ فرار کرکے موت سے بچ جاؤگے۔ ثواب کے معنی۔ مسلمانوں کو سبق۔ جنگ احد میں مسلمانوں کا کردار۔ کافروں کی پیروی کی ممانعت

۱۷۔ موت کا وقت مقرر ہے۔ جنگ احد پر مزید تبصرہ۔ رسولؐ کی نرم مزاجی۔ توکل علی اللہ۔ نبیؐ پر خیانت کا شبہ۔ رسولؐ کی بعثت اہل ایمان پر احسان ہے، احد میں مسلمانوں کی شکست اللہ کے اذن سے تھی۔ شہداء زندہ ہیں۔

۱۸۔ احد میں زخمی ہونے والے مسلمان پھر آمادۂ جنگ۔ مقام حمراء الاسد کا واقعہ۔ بخل کی مذمت۔

رکوع ۱۹ پیغمبروں کے قاتل عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۲۰۔ توحید، وجود خدا کی نشانیاں، ایمان لانے والوں کا کردار اور ان کی دعائیں۔ مجاہدین کے لیے بہترین جزا۔ حضرت علیؑ کی ہجرت۔ دنیا میں خوشحال کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ خدا سے ڈرنے والوں کا انعام بہشت ہے۔ بعض اہل کتاب مومن ہیں۔ آخر میں مومنوں کو ہدایات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سورۃ آل عمران کی
تشریح

رکوع ۱

اللہ کے صفات اور کام

اللہ کے صفات اور کام

اللہ کی وہ ہستی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ جاوید ہے اور تمام نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

اللہ نے یہ کتاب (قرآن) نازل کی ہے جو حق لے کر آئی ہے۔

اس سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کر چکا ہے اور فرقان نازل کی جو حق و باطل کا فرق دکھانے والی ہے۔

کتابوں کا نزول

ان ہدایت کی کتابوں کے باوجود جو لوگ اللہ کے احکام ماننے سے انکار کریں ان کو اللہ شدید عذاب دے گا کیونکہ وہ بڑی طاقت کا مالک ہے اور برائی کا بدلہ دینے والا ہے۔

جس خدا نے یہ کتاب نازل کی ہے وہ اس قدر علیم ہے کہ زمین اور آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اس زبردست حکمت والے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

آیات کی اقسام محکم اور متشابہ

آیات کی اقسام

اس قرآن میں دو طرح کے آیات ہیں۔ کچھ آیات محکم ہیں جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری آیات متشابہ ہیں جن کے معنی میں کئی پہلو نکل سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ انہیں متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فساد برپا کریں حالانکہ ان کا اصل مطلب سوائے اللہ کے اور بڑے صاحبان علم کے کوئی نہیں جانتا۔ صحیح سبق حاصل کرنیوالے صرف دانشمند لوگ ہوتے ہیں جو فیاضِ حقیقی سے ہدایات اور رحمت کی دُعا کرتے رہتے ہیں۔

کج روی کی اتباع — صاحبان علم اور دانشمند لوگ

رکوع ۲

کافروں کے لیے عذاب

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کو خدا کے عذاب سے نہ ان کے اعمال ہی بچا سکیں گے نہ ان کی اولاد ہی کچھ کام آسکے گی۔ یہ کافر جہنم کے ایندھن ہیں اور ان کی وہی حالت ہوگی جو فرعون کی قوم کی ہوئی تھی۔

جنگ بدر میں اللہ کی مدد — مسلمانوں کو فتح ہوئی

جنگ بدر اسلام کی پہلی لڑائی تھی۔ اس میں دو گروہوں میں تصادم ہوا۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔ کافروں کے مقابلہ میں اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والوں کی تعداد کم تھی اور ان کے پاس گھوڑے اور ہتھیار بھی کم تھے مگر اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان کو کامیابی عطا کی۔ دیدۂ بینا رکھنے والوں کے لیے بہت سی چیزیں خوش آئند ہیں مگر یہ سب چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔

متقی لوگوں کے لیے آخرت بہتر ٹھکانا ہے

حقیقت میں دائمی اور بہتر ٹھکانا آخرت ہے جو تقویٰ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے جنت ہے، باغات ہیں، پاکیزہ بیویاں ہیں اور سب سے بڑھ کر خدا کی خوشنودی ہے۔ یہ لوگ یوں دعا مانگتے ہیں: "اے ہمارے پالنے والے! ہم ایمان لائے اب تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

لا الٰہ الا اللہ کی گواہی۔ توحید

اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود خدا نہیں ہے اور تمام فرشتوں نے اور اہل علم (انبیاء و اولیاء) نے جو عدل پر قائم ہیں یہی شہادت دی ہے کہ اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔

اللہ کی شہادت اس لیے کہ وہ کائنات کی تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے اور جس کی نگاہ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ـــــ فرشتوں کی شہادت اس لیے کیونکہ وہ کائنات کے تمام امور کے انتظام کرنے والے ہیں اور وہ اس بات کا ذاتی علم رکھتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا حکم زمین و آسمانوں میں نہیں چلتا اور اہل علم کی شہادت اس لیے کیونکہ ان سب کی ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ متفقہ رائے رہی ہے کہ ایک ہی خدا پوری کائنات کا مالک اور مدبّر ہے۔

(اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے)

اصل دین تو بس خدا کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین حق سے اختلاف کیا تو وہ محض آپس کی شرارت اور سب باتیں جان بوجھ جانے کے بعد ہی کیا ہے

رکوع ۳

(کافر مستحق عذاب ہیں)

پہلے بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی ہدایات ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اسکے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں جو عدل و راستی کا حکم دیتے ہیں، وہ بڑی دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد یہودی علماء کی چالاکیوں اور غلط فہمیوں کا ذکر ہے۔

تقیہ کی اجازت

(دعا مانگنے کا طریقہ)

پھر اللہ نے رسولؐ کو دعا مانگنے کا طریقہ بتلایا اور اس کے الفاظ تعلیم کیے۔ مومنوں کو چاہیے کہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا سرپرست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی سروکار نہیں لیکن اگر اس قسم کی تدبیروں سے کسی طرح کافروں کے شر سے بچنا مقصود ہو تو خیر ایسا کر سکتے ہو۔ مومنو! خدا سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(کافروں کو اپنا سرپرست نہ بناؤ)

رکوع ۴

(اللہ اور رسولؐ کی اطاعت)

خدا فرماتا ہے جو لوگ خدا سے محبت کا دعوے کرتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ رسولؐ کی پیروی اختیار کریں۔ پھر اللہ بھی ان سے محبت کرے گا اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ پھر اللہ نے حکم صادر کیا کہ لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت قبول کریں۔

(برگزیدہ افراد)

بے شک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے اور ان میں بعض ذریت ہیں بعض کی!

مریم کی ولادت

آلِ ابراہیم میں محمدؐ اور آلِ محمد شامل ہیں۔ ایک عمران، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے والد کا نام تھا اور دوسرے عمران حضرت مریم کے والد تھے۔ یہ دونوں عمران حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے اور یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے تھے۔

اس کے بعد مریم کی ولادت کا حال بیان ہوا ہے۔ جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میں اس بچّہ کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، تو اس کو قبول فرما۔ بچّی پیدا ہوئی۔ اس کا نام مریم رکھا۔ عبرانی زبان میں مریم کے معنی کنیزِ خدا ہے۔ اللہ نے یہ نذر قبول فرمائی۔ زکریاؑ سرپرست قرار پائے اور مریم کی پرورش کرنے لگے۔ مریم کے لیے کھانے پینے کا سامان اللہ بھیج دیتا تھا۔

یحییٰ کی ولادت کی خوش خبری

پھر اس کے بعد اللہ سے زکریاؑ کا نیک اولاد طلب کرنے اور جواب میں یحییٰؑ کی ولادت کی خوش خبری دینے کا ذکر ہے۔

رکوع ۵

مریم کی فضیلت

پھر وہ وقت آیا جب مریم سے فرشتوں نے آکر کہا: "اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دیکر اپنی خدمت کے لیے چن لیا۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان اور اس کے آگے سربسجود رہنا۔"

جملہ معترضہ: اللہ نے محمدؐ سے فرمایا کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں۔

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرشتوں نے کہا: "اللہ تجھے ایک فرزند دے گا جس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ دنیا و آخرت میں معزز ہوگا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا، وہ مردِ صالح ہوگا۔" اس خبر سے مریم کو بڑی حیرت ہوئی، کیونکہ وہ باکرہ تھیں۔ جواب ملا: "ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔" فرشتوں نے مزید کہا کہ "اللہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دیگا۔ توراۃ اور انجیل کا علم سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول مقرر کریگا۔"

مریم کو حیرت

پھر جب عیسیٰ ابن مریمؑ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: "میں تمہارے پاس نبوت کی یہ نشانی لایا ہوں کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں، مُردے کو زندہ کرتا ہوں اور یہ سب اللہ کے حکم سے کرتا ہوں۔ میں توراۃ کی تعلیم و ہدایت کی تصدیق کرتا ہوں۔ میری اطاعت کرو اور

اللہ سے ڈرو اور اسی کی بندگی اختیار کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔

عیسیٰؑ کے حواری

اتنی نصیحتوں اور ہدایات کے بعد بھی جب عیسیٰؑ نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پہ اڑے ہوئے ہیں تو انھوں نے کہا: "کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟" حواریوں نے جواب دیا: "ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پہ ایمان لائے۔ ہم مسلم ہیں اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی!"

(وہ بارہ آدمی جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے حواری کہلاتے ہیں)۔

یہود نے عیسیٰؑ کو پھانسی کی سعی کی

پھر بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ کے خلاف خفیہ تدبیریں کرنے لگے۔ جواب میں اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔

بنی اسرائیل یہودی بہت شریر تھے۔ شیطنت ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کو ایذائیں پہنچاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو پھانسی دینے کا ارادہ کر لیا اور اس کی تدبیریں کرنے لگے مگر اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہودا کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ دشمنوں نے یہودا کو عیسیٰؑ سمجھ کر پھانسی دیدی۔

رکوع ۶

اللہ کا خطاب عیسیٰؑ سے

جب بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں اور ان کو سولی پر چڑھانے کی تیاری کرنے لگے تو اللہ نے ان کی تسلّی و تشفّی کے لیے حضرت عیسیٰؑ سے یہ باتیں کہیں: "اے عیسیٰ! اب میں تجھے واپس بلالوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور کافروں کی گندگی سے تجھے پاک رکھوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک یہودیوں پر بالادست رکھوں گا، جنہوں نے تیری دعوت رد کر دی ہے۔ پھر تم سب کو آخر کار میرے ہی پاس آنا ہے۔ اس وقت میں ان باتوں کا فیصلہ کر دوں گا جن میں تمہارے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ جن لوگوں نے کفر و انکار کی روش اختیار کی ہے انھیں دنیا و آخرت دونوں جگہ میں سخت سزا دوں گا اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے اور جنہوں نے ایمان اور نیک عمل کا رویہ اختیار کیا ہے انہیں ان کے پورے اجر دیے جائیں گے اور خوب جان لے کہ ظالموں سے اللہ ہرگز محبت نہیں کرتا۔"

یہودیوں نے یحییٰؑ کو قتل کروادیا

یہاں تک یہودیوں کا ذکر تھا جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ دونوں سے دشمنی

رکھتے تھے۔ یہ دونوں رسول ایک ہی زمانہ میں اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ یہودیوں نے حضرت یحییٰؑ کو قتل کروادیا تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے بھی قتل کے درپے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت قدرت کی نشانی

اب نصرانیوں یا عیسائیوں کا بیان شروع ہوتا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے کیونکہ وہ بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ رسولؐ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے: "یہ جو ہم تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں قدرتِ خدا کی نشانیاں اور حکمت سے بھرے تذکرے ہیں۔ بیشک خدا کے نزدیک جیسی عیسیٰؑ کی حالت ویسی ہی آدمؑ کی حالت کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہوجا اور وہ انسان ہوگیا۔ یہ اصل حقیقت ہے جو اللہ تم کو بتا رہا ہے، تو تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہوجانا۔"

مباہلہ کا واقعہ

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسولؐ نے بہت سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو اور حضرت آدمؑ کی مثال بھی دی مگر وہ لوگ نہ مانے۔ آخر حکم خدا سے رسولؐ اور نصاریٰ کے درمیان یہ معاہدہ طے ہوا کہ فلاں جگہ اور فلاں وقت ہم تم دونوں اپنے اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو لیکر جمع ہوں۔ پھر ایک دوسرے جھوٹے پر لعنت کرے اور جھوٹے پر عذاب خدا کا خواستگار ہو۔ اس کے بعد رسولؐ نے مقررہ جگہ پر ایک چھوٹا سا سائبان تیار کرایا اور خود اس شان سے روانہ ہوئے کہ حسینؑ کو گود میں لیا جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اور حسنؑ کا ہاتھ پکڑا جو اس وقت چھ سال کے تھے۔ جناب فاطمہؑ آپ کے پیچھے اور حضرت علیؑ ان کے پیچھے تھے۔ ادھر نصاریٰ جمع ہوئے۔ جب انھوں نے رسولؐ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا تو مرعوب ہوگئے۔ مباہلے سے گریز کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔

نصرانیوں کا مباہلہ سے گریز

رکوع ۷

اہلِ کتاب کو تنبیہ

اس رکوع میں اللہ نے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی غلط فہمیوں کو دور کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ان کا جو غلط عقیدہ تھا اس کی اصلاح کی ہے۔ ایمان داروں کو گمراہ کرنے کی جو تدبیریں وہ کر رہے

تھے، ان سے ان کو خبردار کیا ہے اور اہل کتاب کو حکم دیا ہے کہ جان بوجھ کر حق و باطل نہ ملائیں اور حق کو نہ چھپائیں۔

رکوع ۸ — بعض اہل کتاب اشرار ہیں / نقصان نہیں کر سکتے

اہل کتاب کا تذکرہ ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ان میں بعض اپنی چالاکیوں سے مسلمانوں کو گمراہ اور اسلام کو بدنام کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں اور بعض امانت میں خیانت کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو جان بوجھ کر اللہ پر بہتان لگاتے ہیں۔

یہودیوں کے اعتراض کا جواب

یہودی اکثر مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تمہارے رسولؐ اگرچہ ظاہر میں اللہ کی پرستش کے دعویدار ہیں مگر ان کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں سے اپنی عبادت کرائیں۔ ورنہ ہم تو خدا کی عبادت پہلے ہی سے کرتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب اللہ نے یہ دیا کہ کسی انسان کو جس کو اللہ اپنی کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائے یہ زیبا نہیں کہ وہ کہتا پھرے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندہ بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم اللہ والے بنو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان ہو جانے کے بعد تمہیں کفر کا حکم دے۔

رکوع ۹

میثاق انبیاء

یہاں پر اس عہد کا ذکر ہے جو "میثاق انبیاء" کہلاتا ہے۔ جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ عہد لیا تھا کہ جب کوئی دوسرا رسول اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ اس عہد کا سب نبیوں نے اقرار کیا تھا۔

اللہ، رسولؐ، قرآن اور گزشتہ صحیفوں / پر مسلمان کا ایمان ہونا چاہیے

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: "دوسرے رسول" سے مراد جناب محمد مصطفیٰؐ ہیں اور یہ کہ تمام نبیوں سے انہی حضرت پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کو کہا گیا تھا۔

اب بتایا جا رہا ہے کہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹ کر جانا ہے اور نبی کے واسطے سے مسلمان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ یہ کہے کہ "ہم اللہ کو مانتے ہیں اور اس تعلیم کو (قرآن) مانتے ہیں جو رسولؐ پر نازل کی گئی اور جو صحیفے گزشتہ پیغمبروں پر نازل کیے گئے ان سب پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان میں سے ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔"

اس کے بعد اللہ نے صاف طور پر اعلان کیا کہ جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کی خواہش کرے تو اس کا وہ دین اللہ ہرگز قبول نہیں کرے گا اور وہ آخرت میں سخت گھاٹے میں رہے گا۔

ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے والوں کا حشر

اس کے بعد ایمان لانے کے بعد — کافر ہو جانے والوں کا تذکرہ ہے۔ ایسے لوگ ظالم ہیں اور اللہ ان کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور ان پر عذاب کم نہ کیا جائے گا۔ البتہ وہ لوگ ان سے مستثنیٰ ہیں جو اس کے بعد توبہ کر کے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لیں اور جو اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی، وہ گمراہ ہیں اور جو کافر کفر ہی کی حالت میں مرے اگر وہ سزا سے بچنے کے لیے روئے زمین بھر بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

رکوع ۱۰ (چوتھا پارہ)

نیکی

خدا فرماتا ہے (لوگو) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے، ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے اور تم کچھ بھی خرچ کرو خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔

حلال و حرام کھانے

اس کے بعد کھانوں کی کچھ چیزوں کا ذکر ہے جو شریعتِ محمدی میں حلال ہیں۔ وہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں۔ البتہ بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو توراۃ کے نازل ہونے سے پہلے اسرائیل (یعقوبؑ) نے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ

یہودیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب نہ کرو اور ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کرو۔

قبلہ

یہودیوں نے مسلمانوں پر دو اعتراض کیے، ایک یہ کہ اونٹ کا گوشت دینِ ابراہیمؑ میں حرام ہے مگر مسلمان کھاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ سارے انبیاء بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے اور تم نے کعبہ کو قبلہ بنا لیا ہے۔ اللہ نے ان دونوں اعتراضوں کا مثبت جواب دیدیا۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ کہ اونٹ کا گوشت کبھی حرام نہ تھا بلکہ ابراہیمؑ کے بہت دنوں بعد

یعقوبؑ نے ایک بیماری کی وجہ سے خود ہی ترک کر دیا تھا اور اس لیے ان کی اولاد نے بھی
چھوڑ دیا تھا۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب
سے پہلے بنایا گیا وہ یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے اور
ابھی تک وہاں مقام ابراہیمؑ ہے جو آپ کے قدموں کا پتھر پر نشان ہے وہ امن کی
جگہ ہے لوگوں پر واجب ہے کہ خانہ کعبہ کا حج کریں۔

حج کا حکم

پھر اہل کتاب کو متنبہ کیا گیا کہ تم خدا کی آیتوں سے کیوں منکر ہوتے جاتے ہو اور ایمان
لانے والوں کو خدا کی راہ سے کیوں روکتے ہو۔ ہوشیار رہو، خدا تمہاری حرکتوں سے غافل
نہیں ہے۔

اہل کتاب کی اطاعت کی ممانعت

اس کے بعد ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا اگر تم نے ان اہل کتاب
میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیرے جائیں گے۔
تم کو تو اللہ کی آیات سنائی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسولؐ موجود ہے اور جو
اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے گا وہ ضرور صراطِ مستقیم پالے گا۔

رکوع ۱۱ ایمان لانے والوں کو اللہ نے یہ احکام دیے:

مومنوں کو اللہ کے احکام

اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم دین اسلام کے سوا کسی اور دین پہ
نہ مرنا ___ اور تم سب مل کر خدا کی رسّی مضبوطی سے تھامے رہو (امام جعفر صادقؑ نے
فرمایا کہ خدا کی رسّی ہم اہل بیتؑ ہیں) اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اللہ کے اس احسان
کو یاد رکھو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور تم بھائی
بھائی بن گئے اور یاد رکھو کہ تم گویا دھکتی ہوئی آگ کی بھٹّی دوزخ کے کنارے کھڑے
تھے اور اس میں گرا ہی چاہتے تھے کہ خدا نے تم کو اس سے بچا لیا ___ اور کہیں تم ان
لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور دیکھو تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور
رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔
جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

رکوع ۱۲ یہاں اللہ نے چند گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک کو بہترین گروہ کہا ہے، وہ انسانوں کی

مومن لوگوں کا کام

ہدایت کے لیے ہیں۔ ان سے مخاطب ہو کر اللہ نے فرمایا تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

بعض اہل کتاب کافر ہیں

دوسرا گروہ اہل کتاب میں سے نافرمان لوگوں کا ہے۔ پہلے والے گروہ والوں کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا: یہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اگر یہ تم سے لڑیں گے تو بھاگ جائیں گے، وہ ذلیل ہیں۔ یہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے رہے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔ یہ ان کی نافرمانیوں کا انجام ہے۔

بعض اہل کتاب مومن ہیں

تیسرا گروہ وہ ہے جو اہل کتاب میں سے تو ہے مگر راہِ راست پر قائم ہے۔ یہ لوگ راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ یہ صالح لوگ ہیں۔

کافر

چوتھا گروہ وہ ہے جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا۔ یہ دوزخی لوگ ہیں اور آگ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کے مقابلہ میں نہ ان کا مال کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد!

یہودی مسلمانوں کے دشمن ہیں

اس کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ یہودیوں کی منافقانہ روش سے ہوشیار رہیں اور احتیاط برتیں اور حکم دیا کہ اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں یعنی یہودیوں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ کیونکہ یہودی تم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ تم سے بغض رکھتے ہیں اور تمہارے جانی دشمن ہیں مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہو سکتی، بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو۔

رکوع ۱۳

جنگِ اُحد

جنگِ بدر کا بدلہ لینے کے لیے ابوسفیان نے تین ہزار کی فوج سے شوال ۳ھ میں مدینہ پر چڑھائی کی۔ آنحضرتؐ کے ساتھ صرف سات سو سپاہی تھے۔ کوہِ اُحد کے پاس لڑائی ہوئی جو مدینہ سے چار یا چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس پہاڑی میں ایک درہ تھا۔ اندیشہ تھا کہ اس کے ذریعہ پہاڑی کے عقب سے آکر دشمن اسلامی فوج پر حملہ نہ کرے، لہٰذا آنحضرتؐ نے اس درہ پر پچاس تیراندازوں کو تعینات کر دیا اور سخت تاکید کی کہ کسی حالت میں وہ وہاں

جنگِ احد

سے نہ ہٹیں۔ مسلمانوں کی فتح قریب تھی کہ تیراندازوں کا دستہ خلافِ حکمِ رسولؐ مالِ غنیمت کی لالچ میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ مسلمانوں نے دشمن کے لشکر کو لوٹنا شروع کیا۔ خالد بن ولید نے، جو اس وقت لشکر کفار کے رسالہ کی کمان کر رہے تھے، بروقت فائدہ اٹھایا اور پہاڑی کا چکر کاٹ کر درّہ سے داخل ہو کر حملہ کر دیا۔ اس طرح لڑائی کا پانسہ ایک دم پلٹ گیا۔ مسلمان اس صورتِ حال سے پریشان ہو گئے اور بہت سے بھاگ نکلے۔ نبیؐ زخمی ہو گئے۔ کسی نے ان کی شہادت کی افواہ اڑا دی۔ مسلمان شکست کھا کر واپس ہوئے۔ اس جنگ میں ستّر مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرتِ حمزہؓ بھی شامل ہیں۔

جنگ احد میں مسلمانوں کی ناکامی کی وجہ

اس رکوع میں اللہ نے جنگِ اُحد کے حالات پر تبصرہ کیا ہے۔ دو گروہوں سے مراد عرب کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ جو اسلامی لشکر سے الگ ہونا چاہتے تھے، مگر بعد میں ثابت قدم رہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ وہ جنگِ بدر میں ان کی مدد کر چکا تھا جس کی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے اور اگر وہ جنگِ اُحد میں بھی صبر کرتے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے تو اس میں بھی وہ کامیاب ہوتے۔

رکوع ۱۴

سود حرام کیا گیا

اللہ نے مومنوں کو سود کھانے سے منع کیا اور حکم دیا کہ خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور خدا اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور جہنم کی آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ تیزی سے چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور وہ ان خداترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، خواہ وہ بدحال ہوں یا خوش حال۔ اس کے آگے متقی لوگوں کی کچھ اور صفات بیان کی گئی ہیں اور آخر میں ان کی جزا کا ذکر ہے۔

مسلمانوں کو ہدایت

جو مسلمان جنگ احد میں شریک تھے ان سے مخاطب ہو کر خدا فرماتا ہے: کاہلی نہ کرو اور جنگِ اُحد میں اتفاقی شکست سے رنجیدہ نہ ہو کیونکہ تم اگر سچے مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ اگر جنگِ اُحد میں تم کو زخم لگا ہے تو اسی طرح جنگِ بدر میں

تمہارے مخالف کفار کو زخم لگ چکا ہے مگر ان کی ہمت نہ ٹوٹی اور یہ اتفاقی شکست اس لیے تھی تاکہ خدا اپنے ایمان والوں کو ظاہری مسلمانوں سے الگ دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو درجۂ شہادت پر فائز کرے اور اللہ حکم رسول سے سرتابی کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنیوالے ہیں اور تم تو موت کے آنے سے پہلے لڑائی میں مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ پس اب تو تم نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تم اب بھی دیکھ رہے ہو پھر لڑائی سے کیوں جی چراتے ہو)۔

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بہت لطیف انداز میں ان مسلمانوں کی دلجوئی کی ہے اور کچھ تنبیہ اور کچھ ہمت افزائی کی ہے۔

رکوع ۱۵ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو فہمائش اور تہدید کی ہے اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ جب جنگ اُحد کے دوران محمدؐ کے قتل ہونے کی افواہ پھیلی تو مسلمان سراسیمہ اور مضطرب ہو گئے۔ اُدھر کافر، مسلمانوں کو کثیر تعداد میں شہید کر رہے تھے۔ ایسی حالت میں مسلمان مختلف تدبیریں سوچنے لگے اور اس لحاظ سے ان کے چار گروہ بن گئے۔ ایک گروہ نے کہا: ابوسفیان سے امان نامہ لیا جائے۔ دوسرا گروہ خوفزدہ ہو گیا اور انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ تیسرے گروہ والوں نے کہا کہ اگر محمدؐ قتل کیے گئے ہیں تو کیا ہوا ہمیں اپنے آبائی مذہب یعنی کفر پر پلٹ جانا چاہیے اور چوتھا گروہ اپنے دین اسلام پر ثابت قدم رہا اور انہوں نے کہا کہ اگر بالفرض حضرت محمدؐ قتل بھی ہو گئے تو محمدؐ کا پروردگار تو زندہ موجود ہے ہم نہ کسی سے امان نامہ لیں گے اور نہ اپنے دین اسلام کو چھوڑینگے۔

ان باتوں کا جواب اللہ نے یہ دیا اور یوں سمجھایا کہ دیکھو محمدؐ کی حیثیت تو صرف ایک رسولؐ کی ہے (ان کا کام تو تمہارے پیغام کو پہنچا دینا ہے۔ ان کو اس سے زیادہ اختیار نہیں) ان سے پہلے بھی اور بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر محمدؐ اپنی موت سے مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھریگا

بھی تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا، البتہ جو بندے اللہ کے شکر گزار ہیں ان کو وہ اچھا بدلہ دیگا۔

دوسری بات اللہ نے یہ فرمائی کہ کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا وقت مقرر اور لکھا ہوا ہے اور جو شخص اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہے تو ہم اس کو دنیا ہی میں سے دیں گے اور جو شخص ثوابِ آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا تو وہ آخرت کا ثواب پائے گا اور شکر گزار بندوں کو ہم اُن کا اجر ضرور عطا کرینگے۔

یہاں پر موت کے وقت کا مقرر ہونے کا تذکرہ کر کے یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ موت کے خوف سے تمہارا میدانِ جنگ سے بھاگنا فضول ہے۔ کوئی شخص نہ تو اللہ کے مقرر کیے ہوئے وقت سے پہلے مر سکتا ہے اور نہ اس کے بعد زندہ رہ سکتا ہے۔

ثواب کے معنی

ثواب کے معنی ہیں کوشش اور اعمال کا نتیجہ۔ ثوابِ دنیا سے مراد وہ فائدے ہیں جو انسان کو کوشش و اعمال کے نتیجہ میں اسی دنیا کی زندگی میں حاصل ہوں اور ثوابِ آخرت سے مراد وہ فائدے ہیں جو کوشش و اعمال کے نتیجہ میں آخرت کی پائدار زندگی میں حاصل ہوں۔

اس آیت میں اور اس سے پہلے کی آیت میں ــــ شاکرین یعنی شکر گزار بندوں سے مراد وہ مجاہدین ہیں جو جہاد میں ثابت قدم رہے۔ میدان کارزار سے فرار نہیں کیا، زخمی ہو گئے اور پھر بھی خدا کا شکر ادا کیا۔

اس رکوع کی آخری تین آیتوں میں اللہ نے ان اللہ والوں کا تذکرہ کیا ہے جو جہاد میں پچھلے نبیوں کے ساتھ شریک کار ہو کر کافروں سے لڑے اور ثابت قدم رہے اور وہ ثابت قدم رہنے کی، مغفرت کی اور جہاد میں کافروں پر غالب رہنے کی دعا ئیں اللہ سے مانگتے رہے۔ ان ثابت قدم رہنے والوں سے اور نیک اعمال بجالانے والوں سے اللہ اپنی محبّت کا اظہار کرتا ہے ــــ اور اللہ جس سے محبت کرے اس کی خوش نصیبی کا کیا کہنا!

یہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تنبیہہ فرما رہا ہے کہ بالفرض اگر نبیؐ قتل ہو بھی جاتے جیسا کہ میدان اُحد میں جھوٹی افواہ پھیلا دی گئی تھی تب بھی مجاہدین کو بزدل اور پست ہمّت

نہیں ہونا چاہیے تھا جیسا کہ گزشتہ انبیاء کے ساتھ رہنے والوں کی شان یہ تھی کہ وہ نبیوں کے قتل ہو جانے کے بعد بھی کمزوری کا احساس نہیں کرتے تھے اور ثابت قدم رہتے تھے۔

یہ مسلمانوں کے لیے سبق ہے اور تنبیہ ہے کہ ان کو بھی ایسا ہی کردار ادا کرنا چاہیے۔

۱۰ آیت نمبر ۱۴۸ میں دنیا کے ثواب سے مراد فتح و نصرت اور حصولِ مالِ غنیمت اور آخرت کے ثواب سے مراد مغفرت اور نعماتِ جنت ہے۔

اس رکوع میں جہاد میں ثابت قدم رہنے والوں اور جزا کا حق رکھنے والوں کو اللہ نے ــــ شاکرین ــــ صابرین ــــ اور محسنین کے مقدس خطابات سے نوازا ہے اور ان خطابات کے لیے حضرت علیؑ کی ذات بالکل موزوں ہے کیونکہ آپ کا کردار اس معیار پر مکمل طور سے پورا اُترتا ہے۔

رکوع ۱۶ — **جنگ احد اور مسلمانوں کا کردار اور کافروں کی پیروی کی مخالفت**

جنگ اُحد کی کارروائیوں پر اللہ کا تبصرہ جاری ہے، فرمایا: اور ایمان لانے والوں کو خبردار کیا کہ اگر تم لوگوں نے کافروں کی پیروی کی تو یاد رکھو کہ وہ تم کو الٹے پاؤں کفر کی طرف پھیر کر لے جائیں گے۔ پھر الٹے تم ہی گھاٹے میں آجاؤ گے۔ تم کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ تمہارا تو اللہ سرپرست ہے اور وہ سب مددگاروں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد اللہ نے یہ کہہ کر مسلمانوں کو تسکین دی ہے کہ گھبرائیں نہیں ہم کافروں پر عنقریب رُعب جما دینگے کیونکہ انھوں نے شرک کیا ہے اور اس لیے ان کا آخری ٹھکانا جہنّم ہے۔

شکست کی وجہ

پھر خدا نے مسلمانوں کو ان کی پسپائی کی وجہ بتائی کہ تم نے آپس میں اختلاف کیا۔ اپنے سردار یعنی نبیؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور درّہ کو چھوڑ دیا۔ بہرحال یہ تمہاری آزمائش تھی۔ اللہ نے تم کو معاف کر دیا۔ اللہ مومنوں پر مہربان رہتا ہے۔

جنگ احد اور مسلمانوں کی مایوسی

اس کے بعد اللہ نے مسلمانوں کو وہ موقع یاد دلایا جب تم پسپائی کے عالم میں بھاگے پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور باوجودیکہ رسولؐ تمہارے پیچھے کھڑے تم کو بلا رہے تھے مگر تم کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے (یہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب حضرت ابوبکر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے) چونکہ تم نے اپنی اس روش سے رسولؐ کو رنج پہنچایا اس لیے

جنگِ احد میں زندہ بچ جانے والے

اللہ اس کی سزا میں تم کو شکست کھانے اور کثیر تعداد میں اپنے ساتھی مسلمانوں کے قتل اور زخمی ہونے کا رنج دے رہا ہے تاکہ آئندہ کے لیے تمہیں یہ سبق ملے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر رنجیدہ نہ ہو اور صبر کرنا سیکھو۔ پھر اللہ نے ان مسلمانوں اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے جو جنگِ احد میں زندہ بچ گئے تھے۔ ان میں ایک گروہ سچے ایمان والوں کا تھا جن پر اللہ نے امن واطمینان کی حالت طاری کر دی تھی اور ان کو خوب گہری نیند آگئی تھی اور دوسرے گروہ کے وہ لوگ تھے جو زمانۂ جاہلیت کی طرح خدا کے متعلق بدگمانیاں کرنے لگے تھے اور دل ہی دل میں کہنے لگے تھے کہ اگر ہمارا کچھ بھی اختیار ہوتا تو ہمارے ساتھی مسلمان یہاں مارے نہ جاتے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر وہ اپنے گھروں میں بھی رہتے تو جن کی تقدیر میں لڑ کر مرجانا لکھا تھا وہ اپنے گھروں سے نکل نکل کر اپنے مرنے کی جگہ ضرور آجاتے۔ یہ ان کم فہم نومسلم اور منافقین کے بارے میں کہا گیا ہے جنہوں نے مدینہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رسولؐ کو رائے دی تھی مگر رسولؐ کو یہ رائے پسند نہ آئی تھی اسی وجہ سے یہ لوگ کہتے تھے کہ اگر ہم مدینہ میں رہ کر لڑتے تو قتل نہ ہوتے۔

رکوع ١٧

موت کا وقت مقرر ہے

یہاں پر اللہ نے ایمان لانے والوں سے پھر یہ کہا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔ وہ ٹل نہیں سکتی۔ تم جہاں بھی ہوگے موت اپنے وقت پر آکر رہے گی اور جنگِ اُحد میں جو تم کو شکست ہوئی وہ تمہاری شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوئی نہ کہ رسولؐ کی غلط تدبیر کی وجہ سے ____

خدا کی راہ میں مرنے کی فضیلت

اور اے مسلمانوں اگر تم خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا اپنی موت سے مرجاؤ تو یاد رکھو کہ خدا کی بخشش اور رحمت' اس مال و دولت سے زیادہ بہتر ہے جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ بہرحال تم سب کو سمٹ کر جانا اللہ ہی کی طرف ہے۔

رسولؐ کی نرم مزاجی

اس رکوع میں پہلے اللہ نے آنحضرتؐ کی نرم مزاجی کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا یہ اثر بتایا ہے کہ مسلمان تمہارے قریب رہتے ہیں اور اس بات کو اللہ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے۔
اس کے بعد اللہ نے رسولؐ کو حکم دیا کہ ان کے قصور معاف کردو کیونکہ انہوں نے رسولؐ کے

حکم کی خلاف ورزی کی تھی، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کاموں میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو اور جب کسی کام کی ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو کیونکہ جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں خدا ان کو ضرور دوست رکھتا ہے۔ پھر مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا: اگر اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کوئی تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ پس مومنین کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

مسلمانوں سے تعلق / توکل علی اللہ

نبیؐ پر خیانت کا شبہ نہ ہونا چاہیے

جنگِ اُحد ختم ہونے کے بعد جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ان تیراندازوں کو جن کو درہ پر تعینات کیا تھا اور انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی تھی، بلاکر اس نافرمانی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کچھ کمزور عذرات پیش کیے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ تم کو ہم پر اطمینان نہ تھا اور تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو مالِ غنیمت میں حصہ نہیں دیں گے۔ آیت نمبر ۱۶۱ کا اشارہ اسی معاملہ کی طرف ہے۔

اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ کسی نبیؐ کا یہ کام نہیں ہوسکتا کہ وہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اس کو روزِ قیامت وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو خدا کی خوشنودی کا پابند ہو وہ اس کے برابر ہوجائے جو خدا کے غضب میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا جہنّم ہے۔

خدا نے درحقیقت اہلِ ایمان پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں کے خاندان میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا، ان کی زندگیوں کو سنوارتا اور انہیں کتاب خدا اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریحی گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

رسول اکرمؐ کی بعثت اہلِ / ایمان پر احسان ہے

مسلمانوں سے مخاطب ہوکر اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر جنگِ اُحد میں یہ مصیبت پڑی کہ تمہارے ستّر مسلمان شہید ہوئے اور اس سے پہلے تم جنگِ بدر میں ستّر کافروں کو قتل کرچکے تھے اور ستّر کو قیدی بنا چکے تھے تو تم گھبراکے یہ کہنے لگے

اُحد میں مسلمانوں کی شکست / اللہ کے اذن سے تھی

کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مصیبت خود تمہاری لائی ہوئی تھی۔ اور یہ تمہاری اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے، نہ تم درّہ چھوڑتے، نہ حکمِ رسولؐ کی مخالفت کرتے، نہ مال کی طمع میں مبتلا ہوتے تو یہ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ تمہاری یہ شکست اللہ کے اذن سے تھی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ تم میں سے مومن کون ہے اور منافق کون! (یہاں منافق سے مراد عبداللہ بن اُبی سے ہے جو اپنے تین سو منافق ساتھیوں کے ساتھ پلٹ گیا تھا اور جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا) یہ منافق اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔ ان کے دلوں کی باتیں اللہ خوب جانتا ہے۔

شہیدانِ راہِ خدا زندہ ہیں

یہاں پر اللہ نے شہیدانِ راہِ خدا کے لیے ایک اہم بات فرمائی وہ یہ ہے: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوش ہیں اور مطمئن ہیں کہ جو اہلِ ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

رکوع ۱۸

زخمی مسلمانوں کا آمادۂ جنگ ہو جانا

اللہ فرماتا ہے کہ جنگِ اُحد میں زخمی ہونے کے بعد بھی جن لوگوں نے اللہ و رسولؐ کی پکار پر لبیک کہا اور کفار کے تعاقب میں چلنے کے لیے آمادہ ہو گئے، ان میں جو نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا گیا کہ دشمن کا فروں نے تمہارے مقابلہ کے واسطے بڑا لشکر جمع کیا ہے پس ان سے ڈرتے رہو تو بجائے خوف کے ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے: "خدا ہمارے واسطے کافی ہے اور وہی کارساز ہے۔"

حمراء الاسد کا واقعہ

یہ لوگ نبیؐ کے ساتھ مقام حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مگر جب لڑائی نہ ہوئی اور کافر مکہ کی طرف چلے گئے تو یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس آگئے۔ مولوی فرمان علی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کا فقرہ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بجنسہٖ

قرآن میں درج کر دیا۔

یاد رکھو کہ کفر کی اعانت کرنے والوں اور ایمان کو چھوڑ کر کفر خریدنے والوں کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔ اے رسولؐ تم ان سے رنجیدہ نہ ہونا۔ وہ لوگ اللہ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے۔

اس کے بعد اللہ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔ وہ مسلمانوں کے درمیان منافقوں کو خلط ملط دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ پاک لوگوں سے مراد مومن اور ناپاک سے مراد منافق ہے۔ اس نے فرمایا کہ اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو غیب سے یہ مطلع کرے کہ کون مومن ہے اور کون منافق۔ غیب کی باتیں بتانے کے لیے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔

بخیل کی مذمت

اس کے بعد اللہ نے بخیلی کی مذمت کی ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی کنجوسی سے مال جمع کرتے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

رکوع ۱۹ اللہ نے فرمایا کہ میں نے یہودیوں کی یہ بات ان کے نامۂ اعمال میں نوٹ کر لی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں اور یہ کہ وہ پہلے پیغمبروں کو قتل کرتے رہے ہیں۔ اس کی سزا میں اللہ ان کو روزِ قیامت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اللہ اپنے بندوں کے لیے ظالم نہیں ہے۔

پیغمبروں کے قاتل یہودی عذاب میں مبتلا ہوں گے

مسلمانوں کو مخاطب کر کے اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے مالوں اور جانوں کا تم سے ضرور امتحان لیا جائے گا اور اہل کتاب اور مشرکین کی بہت سی دل آزار باتیں تم کو سننی پڑیں گی۔ اگر تم ان مصیبتوں کو جھیل جاؤ گے اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

رکوع ۲۰ سورۃ کا یہ آخری رکوع ہے۔ اس میں وجودِ خدا کی دلیل، ہر حال میں خدا کا ذکر کرنے والوں کا ___ ان کی دعاؤں کا ___ ایمان لانے کا ___ مہاجرین اور شہدائے کے لیے نیک اجر کا ___ کافروں کا دنیا میں عارضی فائدے حاصل کرنے کا ___ متقی لوگوں کا آخرت میں انعام پانے کا اور نصرانی بادشاہِ حبش کے ایمان لانے کا تذکرہ ہے۔ آخر میں

ایمان لانے والوں کو صبر سے کام لینے اور خدا سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خدا کی نشانیاں
قدرتِ خدا اور وجود

اس رکوع کی پہلی آیت میں کہا گیا ہے کہ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے جانے میں صاحبانِ عقل کے لیے قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ان باتوں پر غور کرنے سے خدا کا وجود اور توحید ثابت ہوتی ہے۔

ان کی دعائیں
ایمان لانے والوں کا کردار

اس کے بعد کہا گیا ہے کہ خدا کی وحدانیت اور اس کا وجود ماننے کے بعد ان عقل مندوں کا یہ حال ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، کروٹ لیتے غرض ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں اور بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں: "اللہ تو نے ان کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ تو فعل عبث سے پاک ہے۔ پس اے رب ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ___ اے ہمارے پالنے والے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا تو یقیناً اسے رسوا کر ڈالا اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے رب! جب ہم نے ایک ندا کرنے والے (پیغمبرؐ) کو سنا جو ایمان کی طرف بلا رہا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو اور اس پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے ___ پس اے ہمارے آقا! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما، جو برائیاں ہم میں ہیں ان کو دُور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر ___ پروردگار جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈالنا، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔"

محنت اور جزا
مہاجرین اور شہیدوں کا صلہ

ان کی یہ دعا ان کے پروردگار نے قبول کر لی اور فرمایا: "ہم تم میں سے کسی کام کے کرنے والے کے کام کو اکارت نہیں کرتے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اس میں کچھ کسی کی خصوصیت نہیں کیونکہ تم ایک دوسرے کی جنس سے ہو۔ جو لوگ ہمارے لیے وطن آوارہ ہوئے اور شہر بدر کیے گئے اور انھوں نے ہماری راہ میں اذیتیں اٹھائیں اور کفار سے جنگ کی اور شہید ہوئے، میں ان کی برائیوں سے ضرور درگزر کروں گا اور انہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کی جزا ہے اللہ کے یہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔"

ان آیات میں صاحبانِ عقل سے مراد مخلص مومنین ہیں جو اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس کی وحدانیت اور وجود کے قائل ہیں۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے

حضرت علیؑ کی ہجرت کے دوران عبادت گزاری

جو حالات ان آیات میں بیان کیے گئے ہیں، روایت ہے کہ ان کا تعلق حضرت علیؑ کی ہجرت کے واقعہ سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ کے ساتھ تین خواتین تھیں۔ ایک فاطمہ بنتِ اسد آپ کی والدہ، دوسری فاطمہؑ بنتِ محمدؐ، تیسری فاطمہ بنت زبیر ــــ جب منزل ضجنان پر پہنچے تو ایک شب و روز وہاں قیام کیا۔ مگر ان چاروں بزرگواروں نے تمام رات اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے ذکرِ خدا میں گزار دی۔ اسکے بعد جس جس منزل پر پہنچے، ان کی یہی حالت رہی ان کی یہ عبادت خدا کو ایسی پسند آئی

مردوں اور عورتوں کا اجر برابر

کہ اس نے ان کی مدح میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اس میں ذَكَرٍ سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور اُنْثٰى سے مراد تینوں خواتین ہیں اور بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ کا اشارہ اس لحاظ سے ہے کہ یہ چاروں افراد ایک ہی خاندان و قبیلہ کے تھے۔

بہشت کے باغات متقین کے لیے ہیں۔ دنیا داروں کا انجام

اس کے بعد رسولؐ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا گیا ہے کہ ــــ "کافروں کا شہروں شہروں چین کرتے پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے۔ یہ چند روزہ فائدہ ہے اور آخر کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ مگر جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی پرہیزگاری اختیار کی یعنی اس سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کی، ان کے لیے بہشت کے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔"

یہ خطاب بظاہر رسولؐ سے ہے، مگر بذریعۂ رسولؐ خدا نے تمام انسانوں کو خصوصاً مومنین کو ہدایت کی ہے کہ تم کافروں کی دولت، خوشحالی اور دنیاوی ترقی سے کہیں دھوکا نہ کھا جانا ــــ یاد رکھو کہ ان کا یہ فائدہ بہت ہی قلیل اور عارضی ہے اور اس کا نتیجہ آخر فنا ہے اور آخرت میں وہ ذلت اور ابدی عذابِ جہنم کے مستحق ہونگے۔ حدیث میں ہے کہ کافروں کے لیے دنیا ہے اور مومنین کے واسطے آخرت کے نعمات ہیں۔

پھر اللہ نے فرمایا کہ "اہلِ کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو خدا پر اور جو کتاب تم (رسولؐ) پر اور جو کتاب خود ان پر نازل ہوئی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اور خدا

کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت یعنی دنیوی فائدے نہیں لیتے۔ ایسے ہی لوگوں کے واسطے ان کے پروردگار کے پاس اچھا بدلہ ہے۔ بے شک خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔"

اس آیت میں نجاشی بادشاہِ حبش کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرتؐ پر غائبانہ ایمان لایا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو حضرت جبرئیل نے آکر رسولؐ کو خبر دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ چلو اپنے ایک ایمانی بھائی کی نماز جنازہ پڑھیں۔ یہ کہہ کر آپ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ خدا سے زمین کے پردے ہٹانے کی درخواست کی۔ زمین حبشہ نظر آئی۔ نجاشی کی میّت پر رسولؐ اور اصحاب نے نماز پڑھی۔ منافقین کو اعتراض کا موقع مل گیا۔ کہنے لگے کہ رسولؐ نے حبشہ کے ایک نصرانی کی میت پر نماز جنازہ پڑھی۔ ان کے اس اعتراض کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۃ کی آخری آیت میں اللہ نے ایمان لانے والوں کو ہدایت کی ہے کہ صبر سے کام لے کر دین کی راہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو جھیل جاؤ اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور حق کی خدمت (جہاد) کے لیے کمربستہ اور ثابت قدم رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

بعض اہل کتاب مومن تھے

نصرانی بادشاہ حبش کی نماز جنازہ

مومنوں کو ہدایت

سُوْرَۃُ الاَحْزَاب

(۹۰)

تمہید

نام رکوع ۲ کی آیت ۲۰ میں احزاب کا لفظ آیا ہے اور رکوع ۲، ۳ میں غزوہ احزاب کا بیان ہے۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۹ رکوع اور ۷۳ آیات ہیں۔

زمانۂ نزول اس سورۃ کے مضامین میں تین اہم واقعات کا بیان ہے۔ ایک غزوۂ احزاب جو ذیقعد ۵ھ میں پیش آیا۔ دوسرے غزوۂ بنی قریظہ۔ تیسرے زینب بنت جحش سے حضور نبی اکرمؐ کا نکاح!

تاریخی پس منظر غزوۂ احزاب سے پہلے کے حملے اور محاصرے۔

(۱) جب بنی اسد نے مدینہ پر حملہ کی تیاری کی تو مسلمانوں کا ایک مختصر دستہ ان کے سر پہ پہنچ گیا۔ بنی اسد سارا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے، جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

(۲) بنی نضیر کا اسلامی لشکر نے محاصرہ کر لیا۔ بنی نضیر نے ہتھیار ڈال دیے مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

(۳) بنی غطفان پر اچانک حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا۔

(۴) ابوسفیان کا دو ہزار کا لشکر، اسلامی فوج کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور واپس چلا گیا۔
(۵) عرب اور شام کی سرحد پر ایک مقام دومۃ الجندل تھا جہاں کے لوگ تجارتی قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ ان کی سرکوبی کے لیے ایک ہزار کا لشکر لے کر حضور خود تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس زمانہ میں مسلم معاشرے کی تعمیر اور اصلاح کا کام بھی برابر جاری رہا۔ نکاح، طلاق اور وراثت کے قانون بنائے گئے۔ شراب اور جوئے کو حرام قرار دیا گیا۔ تبنیت یعنی بیٹا بنانے کی پرانی رسم کو منسوخ کیا گیا۔ پردہ کا ابتدائی حکم نافذ کیا گیا اور اسکی تکمیل ایک سال بعد سورہ نور میں ہوئی۔

سورۃ کے مضامین رکوع ۱۔ مسلمانوں کو کچھ حکم دیے گئے۔ اس قول کی تردید کی گئی کہ رسولؐ کے دو دل ہیں۔ ظہار میں بیوی ماں نہیں ہو جاتی۔ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا — نبیؐ کی بیویوں کی تعظیم واجب ہے۔

رکوع ۲۔ غزوۂ احزاب — غزوۂ بنی قریظہ — منافقین کے کردار پر تبصرہ

〃 ۳۔ غزوۂ احزاب — غزوۂ بنی قریظہ — مومنین کے کردار پر تبصرہ

〃 ۴۔ ازواجِ نبیؐ کے لیے ہدایات — آیت ۳۳ میں آیت تطہیر متعلق اہلبیت رسولؐ۔

〃 ۵۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنیوالوں کے مرتبے۔ زینب بنت جحش کا نکاح ثانی آنحضرتؐ کے ساتھ۔

〃 ۶۔ اللہ کو یاد کرنے کا حکم۔ مومنوں پر اللہ کی رحمت ہے، سلامتی کا مفہوم۔ اللہ نے نبیؐ کو شاہد، بشیر، نذیر، اللہ کی طرف بلانے والا اور سراجِ منیر بنایا۔ نبیؐ کے لیے کچھ ہدایات۔ چار بیویوں کی پابندی سے نبیؐ مستثنیٰ ہیں۔

〃 ۷۔ نبیؐ کی بیویوں سے متعلق مومنین کے لیے چند احکام۔ نبیؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم۔ اللہ، نبیؐ اور مومنین کو اذیت دینے والے جہنمی ہیں۔

〃 ۸۔ پردہ کا حکم — قیامت کے آنے کا علم صرف اللہ کو ہے۔ قیامت کے بارے میں مذاق کے طور پر پوچھنے والے کافر جہنمی ہیں۔

〃 ۹۔ اللہ اور رسولؐ کو ایذا دینے کی ممانعت دوبارہ کی گئی — امانت کا بار انسان نے اٹھالیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ الاحزاب کی

تشریح

رکوع ۱

اللہ کا حکم مانو کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو

اللہ تعالیٰ حضور نبیؐ کو مخاطب کر کے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکمت کی باتیں بتاتا ہے اور جو احکام اللہ کی طرف سے وحی کیے جاتے ہیں ان کو بجا لاتے رہو۔ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور وہی سب کام بنا دینے کے لیے کافی ہے۔

اس قول کی تردید کہ رسولؐ کے دو دل ہیں

بعض منافق کہتے تھے کہ رسولؐ کے دو دل ہیں، وہ ایک دل سے ہمارے ساتھ ہیں اور دوسرے دل سے مومنین کے ساتھ ہیں۔ اس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے۔ یاد رکھو کہ تمہاری

ظہار کی بیوی ماں نہیں ہو جاتی

بیویاں جن کو تم ظہار میں ماں کہہ بیٹھتے ہو، وہ تمہاری حقیقی مائیں نہیں ہو جاتیں۔

منہ بولا بیٹا حقیقی فرزند نہیں ہو جاتا

دوسرے یہ کہ اگر تم کسی کے بیٹے کو متبنٰی کہہ کے بیٹا کہو تو وہ حقیقی فرزند نہیں ہو جاتا۔ یہ سب تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں۔ تمہارے کہنے سے صلبی رشتے بدلا نہیں کرتے اللہ تو حق ہی بات کہتا ہے اور راہِ حق ہی کی ہدایت کرتا ہے۔

نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی ماں کی طرح حرام ہیں

یاد رکھو کہ نبیؐ مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے اور وہ زیادہ خیر خواہ ہے۔ نبیؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں یعنی ان پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح ان کی مائیں حرام ہیں۔ حضورؐ کے احترام کی وجہ سے یہ معاملہ ان کے ساتھ خاص ہے۔ نبیؐ کی بیویوں کی تعظیم و تکریم سب مسلمانوں پر واجب ہے۔

غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق

غزوۂ خندق کا ذکر آرہا ہے' جہاں مومنوں کی آزمائش ہوئی اور باوجود انتہائی قلیل تعداد کے ان کو فتح نصیب ہوئی۔ واقعہ یوں ہوا کہ رسولؐ نے یہودی قبیلہ بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔ ان یہودیوں نے سردار قریش ابوسفیان اور چند دوسرے عرب قبائل سے سازش کی اور قریب دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کی سلمان فارسیؓ کے مشورے سے آنحضرتؐ نے حفاظت کی خاطر مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ مدینہ ایک ماہ تک دشمنوں کے محاصرے میں رہا۔ مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد نہ تھی۔ آخر کار مخالف لشکر کے دو بہادر پہلوان عمر بن عبدود اور نوفل حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ مسلمانوں کی مایوسی امید سے بدلی۔ حضور مسرور ہوئے اور فرمایا:

ضَرْبَتُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

اسی اثناء میں ایک آندھی آئی جو تیز اور بہت سرد تھی جس کی وجہ سے فوج مخالف کے خیمے اکھڑ گئے۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ آنکھوں میں خاک گھس گئی۔ فرشتوں کی آواز تکبیر ہر طرف سے آنے لگی۔ سب کے قدم اکھڑ گئے۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس طرح مسلمان فتحیاب ہوئے۔ چونکہ مخالف لشکر سات آٹھ قبیلوں پر مشتمل تھا۔ اس لیے اس کو غزوۂ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی جماعتیں) اور خندق کھودنے کی وجہ سے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ اس جنگ کی تاریخ ذی قعدہ ۵ ہجری ہے۔

واقعہ جنگ احزاب

مسلمانوں کی فتح

ایک ماہ تک دشمنوں کے محاصرہ میں مدینہ

رکوع ۲

اے ایمان والو! خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی ہیں۔ جنگ خندق میں جب تم پر کافروں کا لشکر امنڈ کر آپڑا تھا تو ہم نے تمہاری مدد کو ان پر آندھی بھیجی اور اس کے علاوہ فرشتوں کا ایک ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں اور

جو کچھ تم کرتے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا یعنی اللہ نے دیکھا کہ کس طرح مجاہدین نے عشق الٰہی اور عشق رسولؐ میں سردی اور بھوک کی حالت میں خندق کھودی کیسے رسولؐ بھی ان کے ساتھ شریک رہے۔ جب تم کو دشمن کے لشکر نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا اور جب خوف و دہشت سے لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے کہ دیکھیں اللہ کی نصرت کب اور کیسے آتی ہے، تو یہ مومنوں کی آزمائش کی گھڑی تھی۔ اس وقت ان کا امتحان لیا گیا اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑ دیے گئے۔

غزوۂ احزاب کے منافقین کا کردار اور تبصرہ

اور یہ وہ وقت تھا جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کفر کا مرض تھا (جو مسلمانوں کے ساتھ تھے) کہنے لگے تھے کہ خدا نے اور اس کے رسولؐ نے جو ہم سے وعدے کیے تھے وہ سب بالکل دھوکہ کی ٹٹی تھے یعنی کہاں یہ دشمنوں کا عظیم لشکر اور کہاں ہماری یہ قلیل جماعت!

اسی رکوع کی بقیہ چند آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نقل و حرکت، بات چیت، طور طریقوں پر بڑے پر زور الفاظ میں نہایت لطیف انداز سے تبصرہ فرمایا ہے، بتلایا کہ منافقین عہد شکن، مکّار، جھوٹے، فتنہ جو، بزدل، ڈرپوک، مفسد، ناقابل اعتبار اور لالچی ہیں۔

رکوع ۳

غزوۂ احزاب میں مومنین کے لیے رسول اللہؐ کی ذات میں اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ

اے مومنو! تم میں سے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہو اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہو اور جو اللہ کی یاد کثرت سے کرتا ہو، اس کے لیے رسول اللہؐ کی ذات میں اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ بات موقع و محل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی تو ہے ان مومنوں کے متعلق جو غزوۂ احزاب میں شریک تھے مگر خوفزدہ تھے، مایوسی کا اظہار کر رہے تھے اور رسولؐ کی محنت و مشقت، صبر و جانفشانی دیکھ کر نصیحت نہیں حاصل کر رہے تھے۔ مگر اس کے الفاظ عام ہیں اور اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ہر معاملہ میں اور ہر موقع پر حضورؐ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ کی زندگی سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی سیرت و کردار کو ڈھالیں۔

اور جب مومنوں نے کافروں کے لشکروں کو دیکھا تو نڈر ہو کر بول اُٹھے یہ تو وہی آزمائش ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور آج اس کی تصدیق ہو رہی ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ اس واقعہ سے ان کے ایمان اور جذبۂ اطاعت گزاری میں اضافہ ہوا۔ اللہ نے اپنی قدرت سے کافروں کو مدینہ سے پلٹا دیا۔ وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور انہیں کچھ فائدہ بھی نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ لڑائی میں مومنوں کے لیے خود ہی کافی ہوا اور مومنین کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور خدا تو بڑا زبردست اور غالب ہے ـــــ اور اہل کتاب میں سے جن یہودیوں یعنی بنی قریظہ نے ان کفار کی مدد کی تھی خدا ان کو ان کے قلعوں سے بے دخل کر کے نیچے اتار لایا اور ان کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب بٹھا دیا کہ وہ تمہارے مقابلہ کی ہمت ہی نہ کر سکے۔ پھر تم نے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید ـــــ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھروں۔ ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمہیں دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا اور خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

غزوۂ احزاب میں منجانب اللہ مسلمانوں کی مدد

رکوع ۴

اس رکوع کی سب آیتیں ازواج نبی کی ہدایات اور احکام پر مبنی ہیں سوائے آیت نمبر ۳۳ کے آخری فقرہ کے جو آیت تطہیر کہلاتی ہے، جس میں اللہ نے اہلبیت رسولؐ کی طہارت کا اعلان کیا ہے۔

ازواج نبی کے لیے ہدایات اور احکام

اے نبیؐ! تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ تم اگر دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دولت دنیا دے کر حسن و خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم کو اللہ اور اس کا رسولؐ اور عالم آخرت عزیز ہے تو اللہ نے تم میں سے نیکی یعنی صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے براہِ راست ازواج نبیؐ کی تنبیہ کی، اللہ نے فرمایا کہ اے نبیؐ کی بیبیو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ بات کرے گی تو اسے عام عورتوں کی بہ نسبت دوگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔

اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور نیک کام کرے تو ہم

اس کو اس کا اجر بھی دوگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے جنت میں عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

اے نبیؐ کی بیبیو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم احتیاط چاہتی ہو تو کسی سے نرم زبان میں نزاکت سے بات نہ کیا کرو تاکہ جس کے دل میں شہوت زنا کا مرض ہے وہ کچھ اور آرزو نہ کرے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو، پابندی سے نماز پڑھا کرو اور برابر زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

آیت تطہیر ۳۳

آیت تطہیر

اے پیغمبرؐ کے اہلبیت! خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی، آلودگی، گندگی سے دور رکھے اور جو پاک رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔ یہ آیت تطہیر کہلاتی ہے (اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اہلبیت رسولؐ میں صرف چار حضرات شامل ہیں یعنی حضرت علیؑ، جناب فاطمہ زہراؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت انھیں بزرگواروں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مگر بعض حضرات اہل سنت کا خیال ہے کہ اس میں ازواج نبیؐ بھی شامل ہیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے، اس کے دلائل مستند تفسیروں میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں)۔

اہلبیت رسول کی طہارت کا اعلان

اور اے نبیؐ کی بیبیو! تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور عقل و حکمت کی باتیں بتائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔ بے شک خدا بڑا باریک بین اور واقفکار ہے۔

رکوع ۵

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اُن مردوں اور عورتوں کے اوصاف بتائے ہیں جن کے واسطے اس نے مغفرت کی نعمت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (یہ اوصاف اور رتبے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے ملتے ہیں)۔

خدا اور رسول کے حکم کے سامنے اپنا اختیار ختم، پیغمبر اور بہو جائز، آیت ۳۶

کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا فیصلہ فرما دیں تو پھر ان کا اپنے معاملہ میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جس نے اس بات کو نہ سمجھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوا۔ روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت رسول خداؐ نے اپنے آزاد کردہ

غلام زید بن حارثہ کے لیے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھا اور حضرت زینب اور ان کے قریبی رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔ یہ حضرت زینب حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسے سنتے ہی حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے بلا تامل سر اطاعت خم کر دیا اور حضورؐ نے یہ نکاح پڑھ دیا۔ یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے۔ مسلمان کے معنی ہی یہ ہیں کہ خدا اور رسولؐ کے حکم کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دست بردار ہو جائے۔

غلام زید کا نکاح حضرت زینب بنت جحش سے

زید اور زینب کا نکاح تو ہو گیا لیکن مزاجوں کے اختلاف کے باعث موافقت نہ ہو سکی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ زید نے طلاق دینا چاہی۔ حضورؐ نے ان کو منع کیا لیکن تعلقات اس قدر کشیدہ ہو چکے تھے کہ طلاق کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ طلاق ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت زینب کا نکاح اللہ کے حکم کے بموجب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے ہوا۔ آئندہ چند آیتوں میں اسی واقعہ پر تبصرہ ہے۔ آخر میں فرمایا کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تم لوگوں میں انکا کوئی بیٹا نہیں۔ زید ان کا لے پالک تھا۔ وہ حقیقی فرزند کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس کی مطلقہ بیوی سے نبیؐ کا نکاح درست ہے۔ اس طرح پرانی قبیح رسم کو حضورؐ نے عمل کر کے توڑ دیا۔ ان کے لیے یہ لازم تھا، کیونکہ حضورؐ آخری نبیؐ تھے آئندہ کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔

پھر طلاق واقع ہوئی

اس کے بعد حضرت زینب کا نکاح حضورؐ پاک سے ہوا

رکوع ۶

ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اللہ کی یاد کثرت سے کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ جس بندۂ مومن نے مشہور تسبیح حضرت فاطمہ زہراؑ دن میں ایک مرتبہ اور رات میں بھی ایک مرتبہ پڑھی اور دن و رات میں تیس بار تسبیحات اربعہ پڑھیں اس نے خدا کا ذکر کثیر ادا کیا اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حالت بیداری میں ہمہ وقت مومن اللہ تعالیٰ

اور ذکر کثیر کا مطلب کثرت سے اللہ کو یاد کرنا

کو یاد رکھے۔ تسبیحات اربعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کو کہتے ہیں۔

مومنوں پر اللہ کی رحمت اور سلامتی

اللہ بھی مومنین پر رحمت فرماتا ہے اور ان پر اس کے فرشتے دعائے رحمت و مغفرت کرتے ہیں تاکہ مومنین کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے جائے اور خدا تو ایمان لانے والوں پر بڑا رحیم ہے اور جب قیامت میں مومنین اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو ان کا استقبال ہر طرح کی سلامتی سے کیا جائے گا اور خدا نے تو ان کے لیے بہت باعزت اجر یعنی بہشت تیار کر رکھی ہے۔

سلامتی کا مطلب کیا ہے؟

یہاں —" سلامتی "— کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان پر اللہ تعالیٰ خود سلام کریگا، دیکھو سورۂ یٰسین کی آیت نمبر ۵۸۔ دوسرے یہ کہ ان پر ملائکہ سلام کریں گے، دیکھو سورۂ نحل آیت نمبر ۳۲۔ تیسرے یہ کہ مومنین آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے دیکھو سورۂ یونس آیت نمبر ۱۰۔

آیندہ آنیوالی چار آیتیں ۴۵، ۴۶، ۴۷ اور ۴۸ اس زمانہ میں نازل ہوئیں جب مخالفین آنحضرتؐ کے خلاف بہتان اور افترا کا ایک طوفان برپا کیے ہوئے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ رسولؐ نہیں ہیں، کوئی کہتا تھا کہ یہ تو ہمارے جیسا معمولی آدمی ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے یا بنائے ہوئے رسولؐ نہیں ہیں — الغرض اسی طرح کی غلط اور جھوٹ باتیں کرکے حضورؐ کو مخالفین اذیت پہنچایا کرتے تھے اور اس پروپیگنڈے سے بعض مومنین بھی شک و شبہ میں پڑ جاتے تھے۔ اسکی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو مخاطب کرکے فرمایا:

آیت ۴۵، ۴۶ — اللہ کی طرف سے ان کی تردید

اے نبیؐ! ہم نے تم کو گواہ بنا کر بھیجا ہے یعنی تم کو روزِ قیامت میں یہ گواہی دینا ہوگی کہ تم نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا تھا اور اپنے عمل سے اس پیغام کی وضاحت بھی کر دی تھی۔ یہی مضمون سورۂ فتح کی آیت نمبر ۸ کا ہے۔

ہم نے تم کو مبشر بنایا ہے یعنی بشارت دینے والا۔ تم نے ان کو صاف بتا دیا تھا کہ جو ایمان لائیگا اور عمل صالح کرے گا، اس کو جنت کی خوشخبری ہے۔

ہم نے تم کو نذیر بنایا' ڈرانے والا۔ یعنی تم نے کہہ دیا تھا کہ جو اللہ کے پیغام کو نہیں مانے گا اور انکار کرے گا' اس کے لیے جہنم کا عذاب تیار ہے۔

اللہ کی طرف سے نافذ فرائض بلا چون و چرا اور حضرت رسول اکرم کی تعلیمات کی اطاعت اور پیروی کی تلقین

ہم نے تم کو اپنی اجازت سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنایا ہے یعنی تم جو پیغام لوگوں کو پہنچاتے ہو' اس کے لیے ہماری اجازت ہے۔ ہماری سند تم کو حاصل ہے۔ وہ پیغام اپنی طرف سے ہماری اجازت کے بغیر نہیں پہنچاتے۔

اور ہم نے تم کو سراج منیر' روشن چراغ بنایا یعنی جو کفر کی تاریکی سے نکلنا چاہے' وہ تمہاری ہدایت کی روشنی میں رہنمائی حاصل کر سکتا ہے اور جو اپنے کردار کی اصلاح کرنا چاہے وہ تمہارے عمل کی روشنی میں اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمدؐ کے یہ مرتبے اور فرائض اللہ کی طرف سے ہیں' وہ جو کچھ کہتے ہیں اللہ کے حکم سے کہتے ہیں۔

آیات ۴۷، ۴۸

اے نبیؐ! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری بات سنی اور ایمان لائے ان کو یہ بشارت دیدو کہ ان کو اللہ تعالیٰ بڑا فضل عطا کرے گا۔

نکاح و طلاق کا مسئلہ

تعداد ازواج کی پابندی سے حضورؐ مستثنیٰ ہیں

اے نبی! کفار اور منافقین کی بات ہرگز نہ مانو۔ وہ جو تکلیفیں تم کو پہنچاتے ہیں ان کی پرواہ نہ کرو اور ان سے درگزر کرو اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اللہ ہی تمہاری مدد کے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عام مومنین کے نکاح اور طلاق کا مسئلہ بیان کیا ہے اور جو عورتیں نبیؐ کے لیے حلال ہیں ان کی تفصیل بتائی ہے اور نبیؐ کو چار بیویوں کی پابندی سے مستثنیٰ کرنے کا حکم ہے۔

رکوع ۷

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کے لیے چند احکام صادر فرماتا ہے:

ازواج نبیؐ سے متعلق مومنین کو ہدایات

1. نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے جایا کرو۔
2. نبیؐ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔
3. احتیاط رکھو کہ تمہارے کسی قول یا فعل سے نبیؐ کو اذیت نہ ہو۔
4. نبیؐ کی وفات کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرنا۔ وہ گویا تمہاری مائیں

ہیں۔ یاد رکھو تمہاری ہر بات کا علم اللہ کو ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔
ازواج نبیؐ کو جن مردوں اور عورتوں کے سامنے آنے کی اجازت دی گئی ان کی تفصیل بیان کی گئی اور ان کو اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔
آگے آیت صلوات آنے والی ہے۔ اس کا پس منظریہ ہے کہ کافروں، مشرکوں اور منافقوں نے جب دیکھا کہ دین اسلام فروغ پا تا جارہا ہے اور نبیؐ کی کوشش بارآور ہورہی ہے تو حسد کی آگ ان کے دلوں کو جلانے لگی۔ وہ لوگ نبیؐ کے خلاف طرح طرح کے جھوٹے الزامات تراشتے۔ کوئی حضورؐ کو ساحر کہتا، کوئی مجنوں کہتا، کوئی کہتا کہ یہ ایک فردِ واحد کی بکواس ہے، کوئی تنہا سمجھ کر حضورؐ کی تحقیر کرتا، کوئی جسمانی اذیتیں پہنچاتا۔ جب ان حالات کو اللہ تعالیٰ نے دیکھا تو مخالفین کا منہ بند کرنے اور ان کے لغو خیالات کی تردید کرنے کے لیے اور حضورؐ کو تسکین و اطمینان دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر صلوات بھیجتے ہیں یعنی اللہ نبیؐ پر مہربان ہے اور ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے حضورؐ کے حامی و مددگار ہیں اور ان کی مدح و ثنا کرنے اور ان کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو حضورؐ کی تبلیغ سے فیضیاب ہو چکے تھے اور جہالت و گمراہی کی تاریکی سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آچکے تھے، یہ حکم دیا کہ اے ایمان والو! تم بھی نبیؐ پر صلوات بھیجو یعنی ان کے حق میں رحمت اور کامل سلامتی کی دعا کرو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضورؐ پر صلوات اس طرح پڑھو۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ مَلَآئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

متعدد روایات سے ثابت ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے صلوات کا یہ طریقہ بتلایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان

پر خدا نے دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو بغیر ان کے قصور کے تہمت دیگر اذیت دیتے ہیں تو وہ ایک بہتان اور صریحی گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھاتے ہیں۔

اللہ اور اس کے نبیؐ کو اذیت پہنچانے والے ملعون، گنہگار اور مستحقِ عذاب ہیں

اللہ کی اذیت اس طرح ہوتی ہے کہ اس کے احکام کی نافرمانی کی جائے اور رسولؐ کی اذیت سے بھی اللہ کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت رسول خداؐ کی حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "علی ابن ابی طالبؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جس نے علیؑ کو ایذا دی، اس نے یقیناً مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے یقیناً خدا کو ایذا دی اور خداوند عالم کے ذمہ لازم ہے کہ اس کو آتش جہنم میں دردناک عذاب سے ایذا پہنچائے۔"

مستند احادیث سے ثابت ہے کہ اذیت آلِ رسولؐ حقیقت میں اذیت رسولؐ ہے۔

اذیتِ رسولؐ یہ بھی ہے کہ حضورؐ کے احکام کی مخالفت کی جائے یا جسمانی تکلیف پہنچائی جائے۔

رکوع ۸

عورتوں کے لیے پردہ کا حکم

اے نبیؐ! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ جب وہ گھر سے باہر جائیں تو وہ اپنی چادروں سے گھونگٹ نکال لیا کریں تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ یہ عورتیں پاک دامن اور عفیفہ ہیں اور اس طرح کرنے سے بدنیت غیر مرد ان کو اذیت نہ دیں گے اور اگر اس سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں ان سے کوئی غلطی ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا۔

قیامت کا آنا یقینی ہے جس کا وقت صرف خدا کو معلوم ہے۔ کافر عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے

کفار و منافقین قیامت کے تصور کو محض ایک دھمکی سمجھتے تھے۔ دراصل ان کو قیامت کے آنے کا یقین نہ تھا۔ وہ رسول اللہؐ سے دل لگی اور استہزاء کے طور پر یہ پوچھا کرتے تھے کہ آخر وہ قیامت کب آئے گی؟ اے رسولؐ! ان کو یہ جواب دو کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ بہر حال یہ یقینی امر ہے کہ اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ ان کے لیے آگ کا عذاب تیار ہے۔ ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ اس وقت وہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی

ہوتی۔ ہم نے غلطی کی کہ اپنے سرداروں اور بڑے بزرگواروں کی اطاعت کی۔
یہ بات اللہ تعالیٰ نے اس لیے بیان فرمائی کہ اس ارشاد کو سننے والے لوگ شاید نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں۔
یہ مضمون قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل مقامات ملاحظہ ہوں:

اعراف ۱۸۷ــــ النازعات ۴۲-۴۶ــــ سبا ۳ - ۵ ــــ الملک ۲۴-۲۷ــــ
المطففین ۱۰،۱۷ــــ الحجر ۲ - ۳ــــ الفرقان ۲۷ - ۲۹ــــ حٰم سجدہ ۲۶-۲۹ــــ

رکوع ۹ ابھی ابھی رکوع ۷ میں اللہ تعالیٰ کو اور رسولؐ کو ایذا دینے کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب یہاں دوبارہ اللہ فرما رہا ہے کہ اے ایمان والو! خبردار کہیں تم لوگ بھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذائیں دی تھیں۔ اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور جب کہو تو صاف و درست بات کہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

خدا و رسولؐ کی اطاعت کرنے والا کامیاب ہوگا

سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے روزِ ازل اپنی امانت کو آسمان زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے اس کا بار اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ مگر انسان نے اسے بے تامل اٹھا لیا۔ بے شک انسان اپنے حق میں ظالم اور نادان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا منافقوں اور مشرکوں کو سزا دے گا اور ایمان لانے والوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ خدا تو غفور اور رحیم ہے۔ (امانت کے معنی بعض نے اطاعت و عبادت اور بعض نے تکالیف شرعیہ اور بعض نے امامت و خلافت کے بتلائے ہیں اور بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے)۔

انسان ظالم اور نادان ہے۔ اس نے بار امانت الٰہی اٹھا لیا۔

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

(۹۱)

تمہید

نام آیت نمبر۱۰ میں مہاجر عورتوں کا امتحان لینے کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام الممتحنہ رکھا گیا۔ اس کے معنی ہیں امتحان لینے والی سورۃ۔

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۲ رکوع اور ۱۳ آیات ہیں۔

زمانۂ نزول یہ سورۃ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی دور میں نازل ہوئی۔ صلح حدیبیہ ۶ھ اور فتح مکہ ۸ھ میں واقع ہوئی۔

موضوعات اس سورۃ میں تین موضوع بیان ہوئے۔ پہلا موضوع آیت نمبر۱ سے لیکر ۹ تک اور آیت نمبر۱۳ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں مدینہ کے ایک مسلمان حاطب نامی کے اس فعل پر گرفت کی گئی کہ انہوں نے اپنے عزیزوں کو حفاظت میں رکھنے کی خاطر رسول اکرمؐ کے ایک اہم جنگی راز (یعنی مکہ پر حملہ کی تیاری) سے مشرکین مکہ کو اطلاع دینے کی کوشش کی تھی۔ اس غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ مومن کو کسی حال میں اور کسی غرض کے لیے بھی اسلام کے دشمن کافروں کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہ رکھنا چاہیے اور کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیے جو کفر و اسلام کی کشمکش میں

کفار کے لیے مفید ہو۔

دوسرا موضوع آیات ۱۰-۱۱ پر مشتمل ہے جس میں ایک معاشرتی مسئلہ کا فیصلہ کیا گیا ہے جو اس وقت پیدا ہوا تھا۔ مکہ میں بہت سی مسلمان عورتیں ایسی تھیں جن کے شوہر کافر تھے اور وہ کسی نہ کسی طرح ہجرت کر کے مدینہ پہنچ جاتی تھیں۔ اسی طرح مدینہ میں بہت سے مسلمان مرد ایسے تھے جن کی بیویاں کافر تھیں اور وہ مکہ میں رہ گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ایک دائمی فیصلہ صادر فرمایا کہ مسلمان عورتوں کے لیے کافر شوہر حلال نہیں ہیں اور مسلمان مرد کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرک بیوی کو اپنے نکاح میں رکھے۔

تیسرا موضوع آیت نمبر ۱۲ پر مشتمل ہے جس میں رسولؐ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جو عورتیں اسلام قبول کریں، ان سے آپ ان برائیوں سے بچنے کا عہد لیں جو جاہلیت عرب کے معاشرے میں عورتوں کے اندر پھیلی ہوئی تھیں اور اس بات کا اقرار لیں کہ آئندہ وہ بھلائی کے ان تمام طریقوں کی پیروی کریں گی جن کا حکم اللہ کے رسولؐ کی طرف سے ان کو دیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الممتحنہ کی

تشریح

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لیے اور میری رضا جوئی کی خاطر وطن چھوڑ کر گھروں سے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم تو ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور ان کا یہ حال ہے کہ دین حق سے انکار کرتے ہیں اور رسولؐ کو اور خود تم کو صرف اس قصور پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو جو ان دشمنوں کو پوشیدہ طور سے دوستانہ پیغام بھیجے وہ گمراہ ہو گیا۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے قرابتداروں کو جنگ کے خطرات سے محفوظ کرنے کی غرض سے اور دشمنوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر ان سے دوستی کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ قیامت کے دن نہ تمہارے رشتہ دار کچھ کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد تمہاری کچھ مدد کرے گی۔ وہاں تمہارے اور تمہارے کافر رشتہ داروں و اولاد کے درمیان مکمل جدائی ہو گی۔ کیونکہ ایمان لانے والے جنت میں اور کافر جہنم میں ہوں گے اور اللہ سب کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ قیامت میں نفسانفسی اور خودغرضی کا یہ عالم قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی بیان ہوا

ایمان لانے والے، اسلام کے دشمنوں

ایک دوسرے کے دوست نہیں بن سکتے

ہے۔ دیکھو سورۃ المعارج آیات ۱۱-۱۴ اور سورۃ عبس آیات ۳۴-۳۷)۔

ایمان لانے والوں سے خطاب کا سلسلہ جاری ہے، فرمایا تمہارے لیے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے اس قول میں اچھا نمونہ موجود ہے۔ جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم تم سے الگ ہیں۔ نہ تمہیں حق پر جانتے ہیں اور نہ تمہارے دین کو مانتے ہیں اور جب تک تم خدائے یکتا پر ایمان نہ لے آؤ ہمارے اور تمہارے درمیان کھُلّم کھُلّا عداوت اور دشمنی ظاہر ہو گئی۔

بعید نہیں کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے۔ اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور وہ غفور و رحیم ہے۔

مدینہ کے اہل ایمان اپنے کافر رشتہ داروں کی مفارقت جو مکہ میں تھے بڑے صبر و تحمل سے برداشت کر رہے تھے۔ ان کی تسلّی کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب تمہارے یہی رشتہ دار مسلمان ہو جائیں گے اور آج کی دشمنی کل محبت میں تبدیل ہو جائے گی۔ یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ چند ہی ہفتوں بعد مکہ فتح ہو گیا۔ فوج در فوج قریش کے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں (کافروں) کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان دشمنوں یعنی کافروں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ ان سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔

مکہ چھوڑ کر مدینہ آنے والی ایماندار عورتیں

دوسرا موضوع آیات ۱۰-۱۱ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں وطن چھوڑ کر مدینہ آئیں تو تم ان کو آزما لو۔ پس

تیسرا موضوع — عورتوں سے بیعت لینا

اگر تم ان کو ایماندار سمجھو تو انہیں کافروں کے پاس واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں ان کے لیے حلال ہیں، نہ وہ کفار ان عورتوں کے لیے حلال ہیں اور کفار کو مہر کی رقم واپس کر دو۔ پھر تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔

تیسرا موضوع آیت ۱۲ میں ہے۔ فرمایا: اے نبیؐ! جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کرینگی اور اپنی اولاد کو مار نہیں ڈالیں گی اور کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی نیک کام میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔ بیشک اللہ غفور اور رحیم ہے۔

عورتوں سے بیعت لینے کے چند طریقے حضرت رسولؐ نے قرار دیے تھے۔ کبھی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لیتے۔ کبھی پیالہ میں پانی بھروا کر اپنا ہاتھ رکھتے پھر اس کا ہاتھ۔ کبھی کپڑے کے ایک سرے کو خود پکڑتے اور دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں دیتے۔ کبھی امیمہ خواہر خدیجہؓ کو حکم دیتے کہ وہ آپ کی طرف سے بیعت لے مگر کبھی اپنا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے نہ لگاتے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اے ایمان لانے والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور وہ آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے کافر لوگ مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے سے مایوس ہیں۔

سُوْرَۃُ النِّسَاء

(۹۲)

تمہید

مدینہ میں نازل ہونے والی یہ چھٹی سورۃ ہے

نام دیگر مسائل کے علاوہ اس میں عورتوں کے مسائل بھی بیان ہوئے ہیں۔

زمانۂ نزول ۳ھ۔ اس میں ۲۴ رکوع اور ۱۷۶ آیات ہیں۔

تاریخی پس منظر جنگ احد میں جس کی تفصیل سورۃ آل عمران کے رکوع ۱۳ میں بیان ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے ستّر مجاہد شہید ہو گئے تھے اور مدینہ کی چھوٹی سی بستی میں اس حادثہ کی وجہ سے بہت سے گھرانوں میں یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ شہداء کی میراث کس طرح تقسیم کی جائے اور جو بیوہ عورتیں اور یتیم بچے انھوں نے چھوڑے ہیں ان کے مفاد کا تحفظ کیسے ہو۔ دوسرا کام یہ تھا کہ مدینہ کی اس نئی اسلامی سوسائٹی کی مزید نشوونما کس طرح کی جائے اور اخلاق، تمدّن، معاشرت، معیشت اور تدبیر مملکت کے کیا نئے اصول رائج کیے جائیں۔ تیسری ضرورت یہ تھی کہ ان مخالفتوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے جو مشرکین عرب، یہودی قبائل اور

منافقین نے پیدا کر رکھی تھیں۔ چوتھے یہ کہ ان رکاوٹ ڈالنے والی طاقتوں کے باوجود اسلام کی دعوت کو کس طرح پھیلایا جائے۔ پانچویں یہ کہ اسلامی سوسائٹی کی تنظیم کے لیے کیا مزید ہدایات جاری کی جائیں اور مسلمان اپنی اجتماعی زندگی کو اسلام کے طریق پر کس طرح درست کریں۔ چھٹے یہ کہ احد کی شکست نے مدینہ کے اطراف و نواح کے مشرک قبائل، یہودی ہمسایوں اور گھر کے منافقوں کی ہمتیں بہت بڑھا دی تھیں اور مسلمان ہر طرف سے خطرات میں گھر گئے تھے، اس کا کیا تدارک کیا جائے۔ عرب کے مختلف علاقوں میں جو مسلمان، کافر قبیلوں کے درمیان منتشر تھے اور بسا اوقات جنگ کی لپیٹ میں آجاتے تھے، ان کا معاملہ مسلمانوں کے لیے سخت پریشان کن تھا۔ یہودیوں میں سے بنی نضیر قبیلہ کا رویہ خصوصیت کے ساتھ نہایت معاندانہ ہو گیا تھا اور وہ معاہدوں کی صریح خلاف ورزی کر کے کھلم کھلا دشمنانِ اسلام کا ساتھ دے رہے تھے اور مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بچھا رہے تھے۔ تبلیغ کے سلسلہ میں یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین، تینوں گروہوں کے غلط مذہبی تصورات کی اصلاح کرنے کی بھی ضرورت تھی۔ یہ وہ حالات تھے جب سورۃ النساء کی مختلف آیات وقفہ وقفہ سے نازل ہوتی رہیں۔

مضامین

رکوع ۱ رشتہ داروں کے تعلقات، یتیموں کے حقوق، چار نکاح کی اجازت، مہر کی ادائیگی، ماں باپ کے ترکہ میں اولاد کا حق۔

〃 ۲ میراث کی تقسیم کے قاعدے

〃 ۳ زنا کی سزا، توبہ کی قبولیت و عدم قبولیت، بیواؤں کے حقوق، بیبیوں کیساتھ حسن سلوک۔

〃 ۴ حرام عورتیں جن سے نکاح جائز نہیں، نکاح کرنے اور مہر کی ادائیگی کے اصول، متعہ کی اجازت۔

〃 ۵ دوسروں کا مال ناحق کھا جانے کی ممانعت، قتل اور خودکشی کی ممانعت، حسد کی ممانعت۔

〃 ۶ میاں بیوی کے تعلقات، اللہ کی عبادت کا حکم، شرک کی ممانعت، کچھ معاشرتی اصول، مغرور بخیل، دکھاوے کے لیے خرچ کرنیوالے اللہ اور روزِ آخر پر ایمان نہ رکھنے والے اللہ کو پسند نہیں۔

رکوع ۷ شراب کے نشہ میں اور نیند میں نماز کی ممانعت، تیمم کا حکم، شرک کو اللہ معاف نہیں کریگا۔
" ۸ اللہ کی آیتوں کو ماننے والے جنتی اور ان سے انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔ خیانت کی ممانعت، عدل کا حکم۔ اولی الامر سے مراد ائمۂ معصومین ہیں۔
" ۹ منافقین کے طرز عمل کی مذمت۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے، نعمتوں کے پانے والوں کے ساتھ ہوں گے۔
" ۱۰ خدا کی راہ میں جہاد کا حکم۔
" ۱۱ جہاد سے جی چرانے والے، موت کا آنا یقینی ہے، لوگوں کے اعمال کی ذمہ داری رسولؐ پر نہیں۔ منافقین کی تنبیہ۔ رسولؐ کو جہاد کے لیے تنہا جانے کی اجازت۔ بدرِ صغریٰ کا واقعہ۔
" ۱۲ ہدایتیں کہ منافقین کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔
" ۱۳ مومن کا قتل۔
" ۱۴ بلا کسی معذوری کے مسلمان کا دارالاسلام نہ جانا گناہ قرار دیا گیا۔
" ۱۵ نماز قصر اور نماز خوف کے اصول۔
" ۱۶ احکام قرآن کے مطابق فیصلہ کرنے کی ہدایت۔ خیانت کرنے والوں کی حمایت کی ممانعت۔
" ۱۷ خفیہ طور پر صدقہ و خیرات کرنے کی تلقین۔
" ۱۸ شرک ناقابل معافی گناہ، شیطان کے وعدے فریب ہیں، شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنانا گناہ ہے۔
" ۱۹ یتیموں اور عورتوں کے متعلق مزید احکام۔ تعلقات کی خرابی کی حالت میں صلح کا حکم۔
" ۲۰ انصاف پر قائم رہنے اور سچی گواہی دینے کا حکم۔ اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم۔
" ۲۱ منافقین کی حالت۔ ان کی دورخی پالیسی۔ وہ جہنمی ہیں اور جہنم کے سب سے نیچے

ملتے ہیں جائیں گے۔ کافروں کو اپنا رفیق بنانے کی ممانعت۔ غیبت کی ممانعت۔ کافر کون لوگ ہیں اور مومن کون لوگ ؟

رکوع ۲۲ یہودیوں کے بیجا مطالبے اور فرمائشیں۔ ان کے پیشرو بنی اسرائیل کا ذکر۔ ان میں کچھ لوگ مومن بھی ہیں۔

" ۲۳ رسول اور وحی بھیجنے کا سلسلہ ازل سے ہے، اعتراض کرنے والوں کو جواب۔ پیغمبروں کے فرائض۔ رسولؐ پر ایمان لانے کا حکم۔ عیسائیوں کے مبالغہ آمیز عقیدوں کی تردید۔

" ۲۴ مسیح عیسیٰ بن مریمؑ اللہ کے بندہ تھے۔ اللہ ان لوگوں کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے گا جو خود اس پر ایمان لائیں گے اور قرآن اور رسولؐ اور علیؑ سے متمسک رہیں گے۔ آخر میں کلالہ کی میراث کی تقسیم کا اصول بتایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النساء کی

تشریح

(رشتہ داروں کے اور یتیموں کے حقوق — چار نکاح کی اجازت)

رکوع ۱ عوام الناس کو ہدایت کی گئی کہ اپنے رب سے ڈرو اور رشتہ وقرابت کے تعلقات مت بگاڑو۔ یتیموں کو ان کے مال دیدو اور ان کے مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھا جاؤ۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تم انصاف کر سکو تو بیک وقت چار عورتوں تک سے نکاح کی اجازت ہے۔ بیویوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔ یتیم جب ہوشیار ہو جائے تو اسکا مال اسکے حوالہ کر دو۔ ماں باپ کے ترکہ میں اولاد کو مستحق قرار دیا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت!
پھر بتلایا کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔

(تقسیم ترکہ)

رکوع ۲ اس رکوع میں ترکہ کی تقسیم کے کچھ قاعدے بتلائے ہیں اور وارثوں کے حصوں کا تعین کیا ہے۔ پھر خبردار کیا ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے اس کو خدا آخرت میں جنت میں داخل کرے گا اور جو خدا و رسولؐ کی نافرمانی کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

رکوع ۳ زنا کی سزا — مگر یہ ابتدائی حکم تھا۔ بعد میں سورۃ نور کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں مرد اور عورت — دونوں کے لیے حکم ہوا کہ انہیں سو سو کوڑے لگائے

جائیں اور شوہردار زانیہ کو سنگسار کیا جائے۔

توبہ اللہ ان لوگوں کی قبول کرتا ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ مگر توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو خدا سے بے خوف و بے پروا ہو کر تمام عمر گناہ پر گناہ کرتے رہیں اور موت کے وقت معافی مانگیں اور اسی طرح توبہ ان کے لیے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں۔

(زنا کی سزا - توبہ کی تعریف / بیواؤں کے حقوق)

ایمانداروں کو خبردار کیا گیا کہ بیوہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جانا جائز نہیں ہے۔ وہ آزاد ہیں، جس سے چاہیں نکاح کریں۔ بیبیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو دیا ہوا مہر واپس نہ لو۔ جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں ان سے نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔

رکوع ۴ ان عورتوں کی تفصیل بیان کی گئی جو حرام ہیں، یعنی جن سے نکاح جائز نہیں ہے البتہ اس پابندی سے وہ عورتیں مستثنیٰ ہیں جو جنگ میں تمہارے ہاتھ آئیں۔ اس کے بعد آزاد عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح کرنے اور مہر کی ادائیگی کے کچھ اصول بتائے گئے۔ آیت نمبر ۲۴ کے ذریعہ متعہ کی اجازت دی گئی مگر بعض مترجمین نے اِسْتَمْتَعْتُمْ کا ترجمہ ازدواجی زندگی کے لطف اندوز ہونے سے کیا ہے۔

(محرم عورتیں / نکاح - مہر - متعہ)

رکوع ۵ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھا جایا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو گویا تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو گے اور نہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو اور نہ خودکشی کرو ___ اور سنو اللہ تمہارے لیے رحیم ہے ___ اور دیکھو اگر تم گناہان کبیرہ سے بچتے رہو، جن سے تم کو منع کیا گیا ہے تو ہم تمہاری برائیوں (گناہان صغیرہ) سے درگزر کریں گے اور خبردار جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ فضل دیا ہے۔ تم اس کی ہوس نہ کرو کیونکہ فضیلت تو اپنے اپنے اعمال سے ہے۔ البتہ تم خدا سے اس کے فضل و کرم کی دعا مانگتے رہو۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ترکہ کے حقدار مقرر کر دیے ہیں۔ لیکن جس سے تمہارا عہد و پیمان ہو اس کا حق اپنی زندگی میں دیدو۔ اس آیت ۳۳ نے جاہلیت کے زمانہ کا پرانا طریقہ منسوخ کر دیا کہ بھائی چارے کے

(ناحق مال کھانے، قتل / اور خودکشی کرنے کی ممانعت)

معاہدے پر لوگ ترکہ حاصل کر لیتے تھے۔

رکوع ۶ یہاں پر اللہ نے کچھ اصول اور طریقے بتلاتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے خانگی زندگی کو ہموار، خوشگوار اور پرسکون رکھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے وہ یہ ہیں کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں یعنی شوہر اپنی بیبیوں کے معاملات کو درست حالت میں چلانے، ان کی حفاظت کرنے اور ان کی ضروریات مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ علم و عقل اور عزم و تدبیر جیسی صفات بہ نسبت عورتوں کے مرد میں زیادہ ہوتی ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عورت کے حق مہر کی ادائیگی اور اس کے بعد کے جملہ اخراجات مرد کے ذمہ ہوا کرتے ہیں۔ پھر نیک بیبیوں کی خوبیاں اور سرکش عورتوں کو رام کرنے کے طریقے بتائے ہیں اور میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کی حالت میں اصلاح کا طریقہ بتایا ہے۔

(میاں بیوی کے تعلقات / عورتوں کا مقام)

اس کے بعد اللہ نے یہ احکام صادر فرمائے:

(پھر معاشرتی اصول)

(١) اللہ کی عبادت کرو۔
(٢) کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔
(٣) ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔
(٤) قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔
(٥) پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور لونڈی غلاموں سے احسان کا معاملہ رکھو۔

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو پسند نہیں کرتا وہ یہ ہیں:

(کون لوگ اللہ تعالیٰ / کو پسند نہیں)

(١) جو مغرور ہیں اور اکڑ کر چلتے ہیں۔
(٢) جو بخیل ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں۔
(٣) جو اپنے مال محض دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔
(٤) جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روزِ آخرت پر۔

رکوع ۷ ایمان لانے والوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ نماز اس حالت میں پڑھیں جب وہ شراب

کے نشہ میں نہ ہوں اور ان پر نیند کا غلبہ نہ ہو اور وہ یہ جان سکیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔
اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں قیام نہ کریں۔ البتہ کسی ضرورت کی بنا پر ادھر سے ادھر صرف گزر سکتے ہیں۔
اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ اگر غسل یا وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے مقررہ طریقے کے مطابق تیمم کر سکتے ہیں۔
اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا بالکل جھوٹ ہے اور بہت سخت گناہ ہے۔ اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔

(نماز کی حالت — نشے کی حالت، جنابت اور تیمم کا حکم)

رکوع ۸ اللہ فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو ماننے سے انکار کر دیا ہے ان کو ہم ضرور آگ میں ڈال دیں گے اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا اور نیک عمل کیے، ان کو ہم جنت کے باغوں میں داخل کریں گے جہاں ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی۔
اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دیا کرو اور فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ کیا کرو۔

(امانت کی ادائیگی — عدل کا حکم)

آیت ۵۹ (ترجمہ) اے ایمان لانے والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ حکم ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے، پس اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ "اولی الامر" سے مراد کون لوگ ہیں۔ آیاتِ خدا اور احادیثِ رسولؐ سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ اس سے مراد "ائمہ معصومینؑ ہیں"۔

(اللہ، رسول اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم)

رکوع ۹ اس رکوع میں منافقین کے طرزِ عمل کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے اور آخر میں بتلایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریگا، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاءؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ یہ بہت اچھے رفیق ہیں اور ان کی رفاقت اللہ کا بڑا فضل ہے۔ انبیاء جمع ہے نبی کی،

(منافقین کی مذمت — جن پر اللہ نے انعام کیا)

یعنی رسول، پیغمبر!

آیت ۶۹ صدیقین جمع ہے صدیق کی ــــ صدیق سے مراد وہ شخص جو راست باز، صداقت پسند حق پرست اور ہر معاملہ میں سچا ہو۔

شہداء جمع ہے شہید کی ــــ شہید سے مراد وہ شخص جو اپنے ایمان کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں لڑ کر اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی دریغ نہ کرے۔

صالحین جمع ہے صالح کی ــــ صالح سے مراد وہ شخص جو اپنے عقائد و نیت میں اور اپنے اقوال و افعال میں حق و صداقت پر قائم ہو۔ (اس سلسلہ میں دیکھو سورۃ الفاتحہ کی تشریح)

رکوع ۱۰

جہاد

تحفظ و دفاع

چونکہ جنگ احد کی شکست کے بعد مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور مکہ میں رہنے والے مسلمان اپنے کو کمزور اور غیر محفوظ تصور کر رہے تھے۔ ادھر دشمنوں کے قبیلے حملہ کی تیاری کر رہے تھے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنی حفاظت کا سامان کر کے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلو ــــ جو قتل ہو جائے گا یا غالب آئے گا وہ اجر نیک کا مستحق ہوگا۔

رکوع ۱۱ اللہ نے رسولؐ کو مسلمانوں کی بدلتی ہوئی مزاجی کیفیت کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ پہلے یہ لوگ جنگ کی تمنا کرتے تھے لیکن جب جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے کچھ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور بہانے بنانے لگے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ چاہے وہ مضبوط گنبدوں میں جا کر چھپ رہیں موت تو ان کو آ کر رہے گی۔

جہاد سے جی چرانے والے لوگوں کی مذمت

ذمہ داری نبی پر ڈالنے کی غلطی

جب انھیں فتح و ظفر و کامیابی نصیب ہوتی ہے تو اسے اللہ کا فضل قرار دیتے ہیں۔ مگر جب اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے کہیں شکست ہوتی ہے تو سارا الزام نبیؐ کے سر تھوپتے ہیں اور خود بری الزمہ ہونا چاہتے ہیں۔

اے محمدؐ! ہم نے تم کو لوگوں کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور اس پر ہماری گواہی کافی ہے۔ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو تم کچھ خیال نہ کرو، کیونکہ ہم نے تم کو ان لوگوں پر پاسبان بنا کر

تونہیں بھیجا ہے۔ ان کے اعمال کی باز پرس تم سے نہ ہوگی۔

ان آیتوں میں منافق اور ضعیف الایمان لوگوں کی روش پر تنبیہ کی گئی ہے۔ انہیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہے۔

اور جب مسلمانوں کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو اسے فوراً مشہور کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اس خبر کو رسولؐ اور اپنی جماعت کے اولی الامر تک پہنچاتے تو بیشک جو لوگ ان میں سے اس کی تحقیق کرنے والے ہیں (رسولؐ یا اولی الامر) اس کو سمجھ لیتے ہیں کہ اس کو مشہور کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(رسول کے اعمال کی ذمہ داری رسول پر نہیں — منافقین اور ضعیف الایمان لوگوں کو تنبیہ)

آیت ۸۳ اور مسلمانو! اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی و رحمت نہ ہوتی تو تمہاری کمزوریاں ایسی تھیں کہ معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔ (مولوی فرمان علی نے لکھا ہے کہ یہاں اللہ کے فضل سے مراد حضرت رسولؐ اور اس کی رحمت سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور یہی بات علامہ حسین بخش نے کہی ہے)۔

آیت ۸۴ ۴ھ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نعیم نے مسلمانوں کو ابوسفیان کے لشکر کی کثرت سے ڈرایا تو مسلمانوں کے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اکثر لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔ اس وقت آیت ۸۴ نازل ہوئی جس میں حضرت رسولؐ کو ہدایت کی گئی کہ تم خدا کی راہ میں جہاد کرو (چاہے تم کو تنہا جانا پڑے) اور تم اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور ایمان لانے والوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ عنقریب خدا کافروں کی ہیبت دور کر دے گا اور خدا کی ہیبت سب سے زیادہ ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی نہ جائے گا تو میں اکیلا جاؤنگا۔ چار ناچار ستر آدمی آپؐ کے ساتھ ہوئے اور آپ خدا پر توکل کرکے روانہ ہوئے۔ خدا نے ان چند افراد کا ایسا رعب ابوسفیان کے دل پر بٹھا دیا کہ وہ اپنے لشکر سمیت الٹے پاؤں مکہ واپس آگیا اور مسلمان بخیریت مدینہ واپس ہوئے۔ یہ واقعہ بدر صغریٰ کا واقعہ کہلاتا ہے۔

(مسلمانوں کی مختصر جماعت کی فتح اور ابوسفیان کی پسپائی — یہ واقعہ بدر صغریٰ یا بدر ثانی کہلاتا ہے)

(سلام کا جواب ۸۶)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم بھی اس کے

جواب میں اس سے بہتر طریقے سے سلام کرو یا وہی الفاظ جواب میں کہہ دو۔

رکوع ۱۲ اس پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایتیں دی ہیں کہ منافقین کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

رکوع ۱۳ پہلے غلطی سے کسی مومن کے قتل کر دینے کا کفارہ بتایا گیا۔ پھر کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دینے کی سزا جہنم بتائی گئی۔

ایمان لانے والوں کو حکم دیا گیا کہ جہاد کے وقت تحقیق کر لیا کرو کہ مومن ہے یا کافر!

رکوع ۱۴ بتایا گیا کہ جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بلا کسی مجبوری یا معذوری کے اپنے وطن سے ہجرت کر کے دارالاسلام یعنی مدینہ نہیں گئے وہ جہنمی ہیں۔ ہاں جو بے بس اور مجبور ہیں اللہ ان کو معاف کر دیگا۔

رکوع ۱۵ نماز قصر اور باجماعت نماز خوف کے طریقے تبلائے گئے۔

رکوع ۱۶/۱۷ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ ہم نے یہ کتاب (قرآن) حق کے ساتھ نازل کی ہے، اسی کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو اور خیانت کرنے والوں کی حمایت نہ کرو اور یہ جان لو کہ خود گناہ کر کے اسکا الزام کسی بے گناہ کے سر تھوپنا بڑا بہتان اور گناہ ہے۔ خفیہ طور پر صدقہ و خیرات دینے کی تلقین کرنا اور اللہ کی خوشنودی کے لیے کوئی نیک کام کرنا اچھی بات ہے۔

رکوع ۱۸ اس رکوع میں پہلے یہ ارشاد ہوا کہ شرک ناقابل معافی گناہ ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ سخت گمراہ ہوا۔ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں اور وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس پر اللہ نے لعنت قرار دی ہے۔

پھر اللہ نے وہ باتیں بیان کیں جو شیطان نے اللہ سے ابتدا میں اس کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے کہی تھیں اور آگاہ کیا کہ شیطان کے سارے وعدے فریب ہیں اور جو لوگ اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنائیں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اور جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں وہ ہمیشہ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔

رکوع ۱۹ اس رکوع میں یتیموں اور عورتوں کے متعلق احکام ارشاد ہوئے ہیں۔ اسی سے متعلق کچھ احکام اسی سورۃ ــــ سورۃ النساء کی ابتداء میں صادر ہو چکے ہیں۔ دیکھو رکوع: ۱، ۳، ۴۔ مزید ہدایتیں یہ ہیں:

یتیموں کے ساتھ انصاف کرو / میاں بیوی میں صلح کرادو

یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔ جب کسی بیوی کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رُخی کا خطرہ ہو تو آپس میں صلح کر لیں۔ تم لوگ احسان اور خدا ترسی سے کام لو۔ اگرچہ چند بیویاں ہوں تو ایک بیوی کی طرف اس قدر نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا چھوڑ دو۔ اپنا طرزِ عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو لیکن اگر زوجین ایک دوسرے سے الگ ہی ہو جائیں تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دیگا۔

رکوع ۲۰ ایمان لانے والوں کے لیے اللہ کے احکام:

ہمیشہ سچی گواہی دو / اللہ، رسول، کتابوں پر ایمان لاؤ

مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔ خدا کے واسطے گواہی دو۔ اگرچہ تمہارا انصاف اور تمہاری گواہی خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا قرابت داروں کے لیے مضر ہی کیوں نہ ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہوں یا غریب۔ اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں انصاف کا دامن نہ چھوڑو۔ لگی لپٹی گواہی نہ دو۔ سچائی سے پہلو تہی نہ کرو۔

ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔

یاد رہے جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روزِ آخرت کا منکر ہوا تو وہ راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑا۔

رکوع ۲۱

منافقین کی حالت

منافقین اپنے خیال میں خدا کو فریب دیتے ہیں حالانکہ خدا ان کے فریب کو باطل کرنے والا ہے۔ یہ لوگ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت بے دلی کے ساتھ کسمساتے ہوئے، محض لوگوں کو دکھاوے کی خاطر کھڑے ہوتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ ایمان و کفر کے

درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اِس طرف، نہ پورے اُس طرف ـــــ اور اے رسولؐ! خدا جس کو گمراہی میں چھوڑ دے اس کی ہدایت کی تم ہرگز کوئی سبیل نہیں کر سکتے۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے۔ وہاں ان کا کوئی حمایتی و مددگار نہ ہوگا۔

منافقین جہنمی ہیں

یہاں نماز کا تذکرہ خاص طور سے اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں نماز ہی کے ذریعہ کسی کو مسلمان سمجھا جاتا تھا اور منافقین اپنے کو مسلمان ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ مگر ہاں جن لوگوں نے نفاق سے توبہ کر لی اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لی اور اللہ کا دامن تھام لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر لیا تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ بہشت میں ہوں گے اور اللہ مومنوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

اے ایمان لانے والو! تم کو چاہیے کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی کسی کی برائی بیان کرے۔ مگر مظلوم ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے اور اس کو یہ حق حاصل ہے لیکن اگر تم ظاہر و باطن میں بھلائی ہی کیے جاؤ یا کم از کم برائی سے درگزر کرو تو یہ بہت اچھا فعل ہے اور اللہ کی صفت بھی یہی ہے کہ وہ معاف کرنیوالا ہے۔ حالانکہ سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس آیت میں اللہ غیبت کی ممانعت کرتا ہے۔ یہ مکارمِ اخلاق کا کیسا اچھا درس ہے کہ خدا مخلوق کے عیوب کا اعلان پسند نہیں فرماتا۔ وہ اہلِ ایمان کی باہمی شیرازہ بندی اور آپس میں اتحاد و یگانگت اور پھوٹ و دشمنی کا استیصال چاہتا ہے۔ غیبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھایا ہو۔

پارہ نمبر ۶ شروع
غیبت کی ممانعت

کافر

جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں سے انکار کرتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک دوسری راہ نکالیں۔ یہی لوگ حقیقتاً کافر ہیں اور ان کے لیے عذاب تیار ہے جو ان کو ذلیل کرے گا۔

مومن اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کو خدا بہت جلد ان کا اجر عطا فرمائے گا اور اللہ بڑا درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

رکوع ۲۲ — **یہودیوں کے مطالبے** — **یہودیوں کے مجرمانہ مطالبے اور ان کا ردِ عمل**

اہل کتاب یعنی مدینہ کے یہودی آنحضرتؐ سے طرح طرح کے مطالبات کرتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ ہم آپ کی رسالت اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک کتاب آسمان سے نازل نہ ہو یا ہم میں سے ایک ایک شخص کے نام آسمان سے اس مضمون کی تحریر نہ آجائے کہ یہ محمدؐ ہمارے رسولؐ ہیں، ان پر ایمان لاؤ۔ اس مطالبہ پر اللہ نے رسولؐ کو یاد دلایا کہ اس سے قبل یہ یہودی موسیٰؑ سے بہت سے مجرمانہ مطالبے کر چکے ہیں۔ پھر اللہ نے ہر مطالبہ، اس کی مختصر تفصیل اور اس کا ردِ عمل بیان فرمایا۔ پھر اللہ نے کہا کہ ان کی بے جا حرکتوں کی وجہ سے ہم نے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں اور جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ یہ یہودی وہی ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں اسرائیلی کہلاتے تھے جن کا تذکرہ گزشتہ سورتوں میں آچکا ہے۔ مگر ان میں جو لوگ راسخون فی العلم ہیں اور مومن ہیں وہ سب اس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھی۔ ان ایمان لانے والوں، نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرنے والوں اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو ہم اجر عظیم ضرور عطا کریں گے۔

رکوع ۲۳ — **سلسلۂ نزولِ وحی** — **رسول اور وحی کا سلسلہ**

جب پیغمبر اسلام مبعوث ہوئے اور آپ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو بہت لوگ اعتراض کرنے لگے۔ آپ کو خدا کا رسول نہیں مانتے تھے اور قرآن کو خدا کی کتاب نہیں مانتے تھے۔ اس اعتراض اور شبہ کو دُور کرنے کے لیے اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح گزشتہ پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی تھی۔ ہم نے موسیٰؑ سے تو گفتگو بھی کی تھی۔ ان پیغمبروں کا ایک ہی کام تھا اور وہ یہ کہ جو لوگ خدا کی بھیجی ہوئی تعلیم پر ایمان لائیں اور اس کے مطابق عمل کریں

انہیں فلاح و سعادت کی خوش خبری سنادیں اور جو انکار کریں اور غلط راہوں پر چلتے رہیں ان کو برے انجام سے ڈرادیں۔ یہ ہم نے اس لیے کیا تھا کہ اللہ کے مقابلہ میں لوگوں کو کوئی حجت باقی نہ رہے اور اس میں بڑی دانائی اور حکمت پوشیدہ تھی۔ وحی کے معنی ہیں دل میں کوئی بات ڈالنا، خفیہ طریقے سے کوئی بات کہنا یا پیغام بھیجنا۔

حق پر ایمان لانے کا حکم

پھر انسانوں کو مخاطب کرکے اللہ نے فرمایا کہ یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لیکر آیا ہے، اس پر ایمان لاؤ۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر انکار کرتے ہو تو جان لو کہ آسمان اور زمین کے مالک کی نافرمانی کرکے تم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے بلکہ الٹے تمہارا ہی نقصان ہوگا۔

عیسائیوں کے مبالغہ آمیز عقیدوں کی رد

یہودیوں کا جرم یہ تھا کہ وہ مسیح کے انکار اور مخالفت میں حد سے گزر گئے تھے اور عیسائیوں کا جرم یہ ہے کہ وہ مسیح کی عقیدت اور محبت میں حد سے گزر گئے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل کتاب عیسائیوں کو مخاطب کرکے اللہ نے فرمایا کہ اپنے دین کی تائید و حمایت میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو (یعنی مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کو اللہ کا بیٹا نہ کہو اور مسیح اور روح القدس کو الوہیت میں شریک نہ کرو)۔ یاد رکھو کہ عیسیٰ ابن مریمؑ اللہ کا رسول تھا اور ایک کلمہ (فرمان) تھا جو اللہ نے مریمؑ کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے جس نے مریمؑ کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کرلی تھی۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ کسی کا باپ نہیں

لاؤ جن میں سے ایک رسول مسیح بھی ہیں اور تثلیث کے عقیدے کو چھوڑدو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تو بس ایک ہی خدا ہے۔ وہ بالاتر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔ زمین و آسمان کی ساری چیزیں اس کی ملک ہیں اور کسی کے ساتھ بھی اس کا تعلق باپ بیٹے کا نہیں ہے۔ بلکہ مالک اور مملوک کا تعلق ہے اور ان چیزوں کی کفالت اور خبر گیری کے لیے بس اللہ کافی ہے۔ یعنی خدا اپنی خدائی کا انتظام کرنے کے لیے خود کافی ہے۔ اس کو کسی سے مدد لینے کی حاجت نہیں کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

رکوع ۲۴ مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق گفتگو جاری ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ مسیح اللہ کے

بندہ نہیں ہیں بلکہ اس سے بہت بلند ہیں۔ یہاں پر اسی عقیدے کی تردید کی گئی ہے چنانچہ جب علماء نصاریٰ کا ایک وفد پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت کی کہ آپ مسیحؑ کو اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ تو ان کو جواب دیا گیا کہ مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، جن لوگوں نے اللہ کی بندگی کو عار سمجھا اور تکبر کیا ان کو اللہ دردناک سزا دیگا۔ چونکہ نصاریٰ مسیحؑ اور روح القدس دونوں کو اللہ کے ساتھ الوہیت میں شریک سمجھتے تھے اور تثلیث کے قائل تھے، اس لیے یہاں دونوں کے بندہ ہونے کا ذکر کیا گیا۔

مسیح ابن مریمؑ اللہ کے بندے ہیں

تثلیث کی تردید

کہنا چاہیے کہ آیت نمبر ۱۷۵ سورۃ کی آخری آیت ہے اور اس میں تبلیغ و تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے، تاکہ کوئی عذر و حجت باقی نہ رہے۔ اللہ نے فرمایا کہ لوگو! اب جب کہ دین حق کا رہنما، رسولؐ اور صاف صاف احکام بتانیوالی کتاب قرآن اور قرآنی احکام کو سمجھانے والے علیؑ تمہارے پاس آچکے تو اب کیا عذر باقی رہ گیا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائیں گے اور قرآن اور ان بزرگوں سے متمسک رہیں گے ان کو خدا اپنی رحمت و فضل کے دامن میں لے لے گا اور اس سیدھے راستے کی رہنمائی و نشاندہی کریگا جو اس کے حضور تک جاتا ہے اور جس کے لیے تم ہر نماز میں دعا مانگتے ہو اور کہتے ہو اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔

کلالہ کی میراث کی تقسیم

بے والدین اور بے اولاد بہن بھائی ایک دوسرے کے وارث ہیں

اس کے بعد کلالہ کی میراث کی تقسیم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ مر چکے ہوں اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو۔ (یہ آیت اس سورۃ کے نزول کے بہت بعد نازل ہوئی۔ اسی وجہ سے اس آیت کو ان آیات کے سلسلے میں شامل نہیں کیا گیا جو احکام میراث کے متعلق سورۃ کے آغاز میں بیان ہوئی ہیں بلکہ اسے ضمیمہ کے طور پر آخر میں چسپاں کر دیا گیا۔)

سُوۡرَۃُ الزِّلۡزَالِ

(۹۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قیامت کا ایک منظر

جب زمین پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور اپنے اندر کے سارے بوجھ (دفینے ۔ معدنیات ۔ مُردے) نکال کر باہر ڈال دے گی تو ایک انسان کہے گا کہ اس کو یہ کیا ہو رہا ہے ۔ اس روز وہ اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات بیان کرے گی کیونکہ اللہ نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہوگا ۔ اس روز گروہ در گروہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے، تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں جو انہوں نے دنیا میں کیے تھے، تو جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر بدی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

احادیث سے ثابت ہے کہ اس آیت میں 'انسان' سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

(۹۴)

تمہید

نام آیت نمبر ۲۵ میں یہ لفظ آیا ہے۔

یہ سورۃ مدنی ہے۔

زمانۂ نزول ۵ھ بتایا گیا ہے۔ اس میں ۴ رکوع اور ۲۹ آیتیں ہیں۔

موضوع اسلام اور کفر کے درمیان اس وقت جو کشمکش جاری تھی، اس کا تقاضا تھا کہ مسلمان اور ایمان لانے والے جانی قربانیوں کے ساتھ مالی قربانیوں کے لیے بھی آمادہ ہو جائیں۔ اسی لیے اس سورۃ میں انفاق فی سبیل اللہ کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے صفات بیان کیے گئے ہیں جس سے سامعین کو یہ محسوس ہو کہ بہت ہی عظیم ہستی اُن کو خطاب کر رہی ہے۔ اس کے بعد ایمان لانے والوں کو راہِ خدا میں مال صرف کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کی اہمیت و ضرورت اس وقت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب دینِ اسلام کو خطرہ درپیش ہو۔ راہِ خدا میں جو مال صرف کیا جائے گا، وہ گویا اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرض ہے۔ جس کو وہ کئی گنا بڑھا کر واپس کریگا

اور مزید اجر بھی دے گا۔

مومنوں کو نور کا عطیہ۔ مومنوں کے لیے صدیق اور شہید کے مرتبے۔ دنیاوی زندگی کی حقیقت۔ مصیبتیں نوشتۂ تقدیر ہیں۔ دل شکستہ ہونے اور اترانے کی مذمت۔ رسولوں کی تبلیغ کا مقصد۔ حدید سے مراد تلوار ذوالفقار۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی مدد کیسے کرنا چاہیے۔ منجانب خدا مومنوں کو رحمت کے دوہرے حصے اور نور کا عطیہ۔ یہ اس سورۃ کے مضامین ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الحدید کی
تشریح

رکوع ۱ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمین و آسمان کی ہر مخلوق اور ہر چیز اپنے خالق کی تسبیح کرتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے بالکل پاک ہے اور وہی غالب، طاقت ور اور قادر ہے اور اس کی ہر بات حکمت و دانائی پر مبنی ہوتی ہے۔ سارے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سب سے پہلے سے ہے اور سب کے آخر میں بھی باقی رہے گا۔ وہ اپنی قدرت کے آثار سے سب پر ظاہر اور اپنی ذات کے اعتبار سے سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ وہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر ساری کائنات کو ایک نظام کے ماتحت منظم فرمایا۔ ایک ایک مردہ اور ایک ایک دانہ جو زمین کی تہوں میں جاتا ہے۔ ایک ایک پتی اور معدنیات جو زمین سے نکلتی ہے ــــ بارش کا ایک ایک قطرہ جو آسمان سے گرتا ہے اور بخارات کی ہر مقدار جو سمندروں سے اٹھ کر بادل بناتی ہے، اس کے علم میں ہے۔ یہی بات سورۃ سبا کی آیت ۲ میں بھی کہی گئی ہے۔ اللہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہوتے

اللہ تعالیٰ کی صفات

اللہ کا علم اور قدرت

ہو اور جو کام بھی تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہے۔
تمام معاملات فیصلہ کے لیے اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں۔
وہی رات کا کچھ حصہ گھٹا کر دن میں داخل کرتا ہے تو دن بڑھ جاتا ہے (یعنی موسم گرما میں) اور دن کا کچھ حصہ گھٹا کر رات میں داخل کرتا ہے تو رات بڑھ جاتی ہے۔ (یعنی موسم سرما میں) اور وہ دلوں کے بھیدوں تک سے خوب واقف ہے۔

پیغمبر پر ایمان لانے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مخاطب کیا جو ایمان کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے۔ مگر ان میں خلوص اور صداقت کی کمی تھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت سے نوازا تھا، ان کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر خلوصِ دل سے ایمان لاؤ۔ سچے مومن بنو اور اللہ نے جو مال و دولت تم کو دے رکھا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔

رکوع ۲ — قرض حسن

جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے یعنی اللہ کی راہ میں نیک نیتی اور خلوص دل سے خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا کر کے واپس کرے گا اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔

آخرت میں مومنوں کے لیے نور

اے رسولؐ! تم قیامت میں دیکھو گے کہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے آگے آگے اور ان کے داہنی جانب ان کا نور دوڑتا ہوا چلا جا رہا ہو گا۔ یہ ان کے ایمان اور عمل صالح کا نور ہو گا۔ ان کو جنت کی بشارت ہو گی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
پھر ایمان داروں اور منافقوں کے درمیان کچھ مکالمہ ہو گا۔ ان منافقوں اور کافروں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

مومنوں کو صدیقوں اور شہیدوں کے درجے ملیں گے

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہ اپنے رب کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجے میں ہوں گے۔ ان کے لیے ان ہی (صدیقوں اور شہیدوں) کا اجر اور نور ہو گا اور جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں یعنی ان صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہر ایک جس مرتبے کے اجر اور جس درجہ کے نور کا مستحق ہو گا وہ اس کو ملے گا۔

رکوع ۳

خوب جان لو کہ آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیاوی زندگی محض کھیل تماشا اور سامان

> دنیاوی زندگی کی حقیقت اور اس کی مثال

آرائش ہے اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہوئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشتکار خوش ہوگئے۔ پھر وہی کھیتی پک گئی اور زرد ہوگئی پھر وہ بھوسہ بن کر رہ گئی۔ دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔ یہی مضمون قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی بیان ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ آل عمران آیات ۱۴، ۱۵۔ سورۃ یونس آیات ۲۴، ۲۵۔ سورۃ ابراہیم آیت ۱۸۔ سورۃ الکہف آیات ۴۵، ۴۶ اور سورۃ نور آیت ۳۹۔

> آخرت میں مومنوں کے لیے انعام، خوشنودی اور کافروں کے لیے عذاب

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی عارضی اور فانی زندگی ہے اور اس کے برعکس آخرت کی زندگی مستقل اور ابدی زندگی ہے۔

اور کافروں کے لیے آخرت میں سخت عذاب ہے اور مومنوں کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ——— لہٰذا تم اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف لپک کر آگے بڑھو۔ اس جنت کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔ یہ ہے اللہ کا فضل جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ یہی مضمون سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۳ میں بیان ہوا ہے۔

> سب مصیبتیں نوشتۂ تقدیر ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جتنی مصیبتیں روئے زمین پر اور خود تم لوگوں کی جانوں پر نازل ہوتی ہیں، وہ سب قبل اس کے ہم انھیں پیدا کریں کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہیں۔ بیشک ان مصیبتوں کا لکھ لینا اللہ کے لیے آسان کام ہے (انہیں کا اشارہ مصیبتوں کی کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور مخلوقات کی طرف بھی) یہ سب کچھ ہم نے اس لیے کیا ہے تاکہ جب کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو اور جو کچھ نقصان تمہیں پہنچے اس پر تم دل شکستہ نہ ہو اور جب کوئی چیز (نعمت) خدا تم کو عطا کرے تو اس پر پھول نہ جاؤ اور اترایا نہ کرو۔

> دل شکستہ نہ ہونے اور خود ستائی کی ممانعت

یاد رکھو کہ خدا ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والے شیخی باز ہیں جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے پر اکساتے ہیں۔ اب اگر کوئی ان واضح ہدایات سے

روگردانی کرے تو اللہ کو کچھ پروا نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اللہ تو غنی اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔

آیات ۲۲-۲۳ اور ۲۴

(ان آیات نے توکل بہ خدا اور راضی بہ رضا رہنے کا اعلیٰ معیار پیش کیا ہے۔ انسان کو جسمانی، روحانی اور ارضی و سماوی مصائب ضرور پہنچتے ہیں۔ یہ سب واقع ہونے سے پہلے علم خدا میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو عیش و آرام کے زمانہ میں نہ مغرور ہونے کا حق ہے اور نہ مصائب کی حالت میں رنجیدہ اور غم زدہ ہونا اس کے لیے زیبا ہے)۔

بینات، کتاب اور میزان کی تشریح

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے لوگوں کی طرف اپنے رسولوں کو بینات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

(۱) یہاں بینات سے مراد صاف صاف نشانیاں جو واضح کر رہی تھیں کہ یہ واقعی اللہ کی طرف سے رسول ہیں اور بعض مفسرین نے اس کا مطلب معجزے بھی بتلایا ہے۔

(۲) بعضوں نے کہا ہے کہ کتاب سے مراد رسولوں کی کتابیں اور صحیفے ہیں جن میں وہ ساری تعلیمات لکھ دی گئی تھیں جو انسان کی ہدایت کے لیے درکار تھیں۔

(۳) میزان کے لغوی معنی ترازو کے ہیں۔ یہ آلہ ٹھیک تولتا ہے نہ کم نہ زیادہ۔ یہاں میزان سے مراد وہ معیار ہے جو حق و باطل کے درمیان امتیاز کر سکے۔ یہ معیار رسولوں کی رحلت کے بعد اس کا وصی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ائمہ اثنا عشر (بارہ امام) میزان ہیں۔

رسولوں کی تبلیغ کا مقصد

رسولوں کو بھیجنے کا مقصد یہ بتایا گیا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں یعنی لوگ یہ جان لیں کہ خدا کے حقوق، ان کے اپنے نفسوں کے حقوق اور دوسرے بندگانِ خدا کے حقوق کیا ہیں اور پھر ان حقوق کو پورے انصاف کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے حدید کو نازل کیا۔ جس میں بڑا زور، طاقت اور خوف ہے اور لوگوں کے لیے فوائد بھی ہیں اور یہ اس لیے کیا گیا تاکہ اللہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر، اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

اس آیت میں چند باتیں غور طلب ہیں اور جن امور کی طرف اشارے کیے گئے ہیں ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حدید سے مراد تلوار ذوالفقار ہے

حدید کے لغوی معنی لوہے کے ہیں مگر یہاں علماء امامیہ اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد تلوار ہے اور تلوار بھی وہ جو ذوالفقار کہلاتی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے موقع پر حضرت علیؑ جیسے شجاع مجاہد کے لیے بھیجی تھی اور حضرت جبرئیل نے ندا کی تھی: لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ــــ "جس میں بڑا زور اور طاقت ہے"۔

ذوالفقار کا زور اور طاقت مشہور ہے۔ کسی کا مصرعہ ہے۔ تلوار کاٹتی ہے مگر ہاتھ چاہیے اور پھر جب یداللہ کا ہاتھ ہو۔ اسلامی غزوات کے فتوحات سب انہیں کے کارنامے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی مدد کرنے کا کیا مطلب ہے؟

"لوگوں کے لیے فوائد بھی ہیں"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ غزوات کے جہاد میں فتح نصیب ہونے کی حالت میں مالِ غنیمت ہاتھ آتا ہے جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

"تاکہ اللہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا مقصد کفر و شرک کا مٹانا اور دین حق کو فروغ دینا ہے اور اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا اور اسی مقصد کے لیے وہ انسانوں کی آزمائش کرتا ہے کہ کون اپنے جان و مال کی بازی لگا کر اور جہاد میں شریک ہو کر اس نیک کام میں اللہ اور اس کے رسولوں سے تعاون کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود قوی اور غالب ہے مگر وہ انسانوں کی آزمائش کر کے کامیاب لوگوں کو اجرِ عظیم عطا کرنا چاہتا ہے۔

رکوع ۴

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مسیح ابن مریمؑ کا مختصر تذکرہ: حضرت مسیحؑ کے پیروکاروں نے رہبانیت خود ایجاد کر لی۔ حالانکہ اس کا کوئی جواز نہ تھا اور وہ اس کو نباہ بھی نہ سکے۔ اسلام میں ترک دنیا اور ترک لذات پسندیدہ نہیں۔

جناب سے اللہ سے ڈرنے والوں کو رحمت کا دوہرا حصہ اور نور کا عطیہ

ایمان لانے کا زبانی اقرار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ سے ڈرو ــــ تقویٰ اختیار کرو اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اخلاص کے ساتھ سچے دل سے ایمان لاؤ ــــ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں اپنی رحمت

کا دوہرا حصہ عطا فرمائے گا اور دنیاوی زندگی میں علم و بصیرت کی وہ روشنی عنایت کرے گا
جس سے تم اسلام کی سیدھی راہ دیکھتے رہو گے۔ اور آخرت میں وہ نور بخشے گا جس کا ذکر
اس سورۃ کی آیت ۱۲' رکوع ۲ میں گزر چکا ہے اور اللہ تمہارے قصور معاف کرے گا
تاکہ اہل کتاب یہ جان لیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کوئی اجارہ نہیں ہے اور یہ کہ فضل صرف
اسی کے ہاتھ میں ہے۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

(۹۵)

تمہید

نام آیت نمبر ۲ میں یہ اسم مبارک آیا ہے۔ اسی مناسبت سے یہ نام اس سورۃ کا قرار دیا گیا۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۴ رکوع اور ۳۸ آیات ہیں۔

نزول کا وقت اس سورۃ کا نزول ہجرت کے بعد مدینہ کے ابتدائی دور میں ہوا۔ اس وقت تک عملاً کوئی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کافروں سے جنگ کرنے کی ہدایات جاری ہو چکی تھیں۔ ملاحظہ ہو سورۃ الحج کی آیت ۳۹ جس میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور دیکھو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۹۰ جس میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اور تم ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔

تاریخی پس منظر جس زمانہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی ہے، اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مکہ معظمہ میں خاص طور پر اور عرب کی سرزمین میں بالعموم ہر جگہ مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ مدینہ منورہ کو دارالامان سمجھ کر مسلمان وہاں جمع ہو رہے تھے مگر یہاں ابھی پورے طور پر آباد نہ ہونے پائے تھے۔ کفار قریش ہر طرف سے ان پر زیادتی اور ظلم کر رہے تھے۔

ایسی حالت میں مسلمانوں کو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لیے دشمنوں سے مقابلہ کریں۔ اسی لیے اس سورۃ میں جنگ کی تیاری کے لیے ہدایات دی گئی ہیں۔

مضامین مسلمانوں کو ابتدائی جنگی ہدایات دی گئی ہیں۔ ان کو اللہ کی مدد اور رہنمائی کا یقین دلایا گیا ہے۔

کفار کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ کی تائید اور رہنمائی سے محروم ہیں اور وہ دنیا اور آخرت میں برا انجام دیکھیں گے۔

منافقین کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ پہلے تو وہ اسلام کے بڑے بلند بانگ دعوے کرتے تھے مگر جنگ کے حکم کے بعد اب وہ پریشان ہو گئے اور اپنی عافیت کے لیے کفار سے ساز باز کرنے لگے ہیں۔

مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ اپنی قلت تعداد اور بے سرو سامانی اور کفار کی کثرت اور ان کے جنگی سامان کی فراوانی دیکھ کر ہمت نہ ہاریں اور دشمنوں سے صلح کی بات چیت کر کے اپنی کمزوری کا اظہار نہ کریں۔

آخر میں مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دی گئی ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ جنگی تیاری میں اپنے مالی وسائل ممکن حد تک کام میں لائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ محمدؐ کی
تشریح

رکوع ۱ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا (یعنی خدا کے احکام اور خدا کے رسولؐ کی تعلیم و ہدایت ماننے سے انکار کیا) اور دوسروں کو خدا کے راستے سے روکا (یعنی دوسروں کو دین حق قبول کرنے سے باز رکھا) تو خدا نے ان کے اعمال (جو بظاہر نیک بھی ہوں) اکارت کر دیے یعنی ان اعمال کا کوئی اجر و ثواب ان کو نہ ملے گا۔

کافروں کے بظاہر نیک اعمال بھی اکارت گئے

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کیے اور جو برحق کتاب پر، جو محمدؐ پر نازل ہوئی ایمان لائے تو خدا نے ان کے گناہ ان سے دور کر دیے اور انکی حالت سنوار دی۔

یہ اس لیے کیا گیا کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور ایمان لانے والوں نے اپنے پروردگار کا سچا دین اختیار کیا۔ اس طرح اللہ نے دونوں گروہوں کی حیثیت کو صاف صاف بتلا دیا۔

رسول اور قرآن پر ایمان لانے والوں کے حال سدھر گئے

اس کے بعد کافروں سے جنگ کرنے، قیدی بنانے، قیدیوں کے ساتھ احسان کرنے اور فدیہ لیکر ان کو رہا کر دینے کے احکام صادر کیے گئے۔

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں، اللہ ان کی رہنمائی کرے گا اور ان کو آخرت

میں جنت میں داخل کریگا۔

ایمان لانے والوں کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا۔

یہاں اللہ کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تبلیغِ دین اسلام میں جدوجہد کرنا اور دین حق کی سربلندی کے لیے جان ومال سے کوشش کرنا۔

رکوع ۲ ایمان لانے والوں کا حامی وناصر اللہ ہے اور کافروں کا حامی وناصر کوئی نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح کھاپی رہے ہیں اور ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہے۔

یہاں چند جملوں میں جنت اور جہنم کی کیفیتیں بیان کی گئی ہیں اور منافقین کی حالت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

نبیؐ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خوب جان لوکہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔ یہاں نبیؐ کو حکم دینا کہ اپنے قصور کی معافی مانگو کا مطلب یہ ہے کہ کبھی فخر وغرور نہ کرنا بلکہ تواضع اور انکسار سے کام لینا اور مومنین اور مومنات کی نصیحت کے لیے استغفار کا طریقہ اختیار کرنا۔

رکوع ۳ جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ جہاد کے متعلق کوئی سورۃ کیوں نہ اتری (تاکہ اللہ کی راہ میں سب مل کر لڑتے اور اسلام کا بول بالا ہوتا) پھر جب کوئی واضح سورۃ اترتی ہے جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو منافقوں کی یہ حالت ہوتی ہے، جیسے ان پر موت کی بیہوشی طاری ہوگئی ہو۔ پس ان کے لیے خرابی ہے۔ اس کے بعد منافقوں کے برے انجام کا ذکر ہے۔

(منافقین نے کفر واسلام کی جنگ کے خطرات سے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو بچالیا)، مگر اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور ان کے منہ اور ان کی پشت پر (لوہے کی سلاخوں سے) مارتے جائیں گے۔ ان کا یہ حال اس لیے ہوگا کہ جس چیز سے خدا ناخوش تھا یہ اس کے پیچھے ہولیے اور اس کی خوشنودی کو اپنے لیے پسند نہ کیا۔ پھر اللہ نے بھی ان کے اعمال برباد کردیے۔

(ایمان لانے والوں میں منافق بھی شامل ہیں۔ مرتے وقت فرشتے ان کو ماریں گے)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آخرت سے پہلے موت ہی کے وقت کافروں اور منافقین پر عذاب

شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں دوسرے مقامات پر بھی ہے۔ دیکھو سورۃ انفال آیت ۵۰۔

رکوع ۴ کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ و کینہ کو کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھوں سے دکھادیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو۔ مگر ان کے انداز کلام سے تو تم ان کو جان ہی لوگے۔ اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں کھوٹ و کینہ سے مراد حضرت علیؑ سے بغض ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ جن لوگوں پر دین کی سیدھی راہ صاف ظاہر ہو گئی تھی اس کے بعد منکر ہو گئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکا اور رسولؐ کی مخالفت کی تو وہ خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ البتہ اللہ ان کے سب اعمال اکارت کر دیگا۔ روایتوں میں ہے کہ رسولؐ سے مخالفت، حضرت علیؑ کی خلافت کے بارے میں تھی۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ کافر ہو گئے اور جنہوں نے لوگوں کو خدا کی راہ سے روکا اور کفر کی حالت میں مر گئے تو خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال (نادانی یا نافرمانی سے) برباد نہ کرو اور ہمت نہ ہارو اور مرعوب ہو کر کافروں سے صلح کی بات چیت نہ کرو۔ تم ہی غالب رہو گے۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

(۹۶)

تمہید

نام آیت نمبر ۱۳ کے لفظ الرعد کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔ یہ نام صرف علامت کے طور پر ہے۔

مقام نزول اس سورۃ میں ۶ رکوع اور ۴۳ آیتیں ہیں۔ مقام نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ اغلب یہ ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی کیونکہ اس کے رکوع ۳ میں اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے غدیر خم کا عہد توڑا تھا۔

مضمون توحید، رسالت اور قیامت کی حقانیت، بار بار مختلف طریقوں سے ثابت کی گئی ہے۔ ان عقیدوں پر ایمان لانے کے اخلاقی و روحانی فوائد بتائے گئے ہیں اور ان کو نہ ماننے کے نقصانات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جاہل، نادان اور ہٹ دھرم لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ جا بجا مخالفین کے اعتراضات کا ذکر کیے بغیر ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔

رکوع وار مضامین کا خلاصہ یہ ہے:

رکوع ۱ قرآن کا نزول اللہ کی طرف سے ہے اور برحق ہے۔ توحید، آیات الٰہی، قدرتِ خدا کی نشانیاں اور روزِ آخرت کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔ عذاب کا مطالبہ کرنیوالے عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ منکروں کو عذاب سے ڈرانا رسول کا کام ہے۔ عذاب نازل کرنا اللہ کے اختیار میں ہے۔

رکوع ۲ علم الٰہی بہت وسیع ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جاہل و کافر توحید کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ ان کو تنبیہ کی گئی۔ صرف اللہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ ہر چیز اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔ حق و باطل کی تمیز کے لیے دو مثالیں بیان کی گئیں۔

رکوع ۳ اس رکوع میں اولوالالباب یعنی دانشمند لوگوں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ ان کا اجر آخرت میں جنت کے باغ ہیں۔ جہاں ان کے نیکوکار اعزّا ان کے ساتھ ہوں گے۔ ہر طرف سے ان کے پاس فرشتے آ آ کر استقبال کریں گے اور تہنیت و مبارکباد دینگے۔ عہد توڑنے والوں اور فساد پھیلانے والوں کے لیے جہنم ہے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے غدیر کا عہد توڑا تھا۔

رکوع ۴ کافروں کا یہ مطالبہ تھا کہ رسالت محمدیؐ کو ثابت کرنے کے لیے کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معجزے دکھا کر ہدایت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ عقل و ہوش سے کام لیکر شعوری طور سے نصیحت حاصل کریں۔

رکوع ۵ رسولانِ ماسلف کا مذاق اڑانے والوں کو پہلے اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی۔ پھر آخر کار سزا دی۔ مشرکین جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں ان کے نام تک نہیں جانتے۔ وہ گمراہ ہیں جہنمی ہیں۔ رسولؐ کو مخاطب کرکے اصل میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ کی بندگی کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔

رکوع ۶ مخالفین کے چند اعتراضات کے جوابات اللہ تعالیٰ نے دیے۔ رسالت محمدیؐ کی گواہی اور تصدیق کے لیے خدا اور وہ شخص جو آسمانی کتاب کا علم رکھتا ہے، کافی ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سورۃ الرعد کی
تشریح

رکوع ۱ — قرآن کا نزول اللہ کی طرف سے ہے اور برحق ہے

الف۔ لام میم۔ را۔ اے رسول! یہ کتاب الٰہی کی آیتیں ہیں اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا وہی حق ہے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

آیت ۲ — آیات الٰہی

اور اللہ وہ ہے جس نے بلا ستونوں کے آسمانوں کو بلند رکھا ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا، یعنی کائنات میں اپنا قانون و حکم جاری کیا اور سورج اور چاند کو اپنے اپنے کام پر لگا دیا اور اسی کے حکم سے سارے نظام شمسی و قمری کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور وہی اس سارے نظام کا انتظام کرتا ہے اور وہی اپنی آیتیں صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم لوگ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے کا یقین کرو۔

آیت ۳ — قدرت خدا کی نشانیاں

اور وہی اللہ ہے جس نے یہ زمین بچھائی اور اس پر پہاڑ جما دیے اور دریا بہا دیے اور اسی نے ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں پیدا کیں (جیسے کھٹے میٹھے) اور رات کے پردہ سے دن کو چھپا دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے ان ساری چیزوں میں قدرت خدا کی بڑی نشانیاں ہیں۔

اور زمین ہی کو دیکھو اس میں طرح طرح کے قطعاتِ اراضی ہیں جو ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں ـــــ کہیں انگور کے باغ ہیں، کہیں کھیتیاں ہیں، کہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں بعض ایک تنے والے ہیں اور بعض دو یا زائد تنے والے ہیں حالانکہ سب درختوں کو ایک ہی پانی سے سینچا جاتا ہے۔ مگر مزے میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر بنا دیتے ہیں۔ بیشک جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے اس میں خدا کی قدرت کی بہت نشانیاں ہیں۔

اے رسولؐ! اگر تمہیں کوئی بات عجیب لگتی ہو تو یہ بات کتنی عجیب ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مرنے کے بعد سڑ گل کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟ یہ ان کا سوال نہیں ہے، بلکہ دراصل ان کا یہ انکار خدا سے، اس کی قدرت سے اور روزِ آخرت سے انکار کرنا ہے۔ یہ لوگ جہالت، ہٹ دھرمی، خواہشاتِ نفس اور بزرگوں کی اندھی تقلید کے اسیر ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

کفارِ مکہ نبیؐ سے کہتے تھے کہ اگر تم واقعی نبیؐ ہو اور تم دیکھ رہے ہو کہ واقعی ہم نے تم کو جھٹلایا ہے تو اب آخر ہم پر وہ عذاب آ کیوں نہیں جاتا جس کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے ہو۔ اس کے آنے میں دیر کیوں لگ رہی ہے۔ کفار کی اس بات کا جواب اس آیت نمبر ۶ میں دیا گیا ہے کہ یہ لوگ بھلائی، نیکی کرنے اور ایمان لانے کے بجائے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے جو لوگ اس روش پر چلے ہیں ان پر خدا کے عذاب کی عبرتناک مثالیں گزر چکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ اور معاف کر دیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا رب سخت سزا دینے والا بھی ہے۔

جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس شخص (محمدؐ) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی و معجزہ کیوں نہیں نازل ہوتا، جس سے ہم سمجھ لیتے کہ یہ خدا کے رسولؐ ہیں اور جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ خدا کی طرف سے کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ رسولؐ کا کام صرف یہ ہے کہ میرے عذاب سے منکروں اور کافروں کو ڈرائے اور آیات و معجزات کا ظاہر کرنا یہ ان کا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔ مستند حدیثوں اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت کرنے والے سے مراد حضرت علیؑ ہیں جو

روزِ آخرت کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔

عذاب کا مطالبہ کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

عذاب سے ڈرانا رسولؐ کا کام ہے۔ خود سے معجزہ دکھانا اس کا کام نہیں ہے۔

آنحضرتؐ کے بعد قوم کے ہادی ہونگے۔ مزید دیکھو آئندہ آیت ۲۷ رکوع ۴۔

رکوع ۲ اللہ تعالیٰ کی توحید، علم اور قدرت کا بیان جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے علم محیط سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے وہ جانتا ہے اسکو جو ہر مادہ اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہے اور اس نے ہر چیز ایک مقدار سے مقرر کردی ہے اور اس کے لیے پوشیدہ یا ظاہر، خفیف آواز یا بلند آواز، تاریکی یا روشنی، اس کے علم کے اعتبار سے سب برابر ہے۔ آدمی کسی حالت میں ہو، اللہ کے حکم سے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نعمتوں سے محروم نہیں کرتا، جب تک کہ وہ لوگ احکام خداوندی کی مخالفت کرکے اپنے کو ان نعمتوں سے محروم نہ کرلیں اور جب اللہ کسی قوم پر عذاب لانے کا فیصلہ کرے تو پھر وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا اور نہ اللہ کے مقابلہ میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔

علمِ الٰہی محیط ہے

وہ اللہ ہی ہے جو تمہارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے جنہیں دیکھ کر تمہیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔ وہ وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھاتا ہے۔ بادلوں کا فرشتہ رعد اور سب فرشتے اللہ کے خوف سے اس کی حمد و ثنا کی تسبیح کیا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا خالق ہر عیب و برائی سے پاک ہے۔ وہی آسمان سے بجلیوں کو بھیجتا ہے اور جس سرکش پر چاہتا ہے گرا کر اس کو راکھ کا ڈھیر کر دیتا ہے۔ مگر یہ جاہل و کافر قدرتِ خدا کی نشانیاں دیکھنے کے باوجود اللہ کے وجود و توحید کے بارے میں مباحثہ اور جھگڑے کرتے ہی رہتے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے اور اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

قدرتِ الٰہی کی نشانیاں

انسان کو چاہیے کہ صرف اللہ ہی سے دعا مانگے اور اپنی حاجتوں میں مدد کے واسطے صرف اسی کو پکارے کیونکہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے سارے اختیارات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں ـــــ رہیں وہ دوسری ہستیاں جن کو یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر حاجت روائی کے لیے پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب تک نہیں دے سکتیں۔ ان کو پکارنا بالکل بے سود ہے۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس کا حکم آسمانوں اور زمین کی ہر چیز چار و ناچار، خوشی سے یا مجبوری سے بجا لاتی ہے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہے۔

صرف اللہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے

مومن اس کے آگے برضا و رغبت جھکتا ہے اور کافر کو مجبوراً جھکنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح کو مغرب کی طرف اور شام کو مشرق کی طرف جھکتے ہیں۔ یعنی ہر وقت اللہ ہی کے حکم کے مطیع اور اسی کے قانون کے پابند ہیں۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور وہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو معبود بناتے ہو وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔

حق و باطل کی وضاحت کے لیے دو مثالیں

اس مقام پر آیت ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی وضاحت کے لیے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک مثال یہ ہے کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اس سے چھوٹی بڑی ندیاں جاری ہوتی ہیں۔ پانی کے اوپر جو خس و خاشاک اور جھاگ جمع ہوتا ہے، اس کو پانی کا دھارا بہالے جاتا ہے اور صاف شفاف پانی نیچے ٹھہر جاتا ہے جو کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ یہاں حق کو اس مفید صاف شفاف پانی سے تشبیہ دی گئی ہے اور باطل کو خس و خاشاک سے جو زائل ہو جاتا ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ جب کسی دھات مثلاً سونا چاندی کو تپاتے ہیں تو اس کا میل کچیل الگ ہو جاتا ہے اور باقی صاف دھات سے زیور بناتے ہیں۔ یہاں حق کو مفید صاف دھات سے تشبیہ دی گئی ہے اور باطل کو میل کچیل سے!

اطاعت کرنے والوں کے لیے فلاح اور نافرمانوں کے لیے جہنم ہے۔

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے لیے بھلائی ہے، فلاح ہے، اجر ہے اور جن لوگوں نے اللہ کا حکم نہ مانا تو قیامت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے کسی قیمت پر نہ بچ سکیں گے۔

رکوع ۳

اولوالالباب کے اوصاف اور ان کا انجام بخیر

اولوالالباب یعنی دانشمند لوگوں کے اوصاف یہ ہیں:

(۱) اللہ کی کتاب کو ــــ جو اس نے رسول اللہ ﷺ پر نازل کی ہے، برحق اور بالکل ٹھیک جانتے ہیں۔

(۲) اس کتاب سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

(۳) ان کا جو عہد اللہ کے ساتھ ہے، اس کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی اپنے خالق، مالک، محسن کی اطاعت کرتے ہیں۔

(۴) غدیر کے دن ــــ جو میثاق رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا اس کو توڑتے نہیں۔

(۵) جن تعلقات کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں یعنی حقوق اللہ

اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔

(۶) اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

(۷) اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں روزِ قیامت ان سے سختی سے حساب نہ لیا جائے۔

(۸) جو مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں ان کو صبر و تحمل کے ساتھ اپنے رب کی خوشنودی کے لیے برداشت کرتے ہیں۔

(۹) نماز قائم کرتے ہیں۔

(۱۰) جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۱۱) نیکی کرکے برائی کو دور کرتے ہیں۔

یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں اچھا ٹھکانا ہے، باغ ہیں جن میں وہ خود داخل ہوں گے اور ان کے باپ، دادا، بیویاں اور اولاد جو نیکوکار ہوں گے وہ بھی! ——— ان کے پاس بہشت کے ہر دروازہ سے فرشتے آئیں گے اور سلام علیکم کے بعد کہیں گے کہ دنیا میں تم نے صبر کیا تھا یہ اسی کا صلہ ہے، دیکھو یہ کیسا اچھا انجام ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں (یعنی اللہ و رسولؐ سے بدعہدی کرتے ہیں) اور جن تعلقات باہمی کے قائم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے انہیں قطع کرتے ہیں اور روئے زمین پر فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کے لیے لعنت ہے۔ یعنی رحمت سے دور کر دیے گئے اور ان کے لیے جہنم برا ٹھکانا ہے۔

یہ آیت نمبر ۲۵ ہے۔ اس کے مصداق لوگ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ مگر اس آیت کے مصداق اولیٰ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو اس کے رسولؐ کے سامنے عہد کرنے کے بعد دنیاوی اقتدار کی خاطر توڑ دیا۔ اسلام میں فساد کی تخم ریزی کرکے ہمیشہ کے لیے اختلاف و انتشار کا سامان مہیا کیا۔ یہ عہد غدیر کے کھلے میدان میں رسول اللہؐ اور ہزاروں حاجیوں کے سامنے دن دہاڑے ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کو کیا گیا تھا اور بخٍ بخٍ یا علیؑ کی صدائیں بلند کرکے اور عملی طور پر بیعت کرکے اس عہد کو مضبوط باندھا گیا تھا۔ پھر اس عہد کو توڑنے والوں نے توڑ دیا تھا۔ پھر انہیں لوگوں نے حضرت علیؑ کے گلے مبارک

میں رسی بندھوائی اور خانۂ عصمت میں لگوائی۔

خدا جس کے لیے چاہتا ہے۔ رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے اس کو پورا اختیار ہے۔ مگر لوگوں کا حال یہ ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی پر نہال اور فریفتہ ہیں۔ حالانکہ دنیاوی زندگی آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بالکل بے حقیقت ہے۔

رکوع ۴

جو لوگ رسالت محمدیؐ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری (جس سے ہم کو اطمینان ہو جاتا اور ہم ان کو خدا کا رسول مان لیتے) کافروں کا یہ مطالبہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۷ میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہاں اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ یہاں اسی اعتراض کو دوبارہ نقل کر کے ایک دوسرے طریقہ سے جواب دیا جا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے یعنی ہدایت اسی کو کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے اور جو خود رجوع نہیں کرتا تو اللہ بھی اس سے بے نیاز ہے اور وہ کسی کو زبردستی راہ راست پر نہیں لاتا۔ اگر کسی میں ماننے کی طلب صادق اور فطری خواہش نہیں ہے تو اس پر کوئی بات زبردستی ٹھونسی نہیں جا سکتی۔ یہی مطلب ہے اللہ کے کسی شخص کو گمراہ کرنے کا۔

کافروں کے مطالبہ کا نقل اور جواب

جن لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور انہوں نے نبیؐ کی دعوت کو مان لیا، ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ سن لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل ہوتا ہے

کفار کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ ہم کو نشانی یا معجزہ دکھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کی برکت اور اثر سے پہاڑ چلنے لگیں یا زمین کی مسافت جلد طے ہو جائے یا مردے بات کرنے لگیں تو وہ اس قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور کتاب ہو سکتی تھی؟ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کی کسی سورت کے ساتھ ایسا معجزہ دکھا بھی دے، تب بھی یہ کفار ایمان لانے والے نہیں۔ ایسی نشانیاں دکھانے پر اللہ قادر ہے، لیکن یہ بات اس کی مصلحت کے خلاف ہے کہ ایسی نشانیاں دکھا کر کسی کی ہدایت کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ عقل سے کام لیں اور غور و فکر کے بعد نصیحت قبول کریں۔

ہدایت کا طریقہ

رکوع ۵ اور اے رسولؐ! تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے تو اللہ نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخر کار ان کو پکڑ لیا اور سزا دی۔

اللہ کی وہ ذات ہے جو ہر شخص کے حال سے فرداً فرداً واقف ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ لوگ ایسی جسارت کرتے ہیں کہ اس کے کچھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں۔ مگر ان شریکوں کا کوئی وجود تک نہیں ہے۔ نہ یہ لوگ ان کا نام بتا سکتے ہیں۔ یہ لوگ مہمل باتیں کرتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہیں۔ یہ لوگ گمراہ ہیں اور اپنی مکاریوں میں مگن ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت دونوں جگہ عذاب ہے اور متقی لوگوں کے لیے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اے رسولؐ! اس قرآن سے بعض یہود و نصاریٰ خوش ہیں اور بعض اس کی چند باتوں کو نہیں مانتے۔ تمہیں اس سے کچھ غرض نہیں ہے۔ تم صاف کہہ دو کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں، لہٰذا میں اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

آیت نمبر ۳۷ میں اللہ تعالیٰ نے خطاب تو رسولؐ سے کیا ہے لیکن دراصل یہ آیت تنبیہ ہے عہدِ رسولؐ سے لیکر قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے کہ وہ کفار کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں ورنہ ان کو اللہ کی مدد حاصل نہ رہے گی۔

رکوع ۶ مخالفین اعتراض کرتے تھے کہ یہ کیسا نبی ہے، اس کی بیویاں بھی ہیں اور بچے بھی ——
اس کا یہ جواب دیا گیا کہ گزشتہ نبیوں کی بھی بیویاں اور بچے تھے۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے، یہ فرشتے تو نہیں ہیں، انسان ہیں اور خواہشاتِ نفسانی رکھتے ہیں۔

مخالفین ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ گزشتہ انبیاء نشانی یا معجزہ دکھاتے تھے جیسے موسیٰؑ کا یدِ بیضا اور عصا اور حضرت مسیحؑ کا نابینا کو بینا کرنا اور کوڑھیوں کو تندرست کرنا، مگر یہ کیسا نبی ہے کہ کوئی نشانی یا معجزہ نہیں دکھاتا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ کسی نبی کو یہ قدرت نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی یا معجزہ لا سکے۔ اللہ کی جب مصلحت ہوگی تو جو چاہے گا دکھائے گا۔

مخالفین ایک اور اعتراض یہ کرتے تھے کہ اللہ کی کتابوں میں ایک مرتبہ جو بات درج ہو جاتی ہے پھر اس میں کوئی تبدیلی نہ ہونی چاہیے۔ تو اس کے احکام میں تبدیلی کیوں نظر آتی ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ ہر دور کے لیے ایک تحریر ہوتی ہے۔ پھر زمانہ کی رفتار کی مناسبت سے اور انسانی اعمال کے لحاظ سے اس تحریر میں سے جو حکم اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو نیا حکم چاہتا ہے اس میں قائم کر دیتا ہے اور اصل بنیادی کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔

آیت ۴۳ اے رسولؐ! کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو تو تم ان سے کہہ دو کہ "میرے اور تمہارے درمیان میری رسالت کی گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے کافی ہیں"۔ اکثر مفسرین اس کے قائل ہیں کہ اس "شخص" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ لوگوں نے حضرت رسول خداؐ سے دریافت کیا کہ وہ "شخص" کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ میرے بھائی علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

حضرت محمدؐ کی رسالت کی گواہی کے لیے اللہ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے کافی ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: "لوگو! قرآن کے بارے میں مجھ سے پوچھو میں ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کب نازل ہوئی اور وہ خاص طور سے کس کے بارے میں نازل ہوئی اور عام طور سے اس کا اطلاق کس پر ہوتا ہے"۔

بیشک حضرت رسول خداؐ نے اعلان فرمایا: "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں"۔

جب خلیفہ کو کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو اس کے حل کے لیے حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

سُورَۃُ الرَّحْمٰنِ

(۹۷)

تمہید

نام پہلے ہی لفظ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہ سورۃ ہے جو لفظ "الرحمٰن" سے شروع ہوتی ہے۔ اس نام کو سورۃ کے مضمون سے بھی مناسبت ہے کیونکہ اس میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کے مظاہروں اور مثالوں کا ذکر ہے۔

سورۃ کا مضمون قرآن مجید کی یہ ایک ہی سورۃ ہے جس میں انسان کے ساتھ جنوں کو بھی براہِ راست خطاب کیا گیا ہے اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کمالات اور اپنے بے انتہا احسانات اور انعامات یاد دلائے ہیں۔ اپنی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا ہے اور فرماں برداری کے اچھے نتیجے سے آگاہ کیا ہے۔ یہ سورۃ صاف طور سے یہ بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ اور قرآن مجید کے احکام جن وانس دونوں کے لیے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جنات اور انسانوں کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

پوری سورۃ میں خطابت کا زور ہے اور ایک ایک نعمت —— ایک ایک احسان اور

ایک ایک کمال کا بیان کر کے بار بار جن و انس سے سوال کیا گیا ہے کہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ــــــ اے گروہِ جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ سوال اس سورۃ میں ۳۱ مرتبہ وارد ہوا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ رحمٰن کی

تشریح

رکوع ۱

قرآنی تعلیم سے ارتقاء انسانی کی ہدایت

آیات ۱-۴ اللہ رحمٰن ہے یعنی سب کو فیض پہنچانے والا ہے۔ اس قرآن کی تعلیم اسی کی طرف سے ہے۔ اسی نے ایک ذی عقل مخلوق کی حیثیت سے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے بولنا سکھایا۔

سارے نظام پر اقتدار کی فرمانروائی

آیت ۵-۶ میں بتایا گیا ہے کہ سورج اور چاند ایک مقرر حساب کے مطابق پوری باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ گردش کرتے ہیں اور آسمان کے تارے اور زمین پر نباتات اور درخت خدائے رحمٰن ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ یعنی اس کے حکم کے پابند ہیں۔

اللہ نے اپنی صفات اور احسانات جتا کر عقل والوں انسانوں اور جنوں کو تنبیہ کی ہے

آیت ۷-۹ میں حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اسی نے بلندی پر آسمان کو قائم کیا اور اسی نے میزان قائم کی تاکہ میزان میں خلل نہ ڈالو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔ یعنی اللہ نے کائنات کے پورے نظام کو عدل پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بندے بھی عدل و انصاف پر ہی قائم رہیں۔

آیت ۱۰-۱۳ اسی نے زمین کو سب مخلوقات کے لیے بنایا جس میں طرح طرح کے

لذیذ پھل، کھجور اور غلے پیدا ہوتے ہیں۔

آیت ۱۴-۱۶ اسی نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

آیت ۱۷-۱۸ وہی جاڑے گرمی کے دونوں مشرقوں کا اور دونوں مغربوں کا مالک ہے

آیت ۱۹-۲۳ اسی نے دو سمندر جاری کیے کہ باہم مل بھی جائیں پھر بھی انکے درمیان ایک حدِ فاصل ہے۔ جس سے تجاوز نہیں کرتے۔ ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ ایسے ہی دو سمندروں کا ذکر سورۃ فرقان کی آیت ۵۳ میں ہے۔

آیت ۲۴-۲۵ اور یہ جہاز اسی کے اختیار میں ہیں جو سمندر میں پہاڑ کی طرح بلند نظر آتے ہیں۔

رکوع ۲

آیت ۲۶-۳۰ ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تمہارے رب کی جلیل و کریم ذات باقی رہنے والی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو مخلوقات ہیں سب اپنی حاجتیں اسی سے مانگ رہے ہیں۔ ہر لمحہ اس کی قدرت و حکمت کے نئے نئے آثار جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں۔

نافرمان انسانوں اور جنوں سے بازپرس کی جائے گی۔

آیت ۳۱ سے ۳۶ تک اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کے گروہوں کو زمین کا بوجھ کہہ کر خطاب کیا ہے۔ یعنی تم ہماری طاعت و بندگی سے منحرف ہو اور نافرمان ہو اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم تم سے بازپرس کریں گے اور دیکھیں گے کہ تم اپنے رب کے کن کن احسانات کو جھٹلاتے ہو۔ اے گروہِ جن و انس اگر تم میں قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھنا مگر یاد رکھو کہ تم نہیں بھاگ سکتے، کیونکہ اس کے لیے بڑا زور چاہیے اور اگر تم بھاگنے کی کوشش کروگے تو تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس سے نہ تم بچ سکوگے اور نہ اس کا مقابلہ کر سکوگے۔

آیت ۳۷-۳۸ یہ بازپرس قیامت کے دن ہوگی جب سارا عالم بالا درہم برہم ہو جائیگا اور یہ محسوس ہوگا کہ ساری فضا میں ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔

آخرت میں برا انجام
نافرمان انسانوں اور جنوں کا

آیات ۳۹ سے ۴۵ تک، قیامت کے روز کسی انسان یا کسی جن سے اس کا گناہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ وہاں مجرم اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بال اور پاؤں پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اس جہنم میں پیاس کے مارے ان کا برا حال ہوگا۔ وہ دوڑ دوڑ کر پانی کے چشموں کی طرف جائیں گے۔ مگر وہاں انھیں کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ یہ ہے انجام ان مجرم انسانوں اور جنوں کا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے۔

رکوع ۳

آخرت میں نیک انجام
نیک اعمال کرنے والے انسانوں اور جنوں کا

آیات ۴۶ سے ۶۱ تک، دنیا میں جس نے سچے دل سے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کیے اور گناہ کے خیال سے اپنے رب سے ڈرتا رہا اس کے لیے آخرت میں دو جنتیں یعنی دو باغ ہوں گے۔ ان دونوں باغوں میں درختوں کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہونگی اور دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ ہر طرح کے پھلوں کی دو، دو قسمیں ہونگی۔ ان باغوں میں اہل جنت تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ درختوں کے پھل ان کے قریب ہی ہوں گے۔ شرمیلی اور حیادار عورتیں ہوں گی، جن کو ان سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے چھوا تک نہیں ہوگا۔ یہ گویا یاقوت و مرجان کی طرح خوبصورت ہوں گی۔ احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے؟ یہ خدا کی طرف سے نیک اجر ہے ان لوگوں کے لیے جو دنیا میں اطاعت خداوندی کرتے رہے اور نیک اعمال بجا لاتے رہے۔

آخرت میں مزید انعامات
نیک انسانوں اور جنوں کے لیے

آیات ۶۲ سے ۷۷ تک، ان دونوں باغوں کے علاوہ اہل جنت کے لیے مزید دو باغ ہونگے یہ دونوں باغ گہرے سبز رنگ کے ہونگے۔ ان میں فوارے کی طرح ابلتے چشمے ہونگے، ان میں بکثرت پھل کھجوریں اور انار ہونگے۔ ان باغوں میں بھی خوب سیرت اور خوبصورت حوریں ہونگی جو سیرگاہوں کے خیموں میں مقیم ہونگی۔ انکو بھی کسی انسان یا کسی جن نے ان سے پہلے چھوا تک نہیں ہوگا۔ یہ اہل جنت نادر اور نفیس سبز مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

آیت ۷۸، اے رسول ﷺ! بڑی برکت والا ہے تیرے رب کا نام جو صاحب جلال و کرامت ہے۔

سُورَةُ الدَّهرِ

(۹۸)

تمہید

نام پہلی آیت کے لفظ دھر کو اس سورۃ کا نام دیا گیا۔
دھر کے معنی ہیں لامتناہی زمانہ (از ازل تا ابد)۔

نزول کا زمانہ اور مقام کچھ مفسرین اس سورۃ کو مکّی قرار دیتے ہیں۔ دوسرے مفسرین اس کو مدنی کہتے ہیں۔ مکّی کہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس سورۃ کے مضامین اور انداز بیان مکی سورتوں سے ملتے جلتے ہیں اور مدنی کہنے والوں کا یہ کہنا ہے کہ اس کی بنیاد وہ روایت ہے جو ابن عباس سے نقل کی گئی ہے۔ جب کہ حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ بیمار ہوئے اور ان کی صحت کے لیے حضرت علیؑ اور جناب سیّدہ فاطمہ زہراؑ اور فضّہ نے نذر مانی اور جس کی طرف آیات ۸، ۹، ۱۰ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ دونوں شہزادوں کی ولادت مدینہ میں ہوئی تھی۔

وہ روایت جس کا ذکر اوپر ہوا ہے یہ ہے:

ایک مرتبہ حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے تو حضرت رسولؐ کچھ اصحاب کے ساتھ عیادت کے لیے تشریف لائے اور جناب امیرؑ سے فرمایا: "بہتر ہوتا اگر تم ان بچوں کی صحت کے لیے نذر مانتے۔ یہ سنتے ہی جناب امیرؑ، فاطمہ زہراؑ اور فضّہ نے تین تین روزوں کی نذر مانی۔ جب دونوں صحت یاب ہوئے

اور نذر کے پورا کرنے کا وقت آیا تو نذر ماننے والوں نے روزے رکھے۔ چونکہ گھر میں اس وقت کھانے کی کوئی چیز نہ تھی، حضرت علیؑ، شمعون یہودی سے تین صاع جَو لائے (قرض لائے یا مزدوری کرکے لائے) جناب سیدہؑ نے جَو پیس کر روٹیاں پکائیں۔ جب افطار کا وقت آیا تو ایک سائل نے آواز دی: "میں مسکین ہوں مجھے کھانا دو، خدا تمہیں جنّت کے خوان عطا کرے گا۔" اس پر سب نے روٹیاں اس کو دیدیں اور صرف پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا۔ جناب سیدہؑ نے روٹیاں پکائیں۔ افطار کے وقت ایک یتیم نے آواز دی اور کھانا طلب کیا۔ اس وقت بھی سب نے اپنا کھانا اس کو دیدیا اور خود صرف پانی سے روزہ افطار کیا۔ تیسرے دن بھی روزہ افطار کرنے بیٹھے تو ایک قیدی نے آواز دی اور کھانا مانگا۔ اس روز بھی سب نے اپنی اپنی روٹیاں اسے دیدیں۔ چوتھے دن جناب امیرؑ بچّوں کو لیکر حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دیکھا کہ بھوک کی شدّت سے کانپ رہے ہیں۔ حضورؐ ان کو لیکر جناب سیدہؑ کے مکان میں آئے تو ان کو عبادت میں مشغول پایا اور دیکھا کہ وہ بہت کمزور نظر آرہی ہیں۔ حضرت رسولِ خداؐ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ آپ کے اہل بیتؑ کی شان میں نازل کی ہے اور اس سورۂ دہر کی تلاوت کی۔

مضامین

رکوع ۱ انسان کی خلقت آزمائش کے لیے کی گئی۔ کافروں کی سزا۔ ابرار کا دنیا میں کردار اور آخرت میں ان کے لیے انعامات۔

رکوع ۲ یہ قرآن اللہ تعالیٰ ہی نے نازل کیا اور مصلحتاً تھوڑا تھوڑا نازل کیا۔ نماز پڑھنے کی ہدایت۔ یہ قرآن نصیحت ہے اور اللہ کے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اہلبیت رسولؐ کے قلوب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ظروف ہیں۔ اللہ رحمت یا عذاب کا فیصلہ اپنے علم و حکمت کی بنا پر کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورة الدّھر کی

تشریح

رکوع ۱

انسان کی خلقت

آیات ۱-۳: یہ انسان اپنی پیدائش سے پہلے کچھ نہ تھا جس کا تذکرہ کیا جائے۔ اللہ نے اس کو عورت و مرد کے مخلوط نطفے سے پیدا کیا اور اس کو ہوش و حواس رکھنے والا بنایا۔ عقل کی قوت بخشی اور وہ ذرائع عطا کیے جن سے شکر اور کفر کے راستہ کو جان سکے اور جن سے خیر و شر کے طریقوں کو پہچان سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کی غرض اس کی آزمائش قرار دی۔ اس آزمائش کا وقت پیدائش سے لیکر آخری سانس تک ہے۔ ہر لمحہ اس کا امتحان ہے۔ اس امتحان و آزمائش کی تیاری کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی فرمائی۔ اس نے نبی اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں اور شیطان کی پیروی کی ممانعت کی اور اپنی اور رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا۔ دنیا کی ساری زندگی امتحان و آزمائش میں گزارنے کے بعد جب قیامت کا دن آئے گا تو اس کو امتحان کا نتیجہ سنایا جائیگا۔

انسان کی ساری زندگی آزمائش کے لیے ہے

آزمائش کا نتیجہ

جس انسان کی زندگی دنیا میں اطاعتِ الٰہی میں بسر ہوئی ہوگی، اس کو ابرار اور شاکر قرار دیا جائے گا اور جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزری ہوگی اس کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔

آیت ۴ : کافروں کے لیے آخرت میں زنجیریں، طوق اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہو گی۔

آیات ۵ - ۲۲ : اس رکوع کی بقیہ آیات میں ابرار یعنی نیک لوگوں کا تذکرہ ہے۔
وہ لوگ دنیا میں نذریں پوری کرتے رہے اور اس دن سے ڈرتے رہے جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی، یعنی یوم قیامت ــــ جنہوں نے اس قدر ایثار کیا کہ خود بھوکا رہ کر مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا اللہ کی محبت میں جنہوں نے احسان کرنے کے بعد بدلہ اور شکریہ کی توقع نہیں کی اور جو اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھتے تھے۔
یہ لوگ جنت میں شراب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہو گی۔
یہ لوگ قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہیں گے اور نہایت خوش و خرم ہوں گے۔
دنیا کی زندگی صبر کے ساتھ گزارنے کے بدلہ میں ان کو جنت اور ریشمی لباس ملے گا۔
وہاں وہ اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوں گے۔ گرمی اور سردی کی شدّت سے محفوظ ہوں گے۔
تازے تازے پھل ملیں گے۔ چاندی اور شیشے کے برتنوں میں ایسی شراب پئیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی۔

وہاں ان کی خدمت کے لیے موتی جیسے خوبصورت لڑکے ہوں گے۔ وہاں ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی۔ ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔

(دو شرابوں کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ ایک وہ جس میں آبِ چشمۂ کافور کی آمیزش ہو گی۔ دوسری وہ جس میں آبِ چشمۂ زنجبیل کی آمیزش ہو گی۔ یہ تیسری شراب ہے جو شاید بہت اعلیٰ درجہ کی ہو گی)۔

یہ انعامات ان نیک لوگوں کے اعمالِ صالحہ کی وجہ سے دیئے گئے۔ یہ اعمالِ صالحہ اللہ کے نزدیک قابلِ قدر ہیں اور وہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اکثر مفسرین کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ اس جگہ ابرار کے مصداق حضرت علیؑ و فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں اور یہ آیات انہی ذواتِ مقدسہ کے بارے میں اتری ہیں۔

رکوع ۲ آیات ۲۳ '۲۴ : اے نبیؐ! ہم ہی نے تم پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔ لہٰذا تم اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور ان میں سے کسی بدعمل اور منکر حق کی بات نہ مانو۔

قرآن کا نزول ... اللہ کی طرف سے ہے

(کفار مکہ یہ کہتے تھے کہ محمدؐ یہ قرآن خود سوچ سوچ کر بنا رہے ہیں۔ ورنہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو اکٹھا ایک ہی مرتبہ آجاتا۔ قرآن مجید میں بعض مقامات پر ان کا یہ اعتراض نقل کرکے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۰۱ ' ۱۰۲ اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰۶ — اور یہاں بھی اسی اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ قرآن کا نازل کرنے والا اللہ ہے ' اس کو گھڑنے والے رسولؐ نہیں ہیں۔ تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ لوگ غور کرتے رہیں اور ایک ایک بات ان کے ذہن نشین ہوتی جائے اور یہی اللہ کی مصلحت ہے)۔

مشکلات پر صبر اور نماز پنجگانہ اور تہجد

رب کے حکم پر صبر کرو ' اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کی تبلیغ کے کار عظیم میں جو مشکلات اور سختیاں درپیش ہوں ان پر صبر کرو اور پامردی اور ہمت و مستقل مزاجی سے برداشت کرتے رہو۔

آیات ۲۵ ' ۲۶ : اس کے بعد رسولؐ کو نماز پنجگانہ اور نماز تہجد پڑھنے کی ھدایت فرمائی گئی ہے۔ ایسی ہی ہدایت سورۃ المزمل میں بھی ہے۔ دیکھو آیات ۲ ' ۳ — اور سورۂ بنی اسرائیل کی آیات ۷۸ ' ۷۹ میں بھی ہے۔

قرآن سراسر نصیحت ہے اس کے احکام پر عمل کرکے اللہ کی خوشنودی حاصل کرو

یہ قرآن سراسر نصیحت ہے۔ پس جو شخص چاہے اس کے مطالعے اور اس کے احکام پر عمل کرکے اپنے رب کی خوشنودی کا راستہ اختیار کرسکتا ہے۔

اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔ اس آیت کے بارے میں حضرت قائم آل محمدؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے دل تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ظرف ہیں۔ پس جب وہ چاہتا ہے ' ہم بھی وہی ارادہ کرتے ہیں۔

جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے دامن رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے علم و دانائی کی بنا پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون اس کی رحمت کا مستحق ہے اور کون ظالم ہے ـــــ اس آیت میں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جن تک اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن) اور اس کے نبی کی تعلیم (حدیث) پہنچے مگر پھر بھی وہ اس کی پیروی نہ کریں، ظالموں میں وہ لوگ شامل ہیں جو خدا ہی کو نہیں مانتے، جو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مانتے جو نبی کو خدا کا نبی نہیں مانتے اور جو منافق ہیں، زبان سے خدا اور رسول اور قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے دل و دماغ کا فیصلہ اور عمل ان سب کے خلاف ہوتا ہے۔

سُوۡرَۃُ الطَّلَاقِ

(۹۹)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

نام اس سورۃ میں طلاق ہی کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

نزول یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ۲ رکوع اور ۱۲ آیات ہیں۔

مضامین اس سورۃ کا مضمون طلاق ہے۔ اس کے علاوہ دوسری سورتوں میں بھی طلاق اور عدت کے قاعدے بتائے گئے ہیں مثلاً

سورۃ البقرہ: آیات ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۴ رکوع ۲۸، ۲۹، ۳۰

سورۃ الاحزاب: آیت ۴۹ رکوع نمبر ۶

اس سورۃ طلاق میں کچھ مزید احکام اور قاعدے طلاق اور عدت کے بارے میں بتائے گئے ہیں۔

واضح رہے کہ حلال اور جائز امور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے وہ طلاق ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ

(۱۰۰)

تمہید

نام پہلی آیت کے لفظ البیّنۃ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔
اس کے معنی دلیل روشن ___ کے ہیں۔

نزول اس سورۃ کے بھی مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر مفسرین نے اس کو مدنی ہی قرار دیا ہے۔ اس میں ایک رکوع اور آٹھ آیات ہیں۔

موضوع سب سے پہلے رسولؐ بھیجنے کی ضرورت بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کے لوگ خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے ___ جس کفر کی حالت میں مبتلا تھے اس سے ان کا نکلنا اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ ایک ایسا رسول بھیجا جائے جس کا وجود خود اپنی رسالت پر دلیل روشن ہو اور وہ لوگوں کے سامنے خدا کی کتاب کو اصلی اور صحیح صورت میں پیش کرے۔

اس کے بعد اہل کتاب کی گمراہیوں کے متعلق وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس آخری رسولؐ اور آخری کتاب کے آجانے کے بعد بھی وہ بھٹکتے رہے تو اس کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حجّت تمام کر دی۔

اس سلسلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء بھی آئے اور جو کتابیں اُس نے نازل کیں ان سب کا حکم یہی تھا کہ خالص اللہ کی عبادت کرو۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ یہی ہمیشہ سے ایک صحیح دین رہا ہے۔

آخر میں بتایا گیا کہ کافر بدترین خلائق اور مومن بہترین خلائق ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سورۃ البینۃ کی

تشریح

اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ اور مشرکین یہ دونوں گروہ اپنے کفر سے باز آنے والے نہ تھے، جب تک کہ ان کے پاس دلیل روشن نہ آجائے. یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رسولؐ جو انہیں قرآن پڑھ کر سنائے، جس میں وہ احکام درج ہیں جو نہایت مستحکم ہیں اور دین کو قائم رکھنے والے ہیں۔

ہدایت کے لیے رسولؐ اور قرآن دونوں کی ضرورت ہے

تشریح اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس پہلے انبیاء کی لائی ہوئی کتابوں میں سے کوئی کتاب، خواہ تحریف شدہ شکل ہی میں سہی موجود تھی اور وہ اسے مانتے تھے. قرآن مجید میں اہل کتاب کے شرک کا ذکر بہت سے مقامات پر کیا گیا ہے. مثلاً نصاریٰ سے متعلق فرمایا گیا کہ وہ کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا ایک ہے — (المائدہ ۷۳) وہ مسیح ہی کو خدا کہتے ہیں (المائدہ ۱۷) وہ مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں (التوبہ ۳۰) اور یہود کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ عزیز کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں (التوبہ ۳۰) لیکن اس کے باوجود قرآن میں کہیں ان کے لیے "مشرک" کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی بلکہ ان کو یا تو اہل کتاب کہا گیا یا یہودی و نصاریٰ کہا گیا کیونکہ وہ اصل دین توحید ہی کو مانتے

تھے اور پھر شرک کرتے تھے۔

برخلاف اس کے مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب یا یہود و نصاریٰ نہ تھے اور کسی نبی کے پیرو اور کسی کتاب کے ماننے والے بھی نہ تھے۔ وہ اصل دین شرک ہی کو قرار دیتے تھے اور توحید کے ماننے سے ان کو قطعی انکار تھا۔

اس طرح یہ دونوں گروہ کافر تھے۔ اتمام حجت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا اور قرآن نازل کیا۔

اور اہل کتاب نے آپس میں اختلاف کیا (یعنی بعض مسلمان ہو گئے اور بعض اپنی ضد پر اڑے رہے) حالانکہ ان کے پاس روشن دلیل حضور نبی اکرمؐ اور قرآن آ چکے تھے اور ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ خلوص کے ساتھ اللہ کی بندگی کریں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں، کیونکہ یہی سچا دین ہے۔

بدترین مخلوق کون

اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہوئے یعنی دین حق کے منکر ہوئے، وہ اور مشرکین دونوں گروہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

بہترین مخلوق کون

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی بہترین مخلوق ہیں، ان کا صلہ جنت ہے جہاں وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یاد رہے یہ جزا خاص اس شخص کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔ معتبر روایات میں منقول ہے کہ اس آیت میں خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (بہترین مخلوق) سے مراد حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔

سُورَةُ الحَشْرِ

(۱۰۱)

تمہید

نام دوسری آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ اسی لفظ کو سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۳ رکوع اور ۲۴ آیات ہیں۔

زمانۂ نزول یہ سورۃ غزوۂ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۴ھ میں واقع ہوا۔

غزوۂ بنی نضیر بنی نضیر کا قبیلہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب کی جانب تھا اور یہ سب یہودی تھے۔ بنی نضیر مسلمانوں کے حلیف تھے مگر ہمہ وقت استیصال اسلام کے لیے کوشاں رہتے اور پیغمبر اسلامؐ کو قتل کرنے کی سازش کیا کرتے تھے ایک موقع ایسا آیا کہ پیغمبر اسلام حضرت رسول اکرمؐ، حضرت علیؑ اور چند اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے۔ اُدھر یہودیوں نے نبی اکرمؐ کو قتل کرنے کا ایک منصوبہ بنایا۔ حضورؐ کو فراستِ اور قرائن سے یا الہام غیبی سے اس سازش کا پتہ لگ گیا اور آپ وہاں سے شہر مدینہ تشریف لے آئے۔ بعد کو حضرت علیؑ اور اصحاب بھی مدینہ آ گئے

اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے محمد ابن مسلمہ کو بنی نضیر کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ تم

نے معاہدہ کے خلاف عمل کیا اور مجھ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لہٰذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مدینہ کے حدود سے باہر نکل جاؤ اور خود لشکر اسلام کے ساتھ بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس لشکر کے علم بردار حضرت علیؓ تھے۔ اُدھر بدترین منافق عبداللہ ابن ابی نے یہودیوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا مگر وہ کچھ نہ کرسکا۔

پیغمبر اسلامؐ نے یہودیوں کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ نے یہودیوں کے دس بہادروں کو قتل کردیا جو مسلح ہو کر حضرت رسول اکرمؐ کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے۔ یہودیوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ انھوں نے پناہ طلب کی اور مع سامان وطن چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ اجازت ان کو دیدی گئی اور یہودی اپنا سامان چھ سو اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ متروکہ سامان میں قطعات اراضی اور اسلحہ تھے۔ حضورؐ کو یہ سامان بغیر جنگ وجدل حاصل ہوا تھا۔ ایسے مال کو فئے کہتے ہیں اور حضورؐ ہی اس مال کے مالک تھے اور آپ نے اس مال کو انصار کی مرضی سے مہاجرین میں تقسیم کردیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سورۃ الحشر کی

تشریح

رکوع ۱

اللہ تعالیٰ کے صفات

آسمانوں اور زمین میں جو چیزیں ہیں وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ اللہ غالب اور دانا ہے یعنی کائنات کی ہر چیز سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ اس کا خالق ہر عیب و نقص اور برائی سے بری ہے اور اس کی ذات وصفات و اعمال اور احکام سب پاک ہیں اور وہ اللہ غالب، طاقتور اور زبردست ہے اور ساتھ ہی ساتھ حکیم ــــ دانا ــــ اور عاقل بھی ہے۔

بنی نضیر یہودی رعب میں آکر گھر سے جلا وطن ہو گئے

اللہ تعالیٰ کے غلبہ اور قوت کا اندازہ اس واقعہ سے کرو کہ اس نے پہلی ہی دھمکی میں بنی نضیر یہودی کافروں کو ان کے گھروں سے جلاوطن کر دیا۔ حالانکہ وہ اپنے خیال میں بہت مضبوط قلعہ میں جمے بیٹھے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں اپنے گھر تباہ کیے اور کچھ مسلمانوں نے برباد کر دیے۔ بصیرت رکھنے والوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے حق میں جلاوطنی پہلے ہی لکھ دی تھی اور آخرت میں تو اُن کے لیے آگ کا عذاب تیار ہی ہے۔ اس عذاب کے مستحق وہ اس لیے ہیں کہ انہوں نے

اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔
یہودیوں کے کھجور کے کچھ درختوں کو مسلمانوں نے کاٹ ڈالا اور کچھ درختوں کو چھوڑ دیا۔ یہ اللہ ہی کے حکم سے تھا تاکہ نافرمان لوگوں کو رسوا کیا جائے۔ اللہ جو حکم دیتا ہے وہ بھلائی کے لیے ہوتا ہے نہ کہ فساد پھیلانے کی غرض سے!

مالِ فئے کی تقسیم

دشمنوں کا جو مال بلا جنگ و جدال ہاتھ آئے وہ اللہ کی طرف سے رسولؐ کو عطیہ ہے۔ (اس مال کو فئے کہتے ہیں، غنیمت نہیں ہے) اس میں عام مسلمانوں کا حق نہیں ہے۔ البتہ جو کچھ رسولؐ تم کو دیں وہ لے لو اور جس بات سے منع کریں اس میں بھی اپنے لیے بھلائی سمجھو ــــ اللہ سے ڈرتے رہو اس کا عذاب بہت سخت ہے۔
فئے کا مال مفلس مہاجرین کے کام آسکتا ہے جو اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں مکہ میں اپنے وطن و اموال چھوڑ کر مدینہ آئے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں ــــ اور یہ مال ــــ انصار کا بھی حق ہے جو ایمان میں ثابت قدم ہیں اور جو مہاجرین سے خوش ہیں۔ ان کا یہ مجاہدہ نفس اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

رکوع ۲ — منافقین درپردہ یہودیوں کے ساتھ سازش کرتے رہے

اس رکوع میں ان منافقوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے بنی نضیر یہودیوں کو جنگی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا اور ان سے ہر طرح کی ہمدردی کا سلوک کرنے کا اقرار کیا تھا۔ حالانکہ ان کے یہ وعدے اور اقرار سب جھوٹے تھے، جیساکہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ ان منافقین کا سرگروہ عبداللہ بن ابی تھا۔ یہ منافقین بزدل ہیں، آپس میں مخالفت رکھتے ہیں۔ ان کو متحد نہ سمجھو، یہ بے عقل ہیں۔ پھر ان کے کردار کو دو مثالوں کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ یہ منافقین جہنمی ہیں۔ منافق بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں مگر درپردہ ان کے دشمن!

رکوع ۳ — ایمان والوں کو نصیحت

یہ پورا رکوع ایمان لانے والوں کی نصیحت پر مشتمل ہے۔ ان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اس کی یاد سے غافل نہ رہنا۔ نیک عمل کرتے رہو جو آخرت میں کام آئے۔ اے ایمان لانے والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ جو یہ

نہیں سمجھتے کہ وہ ایک خدا کے بندے ہیں۔ یاد رکھو جو اللہ سے غافل ہوتے ہیں، پھر وہ اپنے آپ سے غافل ہو جاتے ہیں اور فاسق و نافرمان بن کر دوزخ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ جنت میں جانے والے ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

(العیون میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں اور میرے بعد علی المرتضیٰؑ کو تسلیم کریں اور ان کی ولایت کا اقرار کریں اور اَصۡحٰبُ النَّارِ وہ لوگ ہیں جو ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ناراض ہوں، عہد شکنی کریں اور میرے بعد ان سے لڑیں)۔

اللہ تعالیٰ کے صفات

(۱) وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) غائب اور ظاہر کا جاننے والا: یعنی جو کچھ مخلوقات سے پوشیدہ ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان پر ظاہر ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔

(۳) اَلرَّحۡمٰنُ ہے: جس کی رحمت بے پایاں ہے۔ تمام کائنات پر وسیع ہے۔ تمام مخلوقات پر رحم کرنے والا ہے — خواہ مومن ہو یا کافر!

(۴) اَلرَّحِیۡمُ: آخرت میں بالخصوص مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔

(۵) اَلۡمَلِکُ: پوری کائنات کا سلطان و فرماں روا ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر شے اس کے تصرف۔ اقتدار اور حکم کے تابع ہے۔

(۶) اَلۡقُدُّوۡسُ: پاکیزہ ترین ہستی ہے۔ اس کی ذات میں کوئی عیب یا نقص نہیں

(۷) اَلسَّلٰمُ: سراسر سلامتی ہے۔ ہر عیب، ہر کمزوری اور ہر خامی سے پاک ہے۔

(۸) اَلۡمُؤۡمِنُ: ساری کائنات اور مخلوقات کو امن دینے والا ہے۔ کسی پر ظلم یا زیادتی کرنے والا نہیں ہے۔

(۹) اَلۡمُهَیۡمِنُ: یعنی تمام مخلوقات کا محافظ — سب کے اعمال کا نگراں۔ کائنات کی

ہر مخلوق کی خبرگیری اور پرورش کا ذمہ دار۔

(۱۰) اَلْعَزِیْزُ: یعنی وہ زبردست ہستی جو سب پر غالب ہے۔

(۱۱) اَلْجَبَّارُ: یعنی کائنات کا نظم قوت کے ساتھ درست رکھنے والا۔

(۱۲) اَلْمُتَکَبِّرُ: یعنی عظیم صفات کا مالک۔

(۱۳) سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ کوئی بھی اس کا شریک ہو۔

(۱۴) اَلْخَالِقُ الْبَارِیُٔ الْمُصَوِّرُ: تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا۔ ایجاد کرنے والا۔ صورت گری کرنے والا۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ

(۱۰۲)

تمہید

نام پانچویں رکوع کے پہلے فقرہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ سورت غزوۂ بنی مصطلق کے بعد نازل ہوئی ہے۔ خود قرآن کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نزول واقعۂ افک کے سلسلہ میں ہوا ہے اور یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق کے سفر میں پیش آیا تھا لیکن اختلاف اس امر میں ہے کہ آیا یہ غزوہ شعبان ۵ھ میں غزوۂ احزاب سے پہلے ہوا تھا یا شعبان ۶ھ میں غزوۂ احزاب کے بعد!

محمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوۂ احزاب شوال ۵ھ کا واقعہ ہے اور غزوہ بنی مصطلق شعبان ۶ھ کا۔ اس کی تائید متعدد معتبر روایات سے ہوتی ہے۔

تاریخی پس منظر اس سلسلہ میں تین واقعے قابل تذکرہ ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت رسول خداؐ نے زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی زینب بنت جحش سے نکاح کر لیا تھا۔ اس موقع پر مدینہ کے منافقین نے فتنہ کا ایک طوفان عظیم برپا کر دیا تھا۔ دوسرے یہ کہ غزوۂ

بنی مصطلق کی مہم سر ہونے کے بعد لشکر اسلام نے جب ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا تو منافقوں نے ایک فتنہ کا آغاز کیا جس کے ذریعہ سے مہاجرین اور انصار آپس میں لڑ پڑیں۔ تیسرے یہ کہ اسی سفر میں ایک اور خطرناک فتنہ نے سر اٹھایا۔ یہ حضرت عائشہ پر تہمت کا فتنہ تھا۔ اس موقع پر حضرت عائشہ حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں اخلاقی برتری پیدا ہوگئی تھی اور آپس میں اتحاد و ضبط و نظم قائم ہو چلا تھا۔ اب ان کو معاشرے کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ چنانچہ یہ کمی کچھ تو سورۂ احزاب نے دور کی اور کچھ اس سورۂ نور نے۔

سورۃ کے مضامین مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لیے ہدایات اور قاعدے یہ ہیں۔ اس سورت کے مضامین:

رکوع ۱ زنا کی سزا، زنا کی تہمت لگانے کی سزا۔ اس سلسلہ میں دیکھو سورۂ نسار کی آیت ۱۵-۱۶

رکوع ۲ واقعۂ افک۔ مسلمانوں کو تنبیہ۔

رکوع ۳ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ تہمت لگانے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

رکوع ۴ دوسرے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

رکوع ۵ اللہ نور ہے اور اس کی مثال۔ اللہ کا نور پانے والے اہل بیت رسولؐ ہیں۔ منافقین کے اعمال سراب کے مانند ہیں۔

رکوع ۶ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔ منافقوں کا حال۔

رکوع ۷ مومنین کامیاب ہیں، مومنین زمین میں اللہ کے جانشین۔

رکوع ۸ تین اوقات میں لونڈی، غلام اور نابالغ بچے بلا اجازت مومنوں کے پاس نہ جائیں۔

رکوع ۹ سچے مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور جو ہر بات کے لیے رسولؐ کی اجازت لے لیتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ النور کی

تشریح

رکوع ۱ اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ اس کے احکام کو فرض قرار دیا اور واضح آیتیں نازل کیں تاکہ تم یاد رکھو۔

زنا اور تہمت لگانے کی سزا

زانی اور زانیہ کی سزا سو سو کوڑے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا اسی کوڑے قرار دینے کے بعد اپنی بیویوں پر اتہام لگانے اور اس سے بریت کے طریقہ کا بیان ہوا۔ یہ تم پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے اور اللہ توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔ اس طرح بیویوں پر الزام کا معاملہ تمہیں بڑی پیچیدگیوں اور الجھنوں سے بچالے گا۔

رکوع ۲ اس رکوع میں بہتان اور جھوٹ کی طرف اشارہ کرکے جو حضرت عائشہ پر لگایا گیا تھا

واقعہ افک
مسلمانوں کو تنبیہ

مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جنہوں نے بہتان لگایا تھا وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، ان سے ہوشیار رہو۔ اس فتنہ کا اصل بانی عبداللہ ابن ابی ہے۔ اس کے لیے عذاب عظیم ہے۔ جب تم نے بہتان کا یہ واقعہ سنا تھا تو تم نے بروقت اس کی تردید کیوں نہ کردی۔ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ طوفان ہے، سراسر جھوٹ ہے ـــــ الزام لگانے والے چار گواہ پیش نہ کرسکے۔ وہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ مسلمانو! اگر تم پر اللہ کا

فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس بات کا تم لوگوں نے چرچا کیا تھا اس کی وجہ سے تم پر کوئی سخت عذاب آپڑتا، کہ تم اپنی زبانوں سے اس کو ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تمہیں علم ویقین نہ تھا' اور لطف تو یہ ہے کہ تم نے اس کو ایک معمولی بات سمجھا تھا' حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات تھی۔

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات پھر کبھی نہ کرنا' اگر تم سچے ایماندار ہو۔ اللہ تمہارے سمجھانے کے لیے اپنے احکام بہت واضح طور پر بیان کرتا ہے اور وہ بڑا علیم وحکیم ہے۔ یاد رکھو جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بدکاری کا چرچا پھیل جائے ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایسے فتنہ پردازوں کو اور ان پر جو عذاب ہوگا اس کو اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق اور رحیم ہے تو یہ فتنہ جو تمہارے اندر پھیلایا گیا ہے' بدترین نتیجہ دکھاتا۔

(اس موقع پر ہم نے وہ واقعہ نقل نہیں کیا جو حضرت عائشہ کے خلاف بہتان کا باعث بنا۔ تاکہ طوالت نہ ہو جائے۔ البتہ اس سلسلہ میں جو حالات رونما ہوئے ان پر تبصرہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو مناسب ہدایات دی گئی ہیں)۔

رکوع ۳ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو' اس کی پیروی نہ کرو' اس کا کہنا نہ مانو اور جو شیطان کی پیروی کرے گا تو وہ اس کو فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا دیکھو اس نے مومنوں میں کیسا فتنہ برپا کر دیا تھا' ایسا فتنہ کہ تم پر عذاب آجاتا، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہو تو تم میں سے کوئی شخص پاک نہیں ہو سکتا اور سنور نہیں سکتا۔ شیطان تو ہر وقت آدمی کو بدی اور برائی کی نجاستوں میں آلودہ کرنے کے لیے تیار ہی رہتا ہے۔ لیکن اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور سنوار دیتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی خلوتوں میں جو باتیں کرتا ہے ان کو اللہ سن رہا ہے اور ہر شخص جو کچھ اپنے دل میں سوچتا ہے' اللہ اس سے بے خبر نہیں

شیطان کی پیروی نہ کرو

ہے۔ اسی براہِ راست علم کی بنا پر اللہ فیصلہ کرتا ہے کہ کسے پاکیزگی بخشے اور کسے نہ بخشے!

بہتان کے فتنہ میں جو شریک ہوئے ان کو درگزر کرو

تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور صاحبِ مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے ان رشتہ دار، مسکین اور مہاجرین کی مالی امداد نہ کرینگے جو بہتان کے فتنہ میں شریک ہوئے۔ یہ قسم ان کے لیے مناسب نہیں۔ ان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تہمت لگانے والوں پر اللہ کی لعنت ہے

یاد رکھو جو لوگ پاک دامن، بدکاری سے بے خبر اور ایمان والی عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جبکہ ان کے خلاف ان کی اپنی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ اسی دن اللہ ان کو جرم کی پوری پوری سزا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور سچ کو سچ کر دکھاتا ہے (آخرت میں مجرموں کے اعضاء کی گواہی دینے کا ذکر قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی ہے ملاحظہ ہو سورۂ یٰسین آیت ٦٥ اور سورۂ حٰم السجدہ آیات ٢٠، ٢١، ٢٢)۔

رکوع ۴

اے ایمان لانے والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام نہ کر لو داخل نہ ہونا نصیحت پانے کے لیے یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

دوسرے گھروں میں بلا اجازت داخلہ نہ ہو

پھر اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ ہو ہرگز ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پلٹ جاؤ۔ یہی تمہارے لیے پاکیزگی کی بات ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ البتہ ایسے گھروں میں تم جا سکتے ہو جن میں کوئی رہتا نہ ہو اور وہاں جانے میں تمہارا کچھ فائدہ ہو۔ (ایسے گھروں سے مراد ہیں: حمام، ہوٹل، سرائے، مہمان خانے، مدرسے، اسکول جہاں لوگوں کے لیے داخلہ کی اجازت ہوتی ہے)۔

اے نبیؐ! مومن مردوں سے کہو کہ وہ غیر عورتوں کو نگاہ بھر کر نہ دیکھیں۔ ایک دفعہ اچانک

نظر پڑ جائے تو معاف ہے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یعنی اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے پرہیز کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

اے نبیؐ! مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں یعنی قصداً غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ نگاہ پڑ جائے تو فوراً ہٹا لینی چاہیے اور دوسروں کے ستر کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یعنی ناجائز شہوت رانی سے بھی پرہیز کریں اور اپنا ستر دوسروں کے سامنے کھولنے سے بھی!

اور اپنا بناؤ سنگھار، زینت و آرائش نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں، اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں سوائے ان لوگوں کے جیسے اپنے شوہر اور باپ دادا، شوہروں کے باپ دادا، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی ہم مذہب عورتیں، لونڈی، غلام، نوکر مرد (خواجہ سرا) اور نابالغ لڑکے۔

اور عورتیں چلنے میں اپنے پاؤں اس غرض سے زمین پر زور سے نہ ماریں کہ جو زینت وہ چھپائے ہوئے ہیں وہ ظاہر ہو جائے۔

اے مومنو! اس معاملہ میں جو غلطیاں اور لغزشیں تم سے اب تک ہوتی رہی ہیں تم سب مل کر ان سے توبہ کرو اور آئندہ کے لیے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح ان ہدایات کے مطابق کرو جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے دی ہیں۔

تم میں سے جو مرد یا عورت مجرد ہو اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو نیک ہوں ان کے نکاح کرانے میں دلچسپی لو اور اس کی فکر کرو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر سکتا ہے اور اللہ صاحبِ وسعت اور صاحبِ علم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گزشتہ چار رکوعوں میں ہم نے صاف صاف ہدایتیں بیان کر دیں۔ یہ متقی لوگوں کے لیے نصیحت ہیں۔ جو کوئی خلاف ورزی کرے گا، اس کا وہی انجام ہوگا جو گزشتہ نافرمان قوموں کا ہو چکا ہے۔

رکوع ۵

اللہ نور ہے اُس کی مثال

اللہ کا نور پانے والے سچے اور صالح مومن ہیں، وہ اہلبیت رسول ہیں

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے لیے نور ہدایت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں ایک چراغ رکھا ہو اور وہ چراغ موتی کی طرح چمکتے ہوئے فانوس میں ہو اور وہ چراغ "زیتون کے اس مبارک (کثیر المنفعت) درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی" (یعنی کھلے میدان میں اونچی جگہ پر واقع ہو) اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے ایسے گھروں میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے، ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت کے دھندے اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتے۔ یہ لوگ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور آنکھیں پتھرا جانے کی نوبت آجائیگی۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ ان کے بہترین اعمال کی جزا ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے۔

"نور" کے متعلق مختلف اقوال ہیں لیکن یہاں "نور" سے حضرت رسالت مآب کی ذات مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ حضور ہی نے ایمان و قرآن کے ذریعہ دین حق کی تعلیم و ہدایت کی۔

"ایسے گھر جنہیں بلند کرنے کا اور اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔" سے مراد انبیاءؑ اور حضرت رسول خداؐ کے اہل بیتؑ کے گھر ہیں۔ یہ بات حضرت رسول خداؐ کی ایک حدیث میں فرمائی گئی ہے۔ گھر بلند کرنے کا مطلب ان کی تعظیم کرنا ہے۔

"جن کو تجارت اور خرید و فروخت، اللہ کی یاد، اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی" سے مراد حضرت علیؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ۔ سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ صہیبؓ اور حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں، جو ایک موقع پر نماز جمعہ کے خطبہ کے دوران مسجد نبویؐ سے تجارت اور خرید و فروخت کے لیے اور تماشا دیکھنے کی غرض سے چلے نہیں گئے، جب کہ دوسرے لوگ خطبہ نبیؐ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۂ جمعہ میں ہے۔

اوپر کی آیت نے یہ بتایا کہ اللہ کا نور ہدایت پانے والے سچے اور صالح مومن ہیں۔ اب ان لوگوں کا تذکرہ آرہا ہے، جنہوں نے دین حق کی تعلیم کو بصدق دل قبول کرنے سے

منافقین کے اعمال سراب کی مانند ہیں

انکار کر دیا تھا جو اس وقت حضرت رسول اکرمؐ دے رہے تھے اور جو رسولؐ ہی کو نہیں مانتے تھے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے کفر و نفاق اختیار کیا اور انھوں نے اپنے خیال میں کچھ نیک کام کیے ان کے اعمال کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح ایک پیاسا ریگستان میں چمکتی ہوئی ریت کو دیکھ کر اس کو پانی کا تالاب سمجھتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس کی پیاس بجھ جائے گی مگر وہاں پہنچ کر پیاسے کا پیاسا ہی رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اس کافر کے بظاہر نیک اعمال حبط ہو چکے ہوں گے اور ان کا کوئی اجر اس کو نہیں ملے گا اور اس کے دوسرے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا —— اس کے اوپر تہ بہ تہ موجیں اور ان کے اوپر تاریک بادل —— یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ کا نورِ ہدایت نصیب نہیں ہوا اور وہ مکمل تاریکی میں گمراہ رہے۔

رکوع ۶

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اڑنے والے پرندے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ کی قدرت کی چند نشانیاں یہ ہیں:

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے
اس کی قدرت کی چند نشانیاں

بادلوں سے پانی اور اولے برسانا —— بجلی کی چمک پیدا کرنا —— رات اور دن کا اول بدلنا —— ہر جاندار کو ایک طرح کے پانی یعنی نطفے سے پیدا کرنا —— ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے، کوئی دو پیروں سے اور کوئی چار پیروں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ صاف صاف آیتیں نازل کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم پر لگا دیتا ہے۔

منافقوں کا حال

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور ان کے ہم مطیع ہیں لیکن اس کے بعد وہ پھر جاتے ہیں، وہ حقیقت میں مومن نہیں ہیں اور وہ اپنے کسی معاملہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا قرار دینے پر راضی نہیں ہوتے، ان لوگوں کے دلوں میں یا کوئی روگ (نفاق) ہے یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی حضرت محمدؐ، اللہ کے سچے رسولؐ ہیں یا نہیں) یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان پر کوئی ظلم کرے (یعنی فیصلہ ان کے خلاف کر دے) حقیقت یہ ہے

یہ لوگ نافرمان اور منافق ہیں۔

رکوع ۷ اور مومنوں کا حال یہ ہے کہ اپنے معاملہ کا فیصلہ حضرت رسول خداؐ سے کرانے پر بخوشی رضامند ہوتے ہیں۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اور خدا سے ڈرے گا اور اس کی مخالفت سے بچتا رہے گا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ یہاں دو آیتوں میں منافقین کو اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ کا حکم دیا گیا۔

مومنوں سے اللہ کا وعدہ کہ وہ ان کو زمین میں جانشین بنائے گا

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو اس زمین میں جانشین بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ان کے دین اسلام کو ان کی خاطر سے پائدار کر دیگا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ اس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں" (معتبر تفسیروں میں ہے کہ یہ آیت حضرت قائم آلِ محمدؐ یعنی بارھویں امام مہدی آخر الزماں کے بارے میں نازل ہوئی)۔

اور اے ایمان والو! نماز پابندی سے پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور دل سے رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور اے رسولؐ! تم یہ خیال نہ کرو کہ کفار ادھر اُدھر زمین میں پھیل کر ہمیں عاجز کر دیں گے بلکہ یہ خود عاجز ہو جائیں گے اور ان کا ٹھکانا تو جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے۔

رکوع ۸ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حکم شریعت ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور وہ بچے جو ابھی عقل و شعور کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں جب تمہارے پاس آئیں تو تم سے اجازت لے کر آئیں۔ یہ اوقات خلوت کے ہیں اور وہ یہ ہیں:

مومنوں کے بچے بلا اجازت تین اوقات میں نہ آئیں

صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو اور عشاء کی نماز کے بعد۔

ان تین اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں بلا اجازت آئیں تو کوئی ہرج نہیں اور جب یہ بچے شعور کی حد کو پہنچ جائیں تو اسی طرح اجازت لیکر آیا کریں جس طرح ان کے بڑے اجازت لیکر آتے ہیں۔ اللہ کی یہ واضح ہدایات ہیں، وہ علیم و حکیم ہے۔

اور جو عورتیں جوانی کی حد سے گزر چکی ہوں اور نکاح کی امید نہ رکھتی ہوں، وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور حیا داری برتیں۔

رکوع ۹

جو رسول سے اجازت لے لیتے ہیں وہی سچے مومن ہیں۔

سچے ایماندار تو صرف وہ لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لیے جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے، رسول کے پاس ہوتے ہیں تو جب تک رسول سے اجازت نہ لے لی نہیں گئے۔

اے رسول! جو لوگ تم سے ہر بات میں اجازت لے لیتے ہیں وہی لوگ دل سے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، تو جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لیے تم سے اجازت مانگیں تو تم ان میں سے جس کو مناسب خیال کرو اسے اجازت دے دیا کرو اور خدا سے اس کی بخشش کی دعا بھی کرو۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

سُورَۃُ الحَجِّ

(۱۰۳)

تمہید

نام آیت نمبر ۲۷ میں حج کا ذکر ہے۔ اس میں ۱۰ رکوع اور ۷۸ آیات ہیں۔

مقام نزول مفسرین میں مقام کے بارے میں اختلاف ہے۔ سورۃ کا کچھ حصہ مکّی اور باقی حصہ مدنی ہے۔

زمانۂ نزول کچھ آیات مکّی زندگی کے آخری دور میں ہجرت سے کچھ پہلے اور دوسری آیات مدینہ میں ہجرت کے فوراً بعد نازل ہوئیں۔

موضوع مشرکین کو تنبیہ کیا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر ان معبودوں کی پرستش کرتے ہیں جن کے پاس کچھ طاقت نہیں جو خود بے بس اور عاجز ہیں۔ ان کا انجام وہی ہوگا جو پہلے مشرکوں کا ہو چکا ہے۔ خدا کا جو غضب تم پر نازل ہوگا اس سے تم کو کوئی بچانے والا نہیں بشرکوں کو نصیحت بھی کی گئی ہے اور شرک کے خلاف اور توحید و آخرت کے حق میں دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔
مشرکین مکہ کی اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے لیے مسجد حرام (خانۂ کعبہ) کا راستہ بند کر دیا ہے۔ مسجد حرام ان کی ذاتی جائداد نہیں اور وہ کسی کو حج سے روکنے

حق نہیں رکھتے۔ اس سلسلے میں مسجد حرام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ ابراہیمؑ نے جب خدا کے حکم سے اس کو تعمیر کیا تھا تو سب لوگوں کو حج کا اذن عام دیا تھا اور وہاں سب کے لیے یکساں حقوق قرار دیے تھے۔

پھر مسلمانوں کو کافروں کے ظلم کا جواب طاقت سے دینے کی اجازت دی گئی۔ حج کے احکام تعلیم کیے گئے۔ آخر میں گروہِ اہل ایمان کے لیے "مسلم" کے نام کا باقاعدہ اعلان کیا گیا اور فرمایا گیا کہ تم لوگ حضرت ابراہیمؑ کے اصل جانشین ہو۔ تمہیں اس خدمت کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے کہ لوگوں پر گواہ بنو۔ اب تمہیں احکام الٰہی کی تعمیل کر کے اپنی زندگی کو بہترین نمونہ کی زندگی بنانا چاہیے۔

مضامین اس سورت کے رکوع وار مضامین یہ ہیں:

رکوع ۱ انسان کو قیامت کے زلزلے سے اور دوبارہ زندہ کرنے سے خبردار کیا گیا۔

رکوع ۲ کسی کی خاطر احکام الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ مختلف گروہوں کے درمیان اللہ قیامت میں فیصلہ کریگا۔

رکوع ۳ اپنے رب کے معاملے میں جھگڑنے والے کافر اور آخرت میں ان کی سزا۔ مومنوں کے لیے انعامات۔

رکوع ۴ خانہ کعبہ میں عبادت اور حج سے روکنے والوں کے لیے عذاب۔ خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر حج کرنے کا حکم۔ حج کے فائدے۔ حج اور قربانی کے احکام۔ شعائراللہ کی تعظیم کا حکم۔

رکوع ۵ سچے دل سے اسلام قبول کرنے والوں کی حالت۔

رکوع ۶ کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی۔ اللہ نافرمان لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

رکوع ۷ اہل بہشت اور اہل دوزخ کون ہیں؟ رسولؐ کے کام میں شیطان کا خلل ڈالنا اور اس کی مصلحت خدا کے نزدیک کیا ہے۔ قرآن میں شک کرنیوالے جہنمی ہیں۔

رکوع ۸ مہاجرین کے لیے انعامات۔ مظلوموں کا مددگار اللہ ہے۔ اللہ نظام کائنات کا تنہا حاکم ہے۔

رکوع ۹ انسان ناشکرا ہے۔ ذبیحہ کے متعلق کافروں کا اعتراض اور اس کا جواب

رکوع ۱۰ مشرکین جن دوسرے معبودوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ جسے چاہتا ہے رسالت کے لیے اللہ منتخب کرتا ہے۔ مومنوں کی فضیلت ان کے لیے عبادت کے احکام۔ ملت ابراہیمؑ کے اتباع کا حکم۔ ایمان لانے والوں کا نام مسلم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ الحج کی

تشریح

رکوع ۱ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ قیامت سے پہلے آنے والا زلزلہ بڑا ہیبت ناک ہوگا۔ اس زلزلہ کی ہیبت اس قدر شدید ہوگی کہ مائیں باوجود اپنی انتہائی محبت کے اپنے شیر خوار بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور لوگ گھبراہٹ میں متوالے اور مدہوش نظر آئیں گے۔ بلکہ خدا کا عذاب ہی سخت ہوگا۔

انسان کو قیامت کے ہیبت ناک زلزلے سے اور دوبارہ زندہ کرنے سے خبردار کیا گیا

چونکہ دنیا میں انسان احکام خدا سے لاپرواہی برتتا ہے اور آخرت میں اعمال کے حساب کتاب کا بھی منکر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں پر انسان کو ہولناک زلزلہ کی یاد دلا کر اس کو خبردار کیا ہے تاکہ غفلت اور انکار سے باز آئے اور ایمان لا کر اور نیک اعمال بجا لا کر نعمات جنت کا حقدار بنے۔

اے لوگو! اگر تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں کسی طرح کا شک ہے تو اس میں تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو از سر نو پیدا کرتا ہے اور مردہ زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کر دیتا ہے کہ وہ لہلہانے لگتی ہے اور نباتات اگاتی ہے۔ یہ بیان اس لیے کیا گیا کہ تم جان لو کہ:

(۱) بے شک خدا برحق ہے۔

(۲) اور یہ کہ وہی مُردوں کو جِلاتا ہے۔

(۳) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۴) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔

(۵) اور جو لوگ قبروں میں ہیں بے شک خدا ان کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

کسی کی خاطر احکام الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

رکوع ۲ بعض انسان کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ وہ عبادت تو کرتا ہے مگر شک و شبہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اگر اس کو کچھ فائدہ ہوتا ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچی تو اللہ تعالےٰ سے مایوس ہو جاتا ہے۔ ایمان سے کفر کی طرف پھر جاتا ہے اور غصہ میں آکر یہ بدگمانی کرتا ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ کسی کی ہرگز مدد نہیں کرتا۔ وہ احکام الٰہی پر راضی نہیں ہوتا۔ وہ بڑی سے بڑی کوشش بھی کرے اور اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لے تب بھی احکام الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت دونوں خراب ہو جاتے ہیں۔

مختلف گروہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت میں فیصلہ کرے گا۔

جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابئی (ستارہ پرست) اور نصاریٰ اور مجوس (آتش پرست) اور جن لوگوں نے شرک کیا' ان سب کے درمیان قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیگا۔ ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔ (ان گروہوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ خدا کے بارے میں ہے۔ قیامت میں اللہ یہ فیصلہ کرے گا کہ کون گروہ حق پر ہے اور کون باطل پر)۔

جو آسمانوں میں ہیں (جیسے فرشتے۔ اجرام فلکی) اور جو زمین میں ہیں سورج' چاند' تارے' پہاڑ' درخت' جانور اور انسان' سب فرمان الٰہی کے تابع ہیں۔

یہ دونوں فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا —— ان کے لیے آگ کا عذاب' کھولتا ہوا پانی' مارنے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے اور

رکوع ۳ دوسرے گروہ میں وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں کے نیک عمل کیے ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان کے لیے شاہانہ زیور

سونے کے کنگن اور موتیوں کے (ہار) ہوں گے۔ ریشمی لباس پہنے ہوں گے۔ ان کو کلمۂ طیبہ اور عقیدہ صالحہ کی ہدایت مل چکی ہو گی اور اللہ تعالیٰ جو جملہ صفات حمیدہ رکھتا ہے اس کے راستہ پر گامزن ہوں گے۔

مومنوں کا انعام — کافروں کا انجام

کفار مکہ جو خدا کی راہ سے اور خانہ کعبہ سے جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے معبد بنایا ہے اور جس میں شہری اور بیرونی سب کا حق برابر ہے لوگوں کو روکتے ہیں، اس کو اور جو راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھادیں گے۔

رکوع ۴

اب یہاں خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر اور حج کے احکام کا بیان ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اور اس تعمیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے مقام کی نشاندہی بھی کردی اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا (یعنی اس گھر کی بنیاد توحید خالص پر رہے اور کوئی شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے) اور طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو صاف رکھنا۔

خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر

(ایک روایت میں ہے کہ پہلے خانہ کعبہ یاقوت کا تھا۔ جب طوفانِ نوحؑ آیا تو خدا نے اسے اٹھالیا اور خالی زمین رہ گئی۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ کو اس زمین پر دوبارہ تعمیر کا حکم ہوا تو بحکم پروردگار گرد آلود ہوا کے ایک جھونکے نے اصل بنیاد کو ظاہر کردیا اور بعض کہتے ہیں کہ بادل کا ایک ٹکڑا آکر اس جگہ ٹھہر گیا اور تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے خط کھینچ کر وہ جگہ بتلادی۔ بہرحال ٹھیک اسی جگہ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ دوبارہ تعمیر کیا) تعمیر کے مکمل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ

حج کا حکم

اے ابراہیمؑ! لوگوں میں حج کا اعلان کردو، تاکہ لوگ تمہارے پاس پیدل چل کر اور اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز مقامات سے آئیں۔

اعلان حج

حضرت ابراہیمؑ نے اس حکم کی تعمیل کی اور ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! حج تم پر فرض کیا گیا، حج کے لیے آؤ۔ ان کی یہ آواز اللہ تعالیٰ نے ہر طرف پہنچادی۔ یہ اس کی قدرت ہے۔ یہ اعلان اس لیے تھا کہ لوگ یہاں آکر حج سے دینی دنیاوی اور معاشی

فائدے حاصل کریں۔ (دینی فائدہ سے مراد مغفرتِ گناہاں، دنیاوی فائدہ کا مطلب ترکِ خواہشات اور لذات اور دوسرے لوگوں سے میل جول اور معاشی فائدہ کے معنی کچھ تجارت کرکے مالی فائدہ حاصل کرنا)۔

حج کے فائدے

پھر ـــــ خدا نے جو جانور، چوپائے ان کو عطا فرمائے ہیں ان پر چند مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لے کر ان کو ذبح کریں ـــــ پھر قربانی کا گوشت خود بھی کھائیں اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلائیں (چند مقررہ دنوں سے بعضوں نے ذی الحجہ کا پہلا عشرہ مراد لیا ہے اور بعضوں نے ایام تشریق ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ)۔

قربانی کے احکام

قربانی سے فراغت کے بعد احرام کھولیں۔ حجامت کرائیں، بال ترشوائیں، ناخن کٹوائیں، جسم کی کثافت دور کریں۔ اگر کوئی نذر مانی ہو اس کو پورا کریں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں۔

یہ تھا تعمیر کا مقصد ـــــ اور حج کے خصوصی احکام۔

حج کے خصوصی احکام

تعمیر خانہ کعبہ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے متعلق مزید دیکھو سورۃ البقرہ، رکوع ۱۵ آیات ۱۲۵ تا ۱۲۹۔

تعمیر خانہ کعبہ کی غرض

حج کا لازم ہونا دیکھو سورۂ آلِ عمران دسواں رکوع آیات ۹۶-۹۷۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں ـــــ مکہ کو امن کی جگہ بنانے کی دعا ـــــ سورۂ ابراہیمؑ رکوع چھٹا آیات ۳۵-۴۱۔ لوگو! بتوں کی پرستش نہ کرو۔ وہ نجس ہیں اور بتوں کے نام پر جو جانور ذبح کیا جائے وہ نجس ہے۔ ان سے پرہیز کرو۔ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی سے پرہیز کرو۔ یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کو شیطان اور اس کے نفسانی خواہشات تباہ و گمراہ کر دیتے ہیں۔

شعائر اللہ کی تعظیم

جو کوئی اللہ کے دین کی یادگاروں کا احترام کرے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے دل میں خوف الٰہی ہے۔ قربانی کے جانور بھی ایسی یادگار ہیں۔ مگر قربانی سے پہلے ان سے فائدہ حاصل کرنے کا حق ہے۔

رکوع ۵ اے رسولؐ جو دین اسلام کا فرماں بردار ہو جائے تو ان عاجزی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ

کی خوشنودی کی بشارت سنادو۔ یہی وہ لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اس کے بعد اونٹ کی قربانی کا حکم دیا گیا اور اس کا طریقہ بتایا گیا۔ قربانی سے اللہ تعالیٰ کو تمہارے تقویٰ اور اخلاص کا پتہ چلتا ہے۔

(عاجزی سے اطاعت قبول کرنے والوں کی علامات)

رکوع ۶ — اس رکوع میں دو خاص باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ایمان لانے والے جب مکہ میں تھے تو کفار ہر طرح کی اذیت ان کو دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو مکہ سے نکل جانے پر مجبور کیا۔ جب مہاجرین مدینہ پہنچے تو وہاں بھی ان کو کفار نے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کافروں کے خلاف ان مہاجرین کی مدد کرے گا۔ کیونکہ وہ اللہ کی مدد تبلیغ اور اشاعتِ دینِ حق میں کرتے ہیں اور انکو کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ پہلی بار اجازت دی گئی ہے اور اس بات کی یہ اولین آیت ہے۔ بعد میں وہ آیات نازل ہوئیں جن میں جنگ کا حکم دیا گیا۔ دیکھو سورۃ البقرۃ کی آیات نمبر ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۱۶، ۲۴۴۔

(کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی)

اس رکوع کی دوسری بات یہ ہے کہ کافر لوگ آنحضرتؐ کو خدا کا رسول نہیں مانتے تھے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ قومیں اپنے اپنے زمانہ کے رسولوں کو جھٹلاتی رہی ہیں لیکن اللہ ان کو ڈھیل اور مہلت دیتا رہا۔ بالآخر اللہ نے ان پر عذاب نازل کر کے ان کو تباہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہی ہے کہ نافرمان بستیوں اور لوگوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ کافر لوگ حق کو قبول کرنے کے بجائے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ اللہ کا عذاب آئے گا جس کا دن مقرر ہے لیکن عام دنوں پر اس دن کا قیاس نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے یہاں ایک دن عام لوگوں کے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔ ان کافروں کو ہلاک شدہ بستیوں کو دیکھ کر سبق اور عبرت لینا چاہیے لیکن بات یہ ہے کہ ان کے دل اندھے ہو گئے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے)

رکوع ۷ — رسولؐ کا کام لوگوں کو برے اعمال کے نتائج سے ڈرانا ہے (اور دینِ حق کا پیغام پہنچانا ہے)

بخشش و عزت کن کیلئے ہیں؟ اور اہل دوزخ کون ہیں؟

پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرنے لگے ان کے لیے گناہوں کی مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلانے کی کوشش کی وہ اہل دوزخ ہیں۔

رسول کی آرزو میں شیطان کا خلل ڈالنا اور اس کی مصلحت

اے رسول! تم سے پہلے جب ہم نے کبھی کوئی رسول یا نبی بھیجا تو یہ ضرور ہوا کہ جس وقت اس نے تبلیغ احکام کی آرزو کی تو شیطان نے لوگوں کو بہکا کر اس کی آرزو میں خلل ڈال دیا (یعنی رسول و نبی کی یہ آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور برخلاف اس کے شیطان کی کوشش یہ تھی کہ لوگ گمراہ اور جہنمی ہو جائیں) پھر ایسا ہوتا ہے کہ جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے خدا اس کو ملیامیٹ کر دیتا ہے اور خدا تو بڑا واقف کار اور دانا ہے۔ خدا اس لیے ایسا ہونے دیتا ہے تاکہ (۱) شیطان کی ڈالی ہوئی خرابی کو ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ قرار دے جن کے دلوں میں کفر کا روگ لگا ہوا ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور جو بڑے نافرمان اور ضدی ہیں اور تاکہ (۲) اللہ نے جن کو علم عطا کیا ہے وہ جان لیں کہ یہ وحی ہے جو اللہ کی طرف سے حق نازل ہوئی ہے اور پھر اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں۔ یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

رسول اور نبی میں فرق یہ ہے کہ رسول پر فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اور نبی پر وحی بذریعہ خواب ہوتی ہے۔

قرآن میں شک کرنے والے جہنمی ہیں۔

اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ تو قرآن کے بارے میں ہمیشہ شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت یکایک ان کے سر پر آموجود ہو یا ایک منحوس دن کا عذاب نازل ہو جائے۔ اس دن حکومت خاص خدا ہی کی ہو گی۔ وہ لوگوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کر دے گا، جو ایمان رکھنے والے اور صالح عمل کرنے والے ہوں گے وہ نعمت بھری جنتوں میں جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہو گا اور اللہ کی آیات کو جھٹلایا ہو گا ان کے لیے رسوا کن عذاب ہو گا۔

رکوع ۸

مہاجرین کے لیے انعامات

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، پھر قتل کر دیے گئے یا اپنی موت مر گئے، اللہ ان کو اچھا رزق دیگا اور بے شک وہ بہترین رازق ہے اور وہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جہاں وہ خوش ہو جائیں گے۔ بیشک اللہ علیم ہے اور حلیم ہے

یعنی ایسے مہاجرین کی دنیوی اور اخروی ضروریات کو ان کی مرضی کے مطابق پورا کریگا کیونکہ اللہ ان کی حالت کو جانتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے درگزر فرمائے گا۔

انتقام۔ مظلوم کی امداد

یہ تو فیصلہ اللہ کا مہاجرین کے متعلق ہوا۔ اب مظلوموں کا حال سنو:
جو شخص کسی دوسرے کو اتنی ہی تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف اس شخص سے اسے پہنچی اور پھر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ اس مظلوم کی ضرور مدد کریگا۔ بیشک اللہ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اس لیے مظلوم کو بھی جہاں تک اس کے بس میں ہو عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔

اللہ نظامِ کائنات کا حاکمِ اعلیٰ ہے
اللہ کی قدرت کی نشانیاں

اوپر کی آیتوں میں جن کاموں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ اس لیے کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام نظامِ کائنات پر حاکم ہے اور گردشِ لیل و نہار اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے۔
اور اللہ ہی حق ہے، وہ تمام اختیارات کا مالک ہے۔ اس کی بندگی کرنے والے محروم نہیں رہیں گے۔ اس کے علاوہ دوسرے معبود سراسر بے حقیقت ہیں۔ اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔
اور وہی اللہ بارش کے پانی سے زمین کو سرسبز کر دیتا ہے۔ وہ لطیف و خبیر ہے یعنی یہ بھی اللہ کی قدرت کا ایک مظہر ہے اور اشارہ اس طرف ہے کہ اسی طرح وحی کا بارانِ رحمت کفرزدہ انسانی قلوب کو اسلام و ایمان کا گلزار بنا سکتا ہے۔ اللہ "لطیف" ہے یعنی اپنے ارادے غیر محسوس طریقوں سے پورے کرتا ہے اور "خبیر" ہے یعنی دنیا کے حالات اور ضروریات سے باخبر ہے اور جانتا ہے کہ نظامِ کائنات کا انتظام کس طرح انجام دے۔
اور جو کچھ آسمانوں (عالم بالا) میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ بیشک وہ غنی اور حمید ہے یعنی اللہ کی ذات ایسی ہے جس کو کسی دوسرے کی احتیاج نہیں اور دوسرے اسی کے محتاج ہیں اور اللہ سزاوارِ حمد ہے۔ سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔

رکوع ۹

اور جو کچھ زمین میں ہے (پہاڑ، دریا، درخت، سمندر، جواہرات، جانور، گیس، کوئلہ کی کانیں) سب کو خدا ہی نے تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور کشتی بھی خدا ہی کے حکم سے دریا میں چلتی ہے اور وہی اللہ آسمان کو اس طرح روکے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر گر نہیں

٦٠ انسان ناشکرا

سکتا۔ بیشک اللہ لوگوں پر شفیق اور رحم کرنیوالا ہے۔ کیونکہ اسی نے یہ سب نعمتیں بخشی ہیں۔
وہی اللہ ہے جس نے تم کو پہلی بار ماں کے پیٹ سے زندہ نکالا۔ پھر وہی تم کو موت دیگا اور وہی تم کو پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ بیشک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے یعنی ان حقیقتوں سے انکار ہی کرتا رہتا ہے۔

ذبیحہ کے متعلق کافروں کا اعتراض اور اس کا جواب

کچھ کافروں نے مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا کہ تم جس جانور کو خود مارتے ہو، اس کو کھاتے ہو مگر جس جانور کو خدا مارتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا ایک چلتا ہوا جواب دیکر بات ختم کردی اور کچھ مصلحت نہیں بتائی۔ فرمایا: اے رسول! ہم نے ہر نبی کی امت کے لیے ایک طریقہ مقرر کردیا ہے جس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ کافروں کو کچھ اعتراض اس طرح کا نہیں کرنا چاہیے۔ تمہارا طریقہ کار ٹھیک ہے۔ تم تبلیغ دین حق کرتے رہو۔

جھوٹی خدائی

اللہ کو چھوڑ کر جن چیزوں کی یہ کفار عبادت کرتے ہیں ان کے بارے میں نہ یہ خود علم رکھتے ہیں اور نہ اللہ ہی نے کوئی سند نازل کی ہے۔ قیامت میں ان ظالموں، نافرمانوں کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔ ان کو اللہ کی آیات سننا کس قدر ناگوار ہوتا ہے۔ ایسے ہی منکرین حق کے لیے اللہ نے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے۔

رکوع ١٠

اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی بے بسی

اے لوگو! ایک بہت واضح مثال اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی، بیان کی جاتی ہے۔ اس کو غور سے سنو کہ جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ اتنے عاجز اور بے بس ہیں کہ اگر وہ سب کے سب جمع ہو جائیں تب بھی ایک مکھی جیسی حقیر چیز بھی پیدا نہیں کرسکتے اور پیدا کرنا تو در کنار اگر مکھی ان سے کچھ چھین کرلے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں گے۔
عجب لطف کی بات ہے کہ مدد مانگنے والا اور جس سے مدد مانگی گئی دونوں کمزور ہیں۔
ان بدنصیب کافروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسی کہ کرنی چاہیے۔ بیشک اللہ قوی اور غالب ہے۔

رسول کے منصب کے لیے اللہ جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے

کفار کہتے تھے کہ ایک انسان خدا کا رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ فرشتوں اور انسانوں میں سے اللہ جسے چاہتا ہے رسولوں کے منصب کے لیے منتخب کرلیتا ہے وہ ان کے آگے پیچھے کا یعنی سب حال جانتا ہے۔ آخر کار تمام امور کی رجوع خدا ہی کی طرف

ہوتی ہے۔

اب مومنوں سے خصوصی خطاب ہے:

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، رکوع اور سجدے کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو۔ شاید کہ تم کو فلاح اور کامیابی نصیب ہو۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ یعنی اللہ کی بندگی میں رکاوٹ ڈالنے والی طاقتوں کو جن میں انسان کا خود نفسِ امارہ بھی شامل ہے، شکست دینے کی جدوجہد کرو اور اس کی رضا جوئی حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کرو خواہ کافروں سے اور دشمنانِ اسلام سے جنگ بھی کرنا پڑے۔

اسی خدا نے تم کو (اپنے کام کے لیے) چن لیا ہے اور برگزیدہ کیا ہے اور امورِ دین میں تم پر کسی طرح کی سختی روا نہیں رکھی یعنی تمہاری طاقت و وسعت کے مطابق احکامِ عبادت دیے ہیں (اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے ایمان و عمل کو سراہا ہے اور اس کی فضیلت بیان کی ہے۔ دیکھو سورۂ آلِ عمران کے بارھویں رکوع کی آیت نمبر ۱۱۰) یہاں اختصار کے لحاظ سے صرف اجتبٰی کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی چن لینے کے ہیں۔

اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین و ملت کا اتباع کرتے رہو اور اسی پر قائم رہو۔ یہاں اسلام کو ملتِ ابراہیمؑ کہہ کر اس کے اتباع کی دعوت چند وجوہ کی بنا پر دی گئی۔ ایک وجہ یہ کہ اس وقت اہلِ عرب حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت سے مانوس تھے، دوسری وجہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو دوسرے مذاہب والے بھی بزرگ مانتے تھے۔ تیسری وجہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ دوسری قوموں کی پیدائش سے پہلے گزر چکے تھے۔ چوتھی وجہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ حق پر اور بر ہدایت تھے۔ وہ مسلم تھے۔ یعنی اللہ کے مطیع و فرماں بندے اور اپنی نسل کے لیے مسلم بنانے کی دعا مانگی تھی اور ان کو اللہ نے اپنے کام کے لیے چن لیا تھا اور آخرت میں ان کا شمار صالح بندوں میں ہوگا اور اپنی اولاد کو مسلم ہی رہنے کی وصیت کی تھی۔ دیکھو سورۂ البقرہ رکوع ۱۶۔ سورۂ آلِ عمران رکوع ۷، آیت ۶۷۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ کو سب کا باپ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ تمام مسلمانوں پر ان کی اطاعت اس طرح واجب ہے جس طرح باپ کی اطاعت بیٹوں پر واجب ہوتی ہے۔

اسی خدانے پہلے ہی سے تمہارا نام مسلم (فرماں بردار بندے) رکھا اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو اور تم تمام لوگوں پر گواہ بنو۔ (یعنی حضرت محمد مصطفیٰؐ سے پہلے جو لوگ توحید، آخرت، کتب الٰہی کے ماننے والے تھے وہ بھی مسلم یعنی فرمانبردار بندے تھے۔ رسول تم پر گواہ ہو کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ کا بیان یہ ہوگا کہ حضورؐ نے دین و شریعت اسلامی کے پیغامات کو مسلمانوں تک پہنچا دیا تھا اور تم تمام لوگوں پر گواہ بنو کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے رسولؐ کے دین و شریعت کو لوگوں تک ویسے ہی پہنچا دیا تھا جس طرح ہم تک پہنچی تھی۔

تفاسیر اہل بیتؑ میں ہے کہ یہاں جو مسلمان مخاطب ہیں اور جو تمام لوگوں پر گواہ ہونگے وہ اثنا عشر ائمۂ معصومینؑ ہیں (دیکھو سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۳ کا پہلا فقرہ)۔

پس پابندی سے نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا ہی کے احکام پر عمل کرتے رہو وہی تمہارا مولا (سرپرست) ہے۔ وہ کیا اچھا مولا ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔ (یعنی اسی پر بھروسہ رکھو۔ اسی کی اطاعت کرو۔ خوف بھی اسی کا رکھو۔ امیدیں بھی اسی سے وابستہ کرو اور مدد کے لیے بھی اسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤ۔)

سُورَۃُ المُنَافِقُوْنَ

(۱۰۴)

تمہید

نام پہلی آیت کے فقرہ میں یہ نام ہے۔ یہ اس سورۃ کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی کیونکہ اس میں منافقین ہی کے طرزِ عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی، اس میں دو رکوع اور ۱۱ آیات ہیں۔

زمانۂ نزول یہ سورۃ غزوہ بنی مصطلق کے بعد نازل ہوئی۔
یہ غزوہ شعبان ۶ھ کا واقعہ ہے۔

منافقین کی مختصر تاریخ مدینہ میں اوس اور خزرج نامی کافروں کے دو قبیلے تھے۔ دونوں قبیلوں نے اتفاق رائے سے عبداللہ ابن ابی کو اپنا سردار منتخب کیا جو قبیلۂ خزرج کا آدمی تھا۔ حضورؐ کی ہجرت کے وقت مدینہ میں اسلام کا چرچا اچھی طرح پھیل چکا تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی اور اس کے بہت سے ساتھی داخل اسلام ہوگئے۔ مدینہ میں نبی کریمؐ کی آمد سے عبداللہ ابن ابی محسوس کرنے لگا کہ اس کی سرداری چھن گئی۔ یہ منافقین سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ انھوں نے ڈبل پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ مسلمانوں سے اور حضورؐ سے خاص کر بُغض رکھتے تھے اور بظاہر مسجدوں میں جاتے، نمازیں پڑھتے اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے لیکن

ان کے دل اپنے پرانے رفقائے کار اور اسلام دشمن جماعتوں اور قبیلوں کے ساتھ تھے اور اسلام کے خلاف ان سے ساز باز کرتے رہتے۔

چونکہ منافقین بظاہر مسلمانوں کے ساتھ رہتے اس وجہ سے عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی منافقین کو غزوۂ بنی مصطلق کی مہم میں رسول اللہؐ کے ساتھ جانے کا موقع مل گیا اور انہوں نے مہم سر ہونے کے بعد دو ایسے عظیم فتنے اٹھائے جو مسلمانوں کی جمعیت کو بالکل منتشر کر سکتے تھے۔ مگر قرآن مجید کی تعلیم اور رسول اللہؐ کے فیض سے مسلمانوں کو ایسی اعلیٰ تربیت ملی تھی کہ ان دونوں فتنوں کا بروقت قلع قمع ہو گیا اور منافقین خود الٹے رسوا ہو کر رہ گئے۔ ایک فتنہ "بہتان" سے متعلق تھا جس کا ذکر سورۂ نور میں آ چکا ہے اور دوسرا فتنہ یہ ہے جس کا اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے اعمال و کردار کا نقشہ بڑے اچھے انداز میں سورۃ الحشر کے رکوع ۲ میں پیش کیا ہے۔

سورۃ منافقون کا تاریخی پس منظر

واقعہ یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے برس حضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ بنی مصطلق اہلِ اسلام سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں جن کی فوجی قیادت حارث بن ابو ضرار کر رہا ہے جو زوجۂ پیغمبر جویریہ کا باپ تھا۔ حضورؐ نے کچھ فوجی جوان لے کر ان کی طرف مدینہ سے کوچ فرمایا۔ چنانچہ مریسیع کے مقام پر جو ساحل سمندر کے قریب تھا دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی۔ اہل اسلام فتحیاب ہوئے۔ بنی مصطلق کو شکست ہوئی۔ مسلمان کثیر مالِ غنیمت لے کر پلٹے۔ راستہ میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا اور وہ یہ کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے غلام جہجاہ بن سعید مہاجر اور انس بن سیار انصاری یا بروایتے سنان جہنی انصاری کے درمیان ایک کنوئیں سے پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا۔ جہجاہ نے انصاری کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا۔ پس اس نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور جہجاہ نے مہاجرین سے مدد طلب کی۔ چنانچہ طرفین کے لوگ جمع ہو گئے۔ تلواریں کھنچ گئیں اور قریب تھا کہ باہمی فساد کی آگ بھڑک اٹھے۔ جعال نامی ایک شخص جہجاہ کی طرفداری کر رہا تھا۔ عبداللہ ابن ابی انصاری نے اس کو ٹوکا تو جعال نے نہایت سختی سے اس کو جھڑک دیا۔ اس پر عبداللہ ابن ابی کو زیادہ غصہ آیا اور کہنے لگا (انصار سے مخاطب ہو کر) یہ تم انصار لوگوں کو اپنی کرنی کی سزا ہے۔ تم نے ان مہاجرین کو اپنے گھروں میں پناہ دی۔ ان سے ہمدردی کی۔ ان کی جانوں کی حفاظت کے لیے اپنے جان و مال کی

قربانیاں دیں یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بیوہ ہوگئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوگئے۔ اگر ان لوگوں کو تم نکال دیتے تو ان کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ اب جو ہم مدینہ واپس پلٹیں گے تو ہم میں سے جو معزز ہوگا وہ ذلیل کو مدینہ سے نکال دیگا اس سے اس کا اشارہ اس طرف تھا کہ ہم رسول اللہ کو مدینہ سے نکال دیں گے)۔ اس موقع پر عبداللہ ابن ابی کے اردگرد چند انصاری جمع تھے۔ ان میں زید بن ارقم بھی موجود تھے جو ابھی نوعمر تھے' ان کو غصہ آگیا اور برہم ہو کر عبداللہ ابن ابی سے کہا: "خدا کی قسم! تو ہی ذلیل ہے اور محمدؐ خدا کی دی ہوئی عزت کی بدولت مومنوں کی محبت کا مرکز ہیں تیری اس بکواس کے بعد میں تیرے ساتھ رابطہ قائم نہ رکھوں گا"۔

یہ دوپہر کا وقت تھا۔ خوب گرمی ہو رہی تھی۔ حضورؐ اس وقت مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ زید بن ارقم نے آکر ساری کہانی سنائی اور عبداللہ ابن ابی نے جو کہا تھا اس کو بیان کیا۔ کچھ لوگوں نے عبداللہ ابن ابی کو برا بھلا کہا کہ تو نے ایسی ذلیل حرکت کیوں کی؟ تو اس نے اپنی بات سے انکار کیا۔ دن رات سفر جاری رہا دوسرے روز صبح کو عبداللہ ابن ابی حضورؐ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی اور کہا کہ "زید نے میرے بارے میں جو کچھ آپ سے کہا ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں"۔ حضورؐ نے اس کا عذر قبول کر لیا اور لوگوں نے زید سے کہا کہ تم نے ایک جھوٹی بات کہہ کر خواہ مخواہ حضورؐ کو پریشان کیا۔

روایت میں ہے کہ زید بن ارقم شرم اور غم کی وجہ سے گھر میں گوشہ نشین ہوگئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ تو جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ ابن ابی پر جھوٹا الزام نہیں لگایا تھا' لہٰذا تو ہی میری مشکل آسان فرما دے۔ چنانچہ حضورؐ پر وحی آئی اور سورۂ منافقون کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

زید بن ارقم کا کہنا ہے کہ اس کے بعد حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: "اے لڑکے تم نے سچ کہا تھا' اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر تیری صفائی پیش کر دی"۔

جب مسلمانوں کا یہ لشکر شہر مدینہ کے قریب واپس پہنچا تو عبداللہ بن ابی سارے قافلہ کے آخر میں تھا جب اس کے بیٹے کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کو منافق قرار دیا ہے اور زید کو بری کر دیا ہے تو شہر سے باہر نکل کر اس نے اپنے باپ کا راستہ روک دیا اور اس سے کہا: "تم اس شہر میں ہرگز

داخل نہیں ہو سکو گے، جب تک رسول اکرمؐ اجازت نہ دیں اور آج پتہ چلے گا کہ معزز کون ہے اور ذلیل کون؟"

چنانچہ وہ باپ کو روک کر بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: "اس کو شہر میں آنے دو!" تب عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے کہا کہ چونکہ رسول اللہؐ کا حکم ہے، اس لیے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ عبداللہ ابن ابی منافق تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کا درپردہ دشمن تھا۔ حضور نبی اکرمؐ سے کئی مرتبہ گستاخی، بد تمیزی اور غداری کر چکا تھا۔ دشمنان اسلام سے ساز باز کیے ہوئے تھا اور انصار و مہاجرین کے درمیان عداوت کی آگ بھڑکا چکا تھا۔ پھر بھی حضورؐ نے اس کے خلاف کوئی انتقامی اقدام نہیں کیا حالانکہ حضورؐ کے ساتھی اور خود عبداللہ ابن ابی کا بیٹا اس کو قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس معاملہ میں حضورؐ کی کیا حکمت عملی تھی، اس کے لیے دیکھو کتاب اخلاق محمدؐ ___ مؤلفہ ڈاکٹر سید مجاور حسین رضوی حصہ اول کے صفحات ۱۸۹ - ۱۹۸۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃُ المنافقون کی

تشریح

رکوع ١ — منافق کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور ہے

اے رسولؐ! جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسولؐ ہیں۔" ہاں اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسولؐ ہو۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں (کیونکہ یہ نہ ان کے دل کی آواز ہے اور نہ یہ ان کا اعتقاد ہے اور نہ وہ دل سے آپ کی رسالت کے قائل ہیں، صرف زبان سے کہتے ہیں) (اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عبداللہ بن ابی کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس نے حضرت رسالت مآبؐ سے کہی تھی)۔

منافقوں کی ظاہری و باطنی حالت

انہوں نے اپنی قسموں کو اپنی حفاظت کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے (یعنی اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کے اس برتاؤ سے محفوظ رہیں جو مسلمان، غیر مسلموں اور کافروں سے کرتے ہیں) ان جھوٹی قسموں کے کھانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ وہ خود اللہ کے راستہ کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں بہت خراب ہیں۔ ان منافقوں کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کیونکہ وہ اقرار ایمان کر کے مسلمانوں میں شامل تو ہو گئے لیکن درحقیقت اسی کفر کی روش پر قائم

رہے جس پر وہ پہلے سے تھے۔ چونکہ انھوں نے یہ طریقہ سمجھ بوجھ کر اختیار کیا ہے اس لیے ان سے توفیق ہدایت سلب ہوئی، گویا کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی اور اب وہ کچھ سمجھتے نہیں۔

منافقین کا کردار

"اور اے رسولؐ! جب تم ان منافقین کو دیکھو گے تو ان کا ڈیل ڈول بہت شاندار معلوم ہو گا اور اگر وہ گفتگو کریں گے تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ (مگر سمجھ بوجھ اور عقل و شعور سے خالی ہیں) گویا دیواروں کے قریب گری ہوئی بیکار لکڑیاں ہیں۔ یہ زور کی آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں، تم ان سے بچے رہو۔ اللہ کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔"

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی - منافقین کا تذکرہ

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بڑے ڈیل ڈول کا ـــــ تندرست ـــــ خوش شکل اور چرب زبان یعنی باتونی تھا اور یہی شان اس کے بہت سے ساتھیوں کی تھی۔ جب رسول اکرمؐ کی مجلس میں آتے تو دیواروں سے تکیے لگا کر بیٹھتے اور بڑی پچھے دار باتیں کرتے۔ لکڑی کے کندوں سے اس لیے تشبیہ دی گئی کہ جوہر انسانیت اور صحیح عقل و فہم سے خالی ہیں۔ ان منافقین کے ضمیر چونکہ مجرم تھے اس لیے ہر وقت ان کو یہ دھڑکا لگا رہتا کہ کب ان کے جرم (یعنی ظاہری ایمان کا اقرار) کا راز فاش نہ ہو جائے اور ہر زوردار آواز سے سہم جاتے تھے کہ کہیں یہ آواز ان کے خلاف نہ ہو۔ کھلے دشمنوں کی بہ نسبت چھپے دشمن زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اس لیے ان سے ہوشیار رہو کہ کسی وقت بھی وہ دھوکا دے سکتے ہیں اور دغا کر سکتے ہیں۔

"اللہ کی مار ہو ان پر" یعنی یہ منافق اللہ کی مار کے مستحق ہو چکے ہیں۔ وہ عذاب میں ضرور مبتلا ہوں گے ـــــ "یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں" یعنی یہ لوگ ایمان سے نفاق کی طرف بہک کر چلے گئے ہیں۔ اس کے بہت سے محرکات ہیں۔

رسول اللہؐ کی دعائے مغفرت کے باوجود اللہ منافقین کو معاف نہیں کرے گا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہاری مغفرت کے لیے دعا کریں تو دیکھتے ہو کہ غرور میں کس طرح وہ اکڑتے ہیں اور سر جھٹک کر انکار کرتے ہیں۔ یہ اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف ہے۔

اے رسولؐ! تم چاہے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو ان کے لیے یکساں ہے۔ اللہ ہرگز انہیں معاف نہ کرے گا۔ یہی بات سورۃ التوبہ میں جو سورۃ المنافقون کے تین سال بعد

نازل ہوئی، زیادہ تاکید کے ساتھ فرمائی گئی ہے۔ دیکھو سورۂ توبہ کی آیات ۸۰، ۸۴۔

اور اللہ فاسق لوگوں کو ہرگز ہدایت نہیں دیتا۔

نافرمانی اور نافرمان پر بدے — کیا یہ سے ہدایت کی گنجائش نہیں

کہنا یہ ہے کہ دعائے مغفرت صرف ہدایت یافتہ اور اللہ و رسول ؐ کے فرمانبردار بندوں کے لیے مفید ہو سکتی ہے اور جس نے نافرمانی کی راہ اختیار کر لی ہو اس کے لیے اگر اللہ کا رسول ؐ بھی مغفرت کی دعا کرے تو اسکو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے یہ کہ اگر ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت قبول کرنے سے انکار کر رہا ہو تو اللہ کو کیا غرض ہے کہ اسکو ہدایت بخشے۔

یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول ؐ کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تاکہ یہ منتشر ہو جائیں۔ (منجملہ دوسری باتوں کے یہ بات بھی عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھی انصار لوگوں سے مہاجرین کے خلاف کہی تھی) ان منافقوں کو سمجھنا چاہیے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا اور جو کچھ مال و دولت ان کے پاس ہے، سب کا مالک اللہ ہی ہے۔

منافقین خود ذلیل ہیں

اور یہ منافق یہ بھی کہتے ہیں کہ "ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے، وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا" (یہ بات بھی عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھی منافقین انصار سے کہی تھی) حالانکہ عزت اللہ کے لیے بالذات مخصوص ہے اور رسول ؐ کے لیے بربنائے رسالت اور مومنین کے لیے بربنائے ایمان اور کفار و منافقین کے لیے حقیقی عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ بات منافقین کو معلوم ہونا چاہیے، وہ کس غلط فہمی میں مبتلا ہیں!

رکوع ۲ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔ جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو، قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے۔ موت کا وقت ٹلتا نہیں۔ مزید مہلت ملتی نہیں اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

مومنوں کو ہدایت کہ اللہ کو ہر وقت یاد — اور کسی کی یاد سے غافل نہ ہو۔

یہاں مال و اولاد کا ذکر تو خاص طور پر اس لیے کیا گیا ہے کہ انسان زیادہ تر انہیں کے مفاد کی خاطر نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ ورنہ درحقیقت مراد دنیا کی ہر وہ چیز ہے جو انسان کو اتنا مشغول کرے کہ وہ خدا کی یاد سے غافل ہو جائے۔ خدا کی یاد سے غفلت ہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔

سُورَةُ الْمُجَادَلَةُ

(۱۰۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تمہید

نام یہ نام پہلی ہی آیت کے لفظ تُجَادِلُكَ سے ماخوذ ہے۔
مُجَادَلَة کے معنی بحث و تکرار کرنا یا جھگڑا کرنا ہے۔

نزول یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں تین رکوع اور ۲۲ آیات ہیں۔ سورۃ کے آغاز میں ان مسلمان خاتون کا ذکر آیا ہے جنہوں نے اپنے شوہر کے ظہار کا قصہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرکے بار بار اصرار کیا تھا کہ آپ کوئی ایسی صورت بتائیں جس سے ان کی اور ان کے بچّوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے اس اصرار کو لفظ مجادلہ سے تعبیر کیا ہے۔ اسی لیے یہی اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔

جن خاتون کا ذکر ہے وہ قبیلہ خزرج کی خولہ بنت ثعلبہ تھیں اور ان کے شوہر اوس بن صامت انصاری تھے۔ یہ قبیلہ اوس کے سردار عبیدہ بن صامت کے بھائی تھے۔

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے یہ کہہ دے: "تیری پیٹھ میری ماں کی سی پیٹھ ہے" تو اس کو ظہار کہتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں اسلام سے قبل ایسا کہدینے پر بیوی دائمی طور پر حرام ہوجاتی تھی۔ اسلام نے اسکو منسوخ کردیا۔ البتہ کفارہ مقرر کردیا۔ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے۔ فقہ کی کتابوں میں صراحت موجود ہے۔

مضامین

رکوع ۱ — ظہار کے احکام

ابتدائی آیات میں ظہار کے متعلق شرعی احکام بیان کر کے مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھو اور منکرین حق کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہیں۔ ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ یہ ذلت کا عذاب ان پر اس دن ہو گا جب اللہ ان سب کو پھر سے زندہ اٹھائے گا اور ان کے بداعمال ان کے سامنے پیش کریگا اور اللہ تو ان کے ہر عمل سے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

رکوع ۲ — منافقین کی حرکتیں، خفیہ سرگوشیاں اور رسول ﷺ کی ایذا رسانی کے طریقے

اب منافقین کی اس روش پر گرفت کی گئی ہے کہ وہ آپس میں خفیہ سرگوشیاں مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنے اور فتنے برپا کرنے کی غرض سے کرتے ہیں۔ اللہ کو ان کی سب حرکتوں اور باتوں کا پورا پورا علم ہے۔ ان کے دلوں میں بغض ہے۔ جس کی بناپر وہ رسول ﷺ کو اس انداز سے سلام کرتے ہیں کہ جن میں بجائے دعا کے بددعا کا پہلو نکلتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ انکی خبر لے گا اور ان کا انجام جہنم ہے۔

اے ایمان لانے والو! منافقین جو یہ سرگوشیاں اور کانا پھوسی کرتے ہیں۔ وہ تم کو رنج اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے کرتے ہیں۔ یہ کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے۔

تم آپس میں جب باتیں کرو تو گناہ، زیادتی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی باتیں نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کی باتیں کرو اور خدا سے ڈرتے رہو جس کے حضور تمہیں حشر میں پیش ہونا ہے اور تمہیں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ تم منافقین کی ان حرکتوں پر رنجیدہ نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔

مجلسی آداب کی تعلیم

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اہل اسلام کو جو مجلسی آداب تعلیم کیے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں مزید کچھ لوگ آئیں تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں یہ تہذیب ہونا چاہیے کہ حتی الامکان کچھ سکڑ اور سمٹ کر نئے آنے والوں کو جگہ دیں اور بعد کے آنے والوں میں اتنی شائستگی ہونی چاہیے کہ وہ زبردستی انکے اندر نہ گھسیں اور نہ ان کے سروں پر سے پھاند کر داخل ہوں۔ ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں

کشادگی رزق اور وسعت قلب عطا کرے گا۔

اور مجلسی آداب کا دوسرا طریقہ یہ بتایا کہ جب رسولؐ (یا کسی بزرگ دین) کی خدمت میں جاؤ تو ضرورت سے زیادہ دیر تک نہ بیٹھے رہا کرو اور اشارہ پاتے ہی اٹھ کھڑے ہو جایا کرو۔ یاد رکھو! تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا۔ یعنی بلند درجے کا ملنا اللہ کے نزدیک ایمان اور علم پر منحصر ہے نہ کہ رسولؐ کے قریب ہونے یا ان کی مجلس میں دیر تک بیٹھنے پر۔

رکوع ۳ اس رکوع میں دو گروہوں کا ذکر ہے پہلے منافقین کا پھر مومنین کا!

منافقین کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے یہودیوں کو دوست بنایا ہے جو اللہ کے مغضوب ہیں۔ ان کا مخلصانہ تعلق نہ اہل ایمان سے ہے نہ یہودیوں سے۔ وہ جھوٹی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن بھی اللہ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ شیطان ان پر ایسا مسلط ہوا ہے کہ اللہ کی یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے۔ منافقین ذلیل ترین مخلوقات ہیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ قوی اور غالب ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، وہ ان لوگوں سے محبت نہیں رکھتے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعہ ان کو تقویت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کے گروہ کے لوگ ہیں۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ

(١٠٦)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام آیت نمبر ۴ کے لفظ حُجرات کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔
یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور اٹھارہ آیات ہیں۔ اس سورۃ کے اکثر احکام و ہدایات مدینہ کے آخری دور میں نازل ہوئی تھیں۔

موضوع اس سورۃ کا موضوع مسلمانوں کو آداب کی تعلیم دینا ہے۔ مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ مختلف حالات میں اور موقعوں پر ان کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

مضامین

رکوع ١ ایمان لانے والوں کو ہدایت کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یعنی ایمان لانے والوں کو پیش قدمی کر کے بطور خود فیصلے نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں ان کے متعلق کیا ہدایات ملتی ہیں۔ اس حکم کا اطلاق انفرادی اور اجتماعی معاملات دونوں پر ہوتا ہے۔ سن رکھو اگر تم نے کبھی اللہ اور اس کے

[illegible]

رسولؐ کے فیصلوں سے بے نیاز ہو کر خود مختاری کی روش اختیار کی اور اپنی رائے کو ان کے حکم پر مقدم رکھا تو جان رکھو کہ تمہارا سابقہ اس خدا سے ہے جو تمہاری سب باتیں سن رہا ہے اور تمہاری نیتوں سے بھی واقف ہے۔

نبیؐ کی آواز اور فاسق کی خبر کے آداب

اس کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی آواز نبی کی آواز سے نیچے رکھو اور ان سے اونچی آواز سے بات نہ کیا کرو اور جب حضورؐ حجروں میں ہوں تو ان کو پکارا نہ کرو اور فاسق کی لائی ہوئی خبر کی تحقیق کر لیا کرو اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ اور انصاف کرو اور مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست رکھو اور اللہ سے ڈرو۔

رکوع ۲

ایمان لانے والوں کو حکم دیا گیا کہ تمہارے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کریں اور برے القاب سے یاد نہ کریں۔ ایمان لانے کے بعد بدکاری کا نام ہی برا ہے اور بدگمانی کرنے سے بچو۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ دوسروں کے حالات کی ٹوہ نہ لگاؤ، ان کے عیب نہ تلاش کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کریگا۔ یہ بڑے نفرت کی چیز ہے۔ اللہ نے لوگوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ پھر اس نے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کو پہچانیں۔ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو گا۔ عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اے رسولؐ! ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے۔ حالانکہ ایمان کا ابھی تک تمہارے دلوں میں گزر ہوا ہی نہیں۔ درحقیقت مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے لوگ ہیں۔

لوگوں کا مذاق اڑانے، طعنہ دینے، برے ناموں سے پکارنے،
بدگمانی اور غیبت کرنے کی ممانعت

اے نبیؐ! ان سے کہو اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان لانے کی ہدایت کی۔ اگر تم واقعی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہو۔ اللہ کو ہر پوشیدہ چیز کا علم ہے۔

جو زیادہ متقی
وہ عزت والا ہے

سُورَۃُ التَّحْرِیْم

(۱۰۷)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نام پہلی ہی آیت الفاظ لِمَ تُحَرِّمُ سے ماخوذ ہے۔ اس نام سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں تحریم کے واقعہ کا ذکر ہے۔ تحریم کے معنی حرام قرار دینا۔

اس کا نزول مدینہ میں ہوا۔ اس میں دو رکوع اور بارہ آیات ہیں۔ اس کے نزول کا زمانہ ۷ھ ہجری میں کسی وقت ہے۔

پس منظر اس سورۃ کی ابتدائی آیات کے پس منظر میں دو واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ان دونوں واقعات کا تعلق آنحضرتؐ کی ازدواجی زندگی اور خاص کر حضورؐ کی دو بیبیوں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ سے ہے۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ شہد نوش کرنے ایک بی بی کے یہاں جاتے تھے۔ حضورؐ کا وہاں زیادہ تشریف لے جانا سوتاپے کی جلن کی وجہ سے ان دونوں بیبیوں کو ناگوار ہوا۔ ان دونوں بیبیوں میں سوتاپا نہ تھا بلکہ بہناپا تھا۔ دونوں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ کے دہن مبارک سے بد بو آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو شہد کھاتا ہوں۔ اچھا اب نہ کھاؤں گا۔ مگر دیکھو یہ راز کی بات ہے۔ کسی سے کہنا نہیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز اتفاقاً حضرت حفصہ اپنے میکے گئیں۔ گھر خالی تھا۔ یہاں آنحضرتؐ

تشریف لائے اور وہیں اپنی بی بی ماریہ قبطیہ کو بلا لیا۔ جب حفصہ میکے سے واپس آئیں اور ان کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کو بہت ناگوار ہوا اور آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضورؐ نے حفصہ سے خفیہ طور پر فرمایا کہ تمہاری خاطر سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آئندہ ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا، مگر دیکھو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

مضامین

رکوع ۱ ان دونوں واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ سے فرمایا کہ جو چیز خدا نے تمہارے لیے حلال کی ہے، تم اس کو کیوں حرام کرتے ہو۔ کیا اس لیے کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو؟ خدا غفور و رحیم ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کو اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ (یعنی کفارہ) مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی واقف کار اور حکمت والا ہے۔ پھر آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ نبیؐ نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی۔ مگر اس بیوی نے کسی اور پر وہ راز ظاہر کر دیا۔ اصل غرض اس تذکرے سے ان بیوی کو ان کی اس غلطی پر ٹوکنا ہے کہ ان کے عظیم المرتبت شوہر نے جو بات راز میں ان سے کہی تھی اسے انہوں نے راز نہ رکھا اور اسکا افشا کر دیا۔

[حاشیہ: نبی کے ایک فعل پر اللہ تعالیٰ کا اظہار ناخوشنودی]

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے عائشہ اور حفصہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں (یعنی نبیؐ کی مخالفت کی طرف مڑ گئے ہیں) اور اگر تم دونوں رسولؐ کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی رہو گی تو جان رکھو اللہ ان کا مولیٰ ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور کل فرشتے ان کے مددگار ہیں۔ (بہت سی روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں) اگر نبیؐ تم سب بیبیوں کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں کہ ان کا رب ان کو ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں، جو فرمانبردار، ایماندار، خدا و رسولؐ اور شوہر کی اطاعت گزار، گناہوں سے توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ دار خواہ بیوہ ہوں یا کنواری۔ (ازواج نبی کو مزید تنبیہیں،

[حاشیہ: ازواج نبی کو سرزنش]

سورۃ احزاب آیات ۲۸ - ۳۲)۔

تنبیہ مسلمانوں

اس کے بعد مسلمانوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ خود اوران کے اہل وعیال ایساطرزعمل دنیا میں اختیار نہ کریں جس کی بدولت آخرت میں ان کا انجام کافروں کے ساتھ ہواور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں۔

رکوع ۲

توبۂ خالص اور نور

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے خالص توبہ کرو۔ بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں (گناہ) تم سے دُور کردے اور تمہیں جنت میں داخل کرے۔ قیامت کے دن اللہ اپنے نبیؐ کے اوران لوگوں کے جو ان کے ساتھ ایمان لائے، اعمال حسنہ کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کردے اور ہم سے درگزر فرما تو ہر چیز پہ قادر ہے۔

حضرت علیؑ نے صحیح توبہ کی چھ شرطیں بیان فرمائیں:

(۱) جو کچھ ہو چکا ہے اس پر نادم ہو۔
(۲) جن فرائض سے غفلت برتی ہے، ان کو پورا کرے۔
(۳) جس جس کا حق مارا ہو اس کو واپس کرے۔
(۴) جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگ لے۔
(۵) آئندہ کے لیے عزم کرے کہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرے گا۔
(۶) اپنے نفس کو خدا کی خوشنودی اور اطاعت میں گھلا دے۔

کافروں اور منافقوں سے جہاد اور سختی کا حکم

اہل ایمان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ یہاں نور سے مراد نور ایمان ہے۔ اس سلسلہ میں مزید دیکھو سورۃ الحدید آیات ۱۲ - ۱۳

اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اوران پہ سختی کرو۔ آخر کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔ (بالکل یہی الفاظ سورۃ توبہ کی آیت ۷۳ رکوع ۱۰ کے ہیں)۔ امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی توضیح میں ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول خداؐ نے کفار سے جہاد کیا اور حضرت علیؑ نے منافقوں سے جہاد کیا اور حضرت رسالت مآبؐ

کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے کا حکم

نے ایک مشہور حدیث میں حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ میں قرآن کی تنزیل کے مطابق جہاد کرتا ہوں اور تم قرآن کی تاویل کے مطابق جہاد کروگے۔ جنگ جمل وصفین ونہروان گواہ ہیں کہ حضرت علیؑ نے منافقوں سے جہاد کیا۔

ہر انسان کا انجام اس کے اپنے کردار کی بنیاد پر ہوگا

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی عبرت کے واسطے دو عورتوں کا ذکر کیا ہے جو حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویاں تھیں۔ مگر یہ دونوں عورتیں اپنے اپنے شوہر کی وفادار نہ تھیں۔ ان کے دین پر نہ تھیں اور اپنے شوہروں کی مرضی کے خلاف افشائے راز کرتی رہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنمی قرار دیا اور ان کے شوہروں کی نیکی اور بھلائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے دوسرے شخص کی نیکی یا بدی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا خواہ وہ شخص کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد کافر فرعون کی مومنہ بیوی آسیہ اور حضرت مریمؑ کا تذکرہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بلند درجے عطا فرمائے۔

سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ

(۱۰۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نام
تغابُن کا لفظ آیت نمبر ۹ میں آیا ہے۔
تغابُن کے لفظی معنی ہار جیت کے ہیں۔

نزول
غالباً یہ سورۃ مدینہ طیبہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔
اس میں ۲ رکوع اور ۱۸ آیات ہیں۔

موضوع
اس سورۃ کا موضوع ایمان وطاعت کی دعوت
اور اخلاق حسنہ کی تعلیم ہے۔

پہلے انسان کو آگاہ کیا گیا کہ اس کائنات کا خالق، مالک اور فرمانروا اللہ ہے۔ اس کائنات کی خلقت بامقصد اور برحق ہے۔ انسان خواہ کفر اختیار کرے خواہ ایمان ــ ہر انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ پھر کافروں اور منکرین حق کو خبردار کیا گیا کہ وہ ہوش میں آئیں اور پچھلی قوموں کے انجام سے سبق حاصل کریں۔ گزشتہ قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے رسولوں کی ہدایت اور عقیدۂ آخرت کو ماننے سے انکار کیا تھا۔ ان کو چاہیے کہ اللہ، رسول ؐ اور قرآن پر ایمان لائیں اور صالح عمل کی راہ اختیار کریں۔ اسکے بعد ایمان لانے والوں کو چند اہم ہدایات دی گئی ہیں۔

رکوع ۱
ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے یعنی کائنات کی ہر چیز اس حقیقت کا اعلان کرتی ہے کہ اس کا خالق و پروردگار ہر عیب، نقص، کمزوری اور برائی سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوصاف یہ ہیں:

وہ پوری کائنات کا حاکم اور بادشاہ ہے۔ وہی اکیلا تعریف کا مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر وہ دیکھ رہا ہے کہ اس کو خالق مان کر کون مومن بنتا ہے اور کون انکار کرکے کافر بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو برحق، با مقصد حکمت و مصلحت سے پیدا کیا اور انسان کو بہترین جسمانی ساخت پر ضروری قوتوں اور صلاحیتوں سے آراستہ کرکے اشرف المخلوقات بنایا اور اختیارات کے ساتھ اس نظام کائنات پر مسلط کیا اور یہ سب اس لیے کیا کہ انسان کو دوبارہ زندگی عطا کرنے کے بعد اس کے اعمال کا جائزہ لیا جائے اور نیک اعمال پر جزا اور بد اعمال پر سزا دی جائے۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے، وہ پوشیدہ اور ظاہر باتیں جانتا ہے اور وہ دلوں کے حال سے بھی واقف ہے

آگاہ ہو جاؤ کہ جن لوگوں نے کفر کیا تھا ان کو دنیا میں بھی سزا ملی اور آخرت میں بھی ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے رسولوں کو نہیں مانا تھا اور روزِ آخرت سے بھی انکار کرتے تھے۔ روزِ آخرت کا آنا اور اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ ہونا یقینی ہے۔

پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر یعنی قرآن جس کو اللہ نے نازل کیا ہے۔ قیامت کے روز سب جمع کیے جائیں گے۔ وہ دن یوم التغابن ہوگا یعنی فائدہ یا نقصان، کامیابی یا ناکامی۔ جنت میں جانے یا دوزخ میں ڈالے جانے کا دن ہوگا۔

رکوع ۲
جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ کے اذن سے آتی ہے۔ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ؐ کی اطاعت کرو۔ ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔ مال کی محبت تمہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے سے نہ روکے اور اولاد کی محبت امورِ نیک بجالانے میں خلل نہ ڈالے۔ اگر تم اس

اللہ و رسولؐ کی اطاعت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔

اس آزمائش میں کامیاب ہوگے تو یاد رکھو کہ خدا کے پاس بڑا اجر ہے جو وہ تمکو عطا فرمائیگا۔ تو جہاں تک تم سے ہو سکے خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام سنو اور مانو اور اپنی بہتری کے لیے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ جو لوگ اپنے دل کی تنگی اور کنجوسی سے محفوظ رہے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ ہو بہو یہی فقرہ سورۃ الحشر کی آیت ۹ میں ہے۔

مال اور اولاد آزمائش ہیں اس آزمائش میں کامیابی کی کوشش کرو۔

اگر تم اللہ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دیگا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائیگا اللہ بڑا قدردان اور حلیم ہے اور غائب و حاضر ہر چیز کو جانتا ہے۔ زبردست اور دانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو

یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ انسان اس کے بخشے ہوئے مال کو اسی کی راہ میں صرف کرے تو وہ اسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے بشرطیکہ وہ قرض حسن ہو یعنی ذاتی غرض شامل نہ ہو اور صرف اللہ کی رضا کے لیے دیا گیا ہو۔ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی قرض حسن کا بیان ہے۔ دیکھو سورۃ البقرہ آیت ۲۴۲ و سورۃ المائدہ آیت ۱۲ و سورۃ الحدید آیت ۱۱۔

سُورَةُ الصَّفِّ

(۱۰۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نام چوتھی آیت کے لفظ صف کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔ صف کے معنی قطار ہیں۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور ۱۴ آیات ہیں۔

اس کے نزول کا زمانہ متعین نہیں ہو سکا غالباً غزوۂ احد کے بعد نازل ہوئی۔

موضوع پہلے تمام ایمان لانے والوں کو خبردار کیا گیا کہ اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جن کے قول و فعل میں مطابقت نہیں اور ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو راہِ حق میں لڑنے کے لیے جم کر کھڑے ہوں۔ پھر مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ اپنے رسولؐ کے ساتھ تمہاری وہ روش نہ ہونی چاہیے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اختیار کی تھی۔ پھر اعلان کیا گیا کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین اللہ کے نور کو بجھا نہیں سکتے۔ اس کے بعد اہل ایمان کو بتایا گیا کہ دنیا و آخرت میں کامیابی کے حصول کا صرف ایک ذریعہ ہے، وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔ آخر میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ اللہ کے مددگار بنو۔ جس طرح عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا تھا:

"ہم ہیں اللہ کے مددگار"

مضامین

رکوع ۱ ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب اور حکیم ہے۔ یعنی کائنات کی ہر چیز اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اس کا خالق ہر عیب، نقص، کمزوری و برائی سے پاک ہے۔

قول و فعل میں تضاد

نیکی کہنا اور نہ کرنا بڑا گناہ ہے

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ حرکت نہایت ناپسندیدہ ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں ــــ اللہ کو تو پسندیدہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو!

یہ خطاب یہاں دو قسم کے لوگوں سے ہے۔ ایک وہ جو ضعیف الایمان تھے جو ایمان میں متذبذب تھے اور جن کا ایمان پختہ نہیں ہوا تھا۔ دوسرے وہ لوگ جو ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرکے مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے اور جن کو اصطلاح میں منافق کہتے ہیں)۔

اوپر کی تینوں آیتیں ایک ہی موضوع سے متعلق ہیں اور تینوں میں باہمی ربط ہے۔ ان کا موضوع اللہ کی راہ میں اپنی جانوں سے کافروں کے خلاف جنگ کرنا ــــ نزول کے لحاظ سے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کی سرزنش کے لیے ہے جنہوں نے جنگ سے پہلے بڑے بڑے دعوے کیے تھے لیکن عین جنگ کے دوران میں فرار کر گئے۔ یہ واقعہ جنگ احد کا ہے۔ جن لوگوں نے جہاد کی تمنا کی تھی وہ میدان جنگ سے بھاگتے نظر آئے۔ ان پر اللہ غضبناک ہوا اور جو ثابت قدم ہو کر کافروں سے لڑے ان سے اللہ خوش ہوا۔

حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کا اذیت دینا اور گمراہ ہونا

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کی وہ بات یاد دلائی گئی جو انہوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے کہی تھی: "اے میری قوم کے لوگو! تم کیوں مجھے اذیت دیتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔"

(قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بڑی تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو اللہ کا نبی اور اپنا محسن جاننے کے باوجود کس کس طرح ان کو اذیتیں

پہنچائیں۔ مثال کے طور پر دیکھو البقرہ آیات ۵۱، ۵۵، ۶۰، ۶۷ تا ۷۱۔ النساء ۱۵۳،
المائدہ ۲۰ تا ۲۶۔ الاعراف ۱۳۸ تا ۱۴۱۔ ۱۴۸ تا ۱۵۱ اور سورہ طٰہٰ آیات ۸۶ تا ۹۸۔
احزاب ۶۹ ـــــ یہاں ان واقعات کی طرف اشارہ مسلمانوں کو خبردار کرنے کے لیے
کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے نبی کے ساتھ وہ روش اختیار نہ کریں جو بنی اسرائیل نے اپنے
نبی کے ساتھ اختیار کی تھی ورنہ ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔

(اس آیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت رسول خدا کو تسلی و تشفی دی گئی ہے کہ تم پریشان
نہ ہو۔ جس طرح تمہارے اصحاب تم کو تکلیفیں دے رہے ہیں اسی طرح گزشتہ رسولوں اور
نبیوں کو بھی اذیتیں دی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ کا ہی قصہ یاد کرو کہ
ان کو ان کی قوم بنی اسرائیل نے کتنی تکلیفیں پہنچائیں۔ کبھی ان پر قتل و زنا کے جھوٹے
الزامات لگائے۔ کبھی ان کے خلاف بغاوت کی، کبھی جادوگر اور دیوانہ کہا، کبھی ان کی
ہدایت کے خلاف بچھڑے کی پرستش کرنے لگے، کبھی خدا کو دیکھنے کی ضد کی)۔

بنی اسرائیل نے کج روی اختیار کی۔ اللہ نے ان کو اسی حالت میں رہنے دیا۔ اور اللہ فاسق
اور نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اور وہ واقعہ یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریمؑ نے کہا: "اے بنی اسرائیل میں اللہ کا نبی ہوں
جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں اور میں کتاب توراۃ کا تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے
پہلے نازل ہو چکی ہے اور خوش خبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں
گے ان کا نام ـــــ احمد ـــــ (محمدؐ) ہوگا" لیکن اس قوم کی بدنصیبی دیکھو کہ
پھر جب وہ (خاتم النبیینؐ) کھلی نشانیاں و معجزات لے کر آئے تو یہ لوگ کہنے لگے کہ
یہ صریح جادو ہے اور دھوکا ہے۔

جس شخص کو اسلام کی طرف دعوت دی جا رہی ہو اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے
وہ بڑا ظالم نافرمان ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ
اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا، خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ اللہ وہی تو ہے جس نے

اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ ان دونوں آیتوں کے الفاظ بالکل وہی ہیں جو سورۂ توبہ کی آیات ۳۲ و ۳۳ کے ہیں اور ان کا کچھ حصہ سورۂ الفتح کی آیت ۲۸ میں ہے۔ یہاں نور سے مراد دینِ حق یعنی دینِ اسلام ہے اور یہ دینِ اسلام اسی وقت تمام ادیان پر غالب ہوگا حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

رکوع ۲

اے ایمان لانے والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتادوں جو تم کو آخرت کے دردناک عذاب سے نجات دے؟ وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مالوں اور جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ایسا کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ان باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جگہ دے گا جو جاودانی بہشت میں ہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے اور ایک چیز اور جس کو تم پسند کرتے ہو یعنی تم کو خدا کی طرف سے مدد ملے گی اور عنقریب فتح ہوگی اور اے رسولؐ مومنین کو یہ خوشخبری سنادو۔

نجات کی تجارت

یہاں ایمان لانے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو تازہ مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کا ایمان ابھی پختہ نہیں ہے۔ ان سے کہا جارہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لاؤ۔ یہاں اندازِ کلام تحکمانہ نہیں ہے بلکہ خیر خواہی اور نیک مشورہ کے طور پر ہے۔

یہاں جس فتح کی پیشین گوئی کی گئی ہے اس سے مراد فتح مکہ ہے۔ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں۔

اے ایمان لانے والو! خدا کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسٰی ابن مریمؑ نے حواریوں سے کہا تھا کہ "خدا کی طرف بلانے میں میرے مددگار کون ہیں؟" تو حواریوں نے جواب دیا کہ "ہم خدا کے انصار ہیں!" تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ان پر ایمان لایا اور ایک گروہ کافر رہا ____ تو جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد دی تو آخر وہی غالب رہے۔

انصار اللہ

اللہ کے مددگار وہ لوگ ہیں جو خلقِ خدا کو توحید کی طرف بلائیں اور دینِ حق کو قائم کرنے

کی کوشش کریں۔ یہی مضمون سورۃ آلِ عمران آیت ۵۲ میں ہے اور خدا کی مدد کرنے کا ذکر قرآن مجید کی دیگر سورتوں میں بھی ہے۔

حضرت عیسیٰ کے حواری

حواری یہ لفظ مخلص دوست اور بے غرض حامی کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ لوگ خلوص دل سے دینِ عیسیٰؑ کی تبلیغ کرتے تھے۔ گویا کہ یہ لوگ اللہ کے مددگار تھے۔ ان کی تعداد ۱۲ تھی۔ ان میں ایک حواری PETER نامی تھا جو حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کا جانشین ہوا اور تبلیغ اسلام کا کام انجام دیتا رہا۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

(۱۱۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام آیت ۹ میں لفظ جمعة ہے۔ وہی اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو رکوع اور ۱۱ آیات ہیں۔

زمانہ نزول پہلے رکوع کا زمانہ نزول ۷ھ ہجری اور دوسرے رکوع کا زمانۂ نزول ہجرت کے بعد قریبی زمانہ بتایا جاتا ہے۔

موضوع پہلے رکوع میں یہودیوں کو مخاطب کر کے ان کی تنبیہ کی گئی ہے اور دوسرے رکوع میں ایمان لانے والوں کو نماز جمعہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

مضامین تمہید میں ارشاد ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ یعنی ہر عیب سے اس کی پاکی کا اعلان کرتی ہے۔

رکوع ۱ وہ بادشاہ ہے۔ یعنی اس کے اختیارات لامحدود ہیں۔ وہ قدوس ہے یعنی ہر برائی و غلطی سے پاک ہے۔ وہ زبردست ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ حکیم ہے یعنی اس کا ہر فعل حکمت و مصلحت و دانائی اور عقلمندی پر منحصر ہوتا ہے۔

ایسی صفات والے خدا نے اُمیّوں کے درمیان خود انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو

انھیں اللہ کی آیات سناتا ہے۔ ان کے نفسوں کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور اس رسول ؐ کی بعثت عرب کے سوا ساری دنیا کے لوگوں کے لیے بھی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

رسول ؐ کی بعثت اور آپ کے فرائض اور تبلیغ

اُمِّيِّيْنَ یا اُمِّيُّوْنَ اُمّی کی جمع ہے۔ بعض نے اس کا ترجمہ اُمُّ القریٰ کے رہنے والے کیا ہے اور اُمُّ القریٰ مکہ کو کہتے ہیں اور بعض نے اس کا ترجمہ ان پڑھ لوگ کیا ہے۔

نفسوں کا تزکیہ: اس سے مراد ہے کہ زندگی سنوارتا ہے۔

اُمّی کی تشریح اُمّی کا لفظ قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ اسکے معنی میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہے۔ دیکھو سورۂ بقرہ آیت ۷۸۔ سورۂ آلِ عمران آیت ۲۰ اور ۷۵۔

اسی طرح قرآن مجید میں رسول اکرم ؐ کی یہ صفات کئی مقامات پر بیان کی گئی ہیں اور ہر طرح ان کے بیان کی غرض مختلف ہے۔ دیکھو البقرہ، آیت ۱۲۹، البقرہ، آیت ۱۵۱ و آلِ عمران آیت ۱۶۴۔ اس مقام پر ان صفات اور کارناموں کے بیان کرنے کا مقصد یہودیوں کو یہ بتانا ہے کہ یہ سب کام ایک رسول برحق ؐ ہی کر سکتا ہے۔ جو اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو۔ مگر تم اس کو ماننے سے اس لیے انکار کرتے ہو کہ اللہ نے اسے تمہاری قوم کے بجائے دوسرے لوگوں میں سے مبعوث کیا۔

الفاظ عزیز اور حکیم کی اہمیت

یہاں اللہ کے لیے عزیز اور حکیم کے الفاظ فوراً دوبار آئے ہیں۔ جن سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ اس کی قدرت و حکمت کا کرشمہ ہے کہ اس نے ایک جاہل قوم میں ایک ایسے عظیم رسول ؐ کو بھیجا جس نے اپنے کارناموں سے اور تعلیم و ہدایت کے ذریعہ سے لوگوں کے ذہنوں میں خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا۔ ان کی زندگیاں سنوار دیں اور انکو راہ راست پر لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو اپنا فضل و کرم قرار دیا۔

بنی اسرائیل کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا یعنی اس کا علم حاصل کرنے کا اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا مگر انہوں نے اس کا بار

جن لوگوں کو توریت کا حامل بنایا گیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

نہ اٹھایا۔ یعنی ذمہ داری پوری نہ کی۔ ایسے لوگوں کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ یعنی جس طرح گدھے پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی پیٹھ پر کیا ہے! اسی طرح یہ لوگ نہیں جانتے کہ توریت میں کیا احکام ہیں اور وہ کیا ہدایت کرتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ بری حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا ہے، یعنی ان کا حال گدھے سے بھی بدتر ہے۔ وہ تو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا اس لیے معذور ہے مگر یہ لوگ دانستہ انحراف کرتے ہیں اور اس نبی کو ماننے سے انکار کرتے ہیں جو توریت کے مطابق سراسر حق پر ہے۔ اس طرح جان بوجھ کر اللہ کی آیات کو جھٹلانے کے مجرم ہیں۔

یہ مثال ان مسلمانوں پر بھی صادق آتی ہے جو قرآن مجید کو لادے پھرتے ہیں لیکن اس کی تعلیمات کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یہ ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور ایک طرح سے تہدید ہے۔

ایسے ظالموں یعنی سرکشوں اور نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیا کرتا۔

یہودیوں کا یہ زعم کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں۔

اے رسول! ان یہودیوں سے کہو اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ دوسروں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو، اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو۔ لیکن یہ ہرگز اس کی تمنا نہ کریں گے، اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ کر چکے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ ان سے کہو جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں آکر رہے گی۔ پھر تم اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

یہودیوں کے اس دعویٰ کی تفصیل قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دی گئی ہے مثلاً

البقرہ آیت ۱۱۱۔ یہودیوں کے سوا کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا۔

البقرہ آیت ۸۰۔ یہودیوں کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ آل عمران آیت ۲۴۔

المائدہ آیت ۱۸۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے چہیتے ہیں۔

رکوع ۲ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے

نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے کی ہدایت

تو خدا کی یاد (نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، شاید کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

یہاں خدا کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو کا مطلب یہ ہے کہ اذان سننے کے بعد خرید و فروخت اور دوسرے مشاغل چھوڑ دو، یعنی روک دو اور جمعہ کے خطبے سننے اور نماز کی تیاری کرو یعنی حجامت بنواؤ، غسل کرو، عمدہ لباس پہنو اور خوشبو لگاؤ۔

نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد زمین میں منتشر ہو جاؤ۔ یہ حکم کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اجازت کے معنی میں ہے۔ ان آیات کی شان نزول وہ واقعہ ہے جب کچھ لوگ حضورؐ کو خطبۂ جمعہ پڑھتے چھوڑ کر تجارت اور لہو و لعب کے لیے چلے گئے تھے۔

سُورَۃُ الْفَتْح

(۱۱۱)

تمہید

نام پہلی ہی آیت کے فقرہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا سے ماخوذ ہے۔ مضمون کے لحاظ سے اس کا عنوان ہے کیونکہ اس میں اس فتح عظیم کا ذکر ہے جو صلح حدیبیہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ اور مسلمانوں کو عطا فرمائی تھی۔

یہ سورۃ مدینہ میں ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرتؐ کفار مکہ سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کرنے کے بعد مدینہ کی طرف واپس جا رہے تھے۔ اس سورۃ میں ۴ رکوع اور ۲۹ آیات ہیں۔

تاریخی پس منظر، صلح حدیبیہ ایک شب پیغمبر اسلامؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ تشریف لے گئے اور وہاں عمرہ ادا فرمایا۔ پیغمبر کا خواب محض خواب و خیال نہیں ہوتا یہ تو وحی کی ایک قسم ہے اور آگے چل کر آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے خود توثیق کر دی۔ یہ الٰہی اشارہ تھا جس کی پیروی کرنا حضورؐ کے لیے ضروری تھا۔

چنانچہ حضورؐ نے اپنا خواب صحابہ کو سنایا۔ سفر کی تیاری شروع کر دی اور عام اعلان کر دیا کہ ہم عمرہ کے لیے جا رہے ہیں، جو ہمارے ساتھ چلنا چاہے وہ آ جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۴ سو مسلمان

اس سفر پر جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

ذی القعدہ ۶ھ میں یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر (جو مدینہ سے ۶ میل کے فاصلہ پر ہے) پہنچ کر سب نے عمرے کا احرام باندھا۔ قربانی کے لیے ۷۰ اونٹ لیے اور ہر ایک کے پاس قاعدہ کے مطابق صرف ایک ایک تلوار تھی۔ ادھر بڑی ہمت اور دلیری کے ساتھ یہ قافلہ بیت اللہ کی طرف جا رہا تھا اُدھر کفار قریش اس الجھن میں تھے کہ انکی مزاحمت کی جائے یا عمرہ بجا لانے دیا جائے۔

جب یہ اسلامی قافلہ حضورؐ کی قیادت میں حدیبیہ کے مقام پر پہنچا تو فریقین میں ایلچیوں کی آمد و رفت اور گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہوا۔ حدیبیہ سے مکّہ کا فاصلہ صرف ۱۳ میل تھا۔ آنحضرتؐ نے حضرت عثمان کو پیغام کے ساتھ کفار قریش کی طرف بھیجا۔ جب ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی اور یہ خبر اڑ گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دیے گئے تو مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔

بیعت رضوان

حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے اس بات پر بیعت لی کہ اب یہاں سے ہم مرتے دم تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔ بڑا نازک موقع تھا، پھر بھی پورا قافلہ مرنے مارنے کی بیعت کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ یہی وہ بیعت ہے جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے قتل کی خبر غلط تھی، وہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد فریقین کے درمیان طویل گفت و شنید ہوتی رہی جس کے نتیجے میں شرائط طے پا گئے اور صلح نامہ لکھا گیا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسلمان بے چین تھے کہ بہت دب کر صلح کی جا رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلی ہوئی فتح قرار دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ الفتح کی

تشریح

رکوع ۱ اے رسولؐ! اس صلح حدیبیہ میں بلاشبہ ہم نے تم کو صریح فتح دی ہے۔ یہ صلح بیشمار کامیابیوں کا پیش خیمہ ہے۔ یہ فروغ دین کی ضامن ہے۔

آیات ۱، ۲، ۳ تاکہ خدا تمہاری امت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے اور تمہیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔

(اتمام نعمت کے سلسلہ میں دیکھو سورۃ المائدہ کا رکوع ایک جہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نعمت پورا کردینے کا اعلان کیا یعنی ولایت اور خلافت حضرت علیؑ۔

صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھنے سے مراد یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ کرکے رسول اللہؐ کے لیے راہ ہموار کردی۔ جس سے حضورؐ اسلام کی مزاحمت کرنے والی قوتوں کو مغلوب کرلیں۔ زبردست مدد کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس صلح کے ذریعہ سے رسولؐ کو ایسی مدد ملے گی جس سے دشمنان اسلام کو شکست نصیب ہوگی)۔

آیات ۴، ۵ وہ اللہ ہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں اطمینان نازل فرمایا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان بڑھالیں۔ آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں

اور وہ علیم و حکیم ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ہمیشہ رہنے کے لیے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ان کی برائیاں ان سے دُور کردے' اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔

دلوں کے اطمینان سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے

"اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان بڑھالیں"۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ایمان تو وہ تھا جو اس صلح کی مہم سے پہلے ان کو حاصل تھا اور جس کی بنا پر وہ طویل مسافت طے کرکے عمرہ بجالانے کی غرض سے مکہ کے قریب تک پہنچے اور اس پر مزید ایمان انہیں اس وجہ سے حاصل ہوا کہ اس مہم کے دوران جتنی شدید آزمائشیں پیش آئیں ان میں سے ہر ایک میں وہ اخلاص' تقویٰ اور اطاعت کی روش پر ثابت قدم رہے اور یہ سب کامیابی اسی اطمینان قلب کی بدولت تھی جو اللہ نے مومنوں کے دلوں پر نازل کیا تھا۔

"یہاں آسمانوں اور زمین میں اللہ کے لشکر" بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آسمانوں میں ملائکہ اور جنات اور زمین پر ـــــ آگ' سیلاب' طوفان' آندھی ایسے عناصر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اور جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفار کو جب چاہے تہس نہس کرسکتا ہے مگر اس نے کچھ جان کر اور کچھ حکمت و مصلحت کی بنا پر یہ ذمہ داری اہل ایمان پر ڈالی ہے کہ وہ کفار کے مقابلہ میں جدوجہد کرکے اللہ کے دین کو فروغ دینے میں کوشش کریں اور اس طرح درجات عالیہ اور آخرت کی کامیابیوں کے مستحق بنیں۔ جیسا کہ آگے کی آیت بتارہی ہے کہ اللہ ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

آیات ۶،۷ پچھلی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ غرض یہ ہے کہ مومنوں کو اجر نیک دیکر جنت میں داخل کرے۔

منافقین اور مشرکین پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے وہ سب جہنمی ہیں

اب یہاں مزید یہ غرض بیان کی کہ ان منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے متعلق برے گمان رکھتے ہیں۔ وہ برائی کے چکر میں خود ہی پھنس گئے۔ اللہ کا غضب ان پر ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم مہیا کردی جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے اور اللہ ہی کے سب لشکر آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

"اللہ کے متعلق برے گمان رکھتے ہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عمرے کے

ارادے سے جانے والا قافلہ مکہ سے زندہ بچ کر واپس نہ ہو گا اور اللہ اپنے رسولؐ اور ان کے اصحاب کی مدد نہ کرے گا۔

"آسمانوں اور زمین میں اللہ کے لشکر ہیں۔" یہاں یہ فقرہ منافقوں اور مشرکوں کی تنبیہ کی غرض سے دہرایا گیا ہے کہ اگر تم منافقانہ اور مشرکانہ روش سے باز نہ آؤ گے تو اللہ تم کو ان عناصر کے ذریعہ سے نیست و نابود کر سکتا ہے۔

آیت ۸، ۹ — **رسول خدا شاہد، مبشر اور نذیر ہیں**

اے نبیؐ! ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور خبردار کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (الفاظ شاہد، مبشر اور نذیر کی تشریح کے لیے دیکھو سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۵) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور رسولؐ کی مدد کرو اور اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام یعنی ہمہ وقت اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

آیت ۱۰ — **نبی کی بیعت گویا اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے**

اے نبیؐ! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے، وہ در اصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہو گا اور جو اس عہد کو وفا کرے گا، جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

بیعت رضوان

یہاں اشارہ ہے اس بیعت کی طرف جو مکہ میں حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کی خبر سنکر رسول اللہؐ نے صحابۂ کرام سے حدیبیہ کے مقام پر لی تھی۔ صحابہ نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت اس بات پر کی تھی کہ اگر حضرت عثمانؓ کی شہادت کا معاملہ صحیح ثابت ہوا تو وہ سب یہیں اور اسی وقت کفار قریش سے نمٹ لیں گے خواہ نتیجہ میں ان سب کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ یہ بیعت ـــــ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ مزید تشریح تمہید میں گزشتہ صفحے پر دیکھو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ خاص بات فرمائی ہے کہ جس ہاتھ پر لوگ اس وقت بیعت کر رہے تھے، اس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے کیونکہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے نمائندے تھے۔

رکوع ۲ — **منافقین کی مذمت**

ان منافقین کی مذمت کی گئی ہے جنہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جو مومنین اور رسولؐ عمرے کی نیت سے جا رہے ہیں وہ واپس نہ آئیں گے۔

رکوع ۳ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں سے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا ہے جنہوں نے درخت کے نیچے حدیبیہ کے مقام پر حضرت رسول خداؐ کے ہاتھ پر کفار سے لڑنے کے لیے جان کی بازی لگا دینے کی بیعت کی تھی۔ ان کے خلوص و سچائی کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان قلب عطا فرمایا اور انعام کے طور پر ان کو فتوحات اور اموال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا (یہاں مراد ہے فتح خیبر اور اسکے بعد کے فتوحات اور آخر میں فتح مکہ سے)۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کفار مکہ نے مومنین سے جنگ کی ہوتی اور صلح نہ کی ہوتی تب بھی وہ شکست کھاتے کیونکہ اللہ کا قاعدہ ہے کہ مومنوں کے مقابلہ میں کبھی کفار کو کامیابی اور فتح عطا نہیں کرتا۔ اللہ فرماتا ہے کہ اس نے مومنین اور کفار مکہ کے درمیان جنگ اس لیے نہیں ہونے دی کہ اگر جنگ ہوتی تو جو مومن مرد اور ان کی عورتیں و بچے مکہ میں تھے، وہ بھی نادانستگی میں مومنوں کے ہاتھوں قتل ہو جاتے۔

بیعت رضوان کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔

رکوع ۴ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ رسول اکرمؐ نے خواب تو یہ دیکھا تھا کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔ پھر یہ کیا ہوا کہ ہم عمرہ کیے بغیر واپس جا رہے ہیں۔ اس خلش کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی؛ فی الواقع اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ انشاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہوگے۔ اپنے سر منڈواؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عہد ایک سال بعد یعنی ذی القعدہ ۷ھ ہجری میں پورا ہوا۔ تاریخ میں یہ عمرہ "عمرۃ القضاء" کے نام سے مشہور ہے اور اس کا دوسرا نام عمرۃ الصلح بھی ہے۔ اس عمرہ میں وہ سب مسلمان شریک ہوئے جو صلح حدیبیہ کے وقت موجود تھے۔

خواب سچا تھا۔ اس کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر ہوئی

حدیبیہ میں جب معاہدۂ صلح لکھا جانے لگا تھا اس وقت کفار مکہ نے حضورؐ کے اسم گرامی کے ساتھ "رسول اللہ" کے الفاظ لکھنے پر اعتراض کیا تھا اور ان کے اصرار پر حضورؐ نے خود معاہدے کی تحریر میں سے یہ الفاظ قلم زد کر دیے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمدؐ کا رسول ہونا تو ایک حقیقت ہے جس میں کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بے شک یہ محمدؐ دین حق کے ساتھ اللہ کے رسول ہیں۔

آیت ۲۸ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسلام کو دوسرے تمام دینوں پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

(امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ یہ پیشین گوئی اس وقت پوری ہوگی جب بارھویں امام کا ظہور ہوگا)۔ یہی بات سورۃ التوبہ آیت ۳۳ اور سورۃ الصف آیت ۹ میں بھی فرمائی گئی۔

"محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔ تم جب دیکھو گے تو انہیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ ان کی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ انکے یہ صفات توراۃ میں بھی مذکور ہیں اور انجیل میں بھی۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں، مغفرت کا اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کر لیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ یعنی دین حق کے دوسرے ادیان پر غالب ہونے کی پیشگوئی اس معنی میں تو پوری ہو گئی کہ ملک عرب میں جتنے ادیان پائے جاتے تھے، چند برسوں کے اندر وہ سب ادیان، دین اسلام کے تحت آ گر رہے۔ ہر خطۂ زمین پر اسلامی پرچم لہراتا ہوا نظر آنے لگا۔ لیکن اس معنی میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا باقی ہے کہ دنیا کے تمام ادیان مٹ کر صرف ایک دین اسلام باقی رہ جائے گا۔ یہ صورت اس وقت ظاہر ہوگی جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہو گا انشاء اللہ ـــــ یہ آیت قرآن مجید میں مزید دو جگہوں پہ بیان ہوئی ہے، دیکھو سوۃ التوبہ کی آیت نمبر ۳۳ اور سورۃ الصف کی آیت نمبر ۹۔

آیت نمبر ۲۹ آخری آیت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اسی کے بھیجے ہوئے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ساتھیوں کے کچھ اوصاف بیان فرمائے۔ یعنی جن افراد میں یہ اوصاف پائے جائیں وہی دراصل رسولؐ کے سچے اور مخلص ساتھی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اللہ نے ایسے ساتھیوں کے نام نہیں بتلائے، صرف اوصاف بیان

فرمائے ہیں۔ جو شخص اس نقطۂ نظر سے تاریخ اسلام کا مطالعہ کرے وہ ان ساتھیوں کو معلوم کرسکتا ہے۔

(۱) کافروں پر سخت: جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلامی معرکوں میں شریک ہوں، کافروں سے قدم جما کر لڑے ہوں۔ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگے نہ ہوں۔ بڑی ہمت اور شجاعت کے ساتھ دشمنان اسلام کو قتل کیا ہو جو ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے بستر پر دشمنوں کے نرغہ میں اطمینان سے سویا ہو۔

(۲) آپس میں ایک دوسرے سے رحمدلی سے برتاؤ کرنیوالے: مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو۔ حضور ﷺ سے ہمدردی اور غمگساری کی ہو۔ حضور ﷺ کی بیٹی کا گھر نہ گرایا ہو۔ کسی مومن کے گلے میں رسی نہ بندھوائی ہو۔ کسی صحابی کو ناحق جلاوطن نہ کیا ہو۔

(۳) رکوع اور سجدہ کرنیوالے: یعنی دن و رات عبادت الٰہی میں مصروف رہنے والے، کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹے پڑ گئے ہوں۔

سُوْرَةُ المَائِدَة

(۱۱۲)

تمہید

نام اس سورۃ کا نام پندرھویں رکوع کی آیت ۱۱۲ سے ماخوذ ہے۔ اس نام کو بھی سورۃ کے موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ المائدہ کے معنی ہیں کھانے کا خوان۔

زمانۂ نزول یہ سورۃ آخری سورتوں میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد صرف دو سورتیں نازل ہوئیں۔ اس میں سولہ رکوع اور ۱۲۰ آیات ہیں۔

تاریخی پس منظر جنگ احد سے جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچا تھا، وہ تین سال کی مدت میں دور ہو گیا۔ اسلامی ریاست ایک طاقتور حکومت بن گئی۔ اس ریاست کے حدود چاروں طرف پھیل گئے۔ مختلف قبیلوں کا زور ٹوٹ گیا۔ یہودی مدینہ کی اسلامی حکومت کے باجگزار بن گئے۔ کفار قریش کو غزوۂ خندق میں شکست فاش ہوئی۔ اب مسلمان اس قابل ہو گئے کہ اسلام کے مطابق بلا روک ٹوک زندگی گزاریں۔ مسلمانوں کی اپنی ایک مستقل تہذیب بن چکی تھی۔ وہ دوسروں کی بہ نسبت اخلاق، معاشرت اور تمدن میں اپنی امتیازی شان رکھتے تھے۔ مسلمانوں نے اسلام کی دعوت گرد و پیش کے علاقوں میں پھیلانا شروع کر دی۔ یہ تھے وہ حالات جب سورۃ المائدہ نازل ہوئی۔

اس سورۃ کے مضامین رکوع وار یہ ہیں:

رکوع ۱ عہد پورا کرنے کا حکم۔ حرام جانور اور ان کی تفصیل۔ شعائر اللہ کی بے حرمتی کی ممانعت۔ تکمیل دین کی بشارت۔ نیکی میں تعاون کا حکم۔ گناہوں کے کاموں میں تعاون کی ممانعت۔

رکوع ۲ شکار کے احکام۔ اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا گیا۔ وضو کا حکم اور اس کی ترکیب۔ غسل کا حکم۔ تیمم کا حکم اور اس کا طریقہ۔ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنے کا حکم۔ اللہ کا عہد پورا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ انصاف کے ساتھ گواہی دینے کا حکم۔ ہر حال میں انصاف کرو۔ ایمان قبول کرنے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے اللہ کا مغفرت کا وعدہ۔

رکوع ۳ بنی اسرائیل اور نصاریٰ کی عہد شکنی۔ ان کے غلط عقیدوں پر ان کی تنبیہ۔

رکوع ۴ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو خدا کی نعمتیں یاد دلائیں۔ ان کو ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ خدا کا عتاب کہ قوم موسیٰؑ صحرا میں سرگرداں رہے گی۔

رکوع ۵ حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا ذکر۔ ایک نے دوسرے کو قتل کیا۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا دیا گیا کہ ناحق کسی کو قتل نہ کریں۔ اللہ اور اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو قتل یا سولی یا ہاتھ پاؤں کاٹنے یا شہر بدر کرنے کا حکم دیا گیا۔

رکوع ۶ اللہ سے ڈرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے وسیلہ تلاش کرنے اور جہاد کے احکام صادر ہوئے۔ کافروں اور علیؑ کے دشمنوں سے بڑے سے بڑا ہدیہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم۔ کافروں اور منافقوں کی چالبازیوں اور مکاریوں کا تذکرہ کرکے رسولؐ کو ہدایت کی گئی کہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔

رکوع ۷ قرآن نازل ہونے کے بعد یہود و نصاریٰ اور سب کے لیے اسکے احکام کا اتباع لازم ہے۔

رکوع ۸ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ یہودیوں اور نصاریٰ کو اپنا ولی نہ بنائیں۔ ورنہ ان کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کے ولی اللہ، رسولؐ اور علیؑ ہیں۔

رکوع ۹ فسادی اہل کتاب کی مذمت۔ مسلمانوں کو حکم کہ ایسے اہل کتاب کو اپنا ولی نہ بنائیں۔ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔

رکوع ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے وہ

لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا تم نے رسالت کا حق ہی ادا نہیں کیا۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ اہل کتاب کے کچھ ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کریگا اس کو کوئی خوف یا رنج نہ ہو گا۔ بنی اسرائیل کی ناپسندیدہ حرکات۔ مسیح ابن مریمؑ کو اللہ کہنے والے کافر ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والا جہنمی ہے۔

رکوع ۱۱ بنی اسرائیل کی بداعمالیوں اور کافرانہ حرکتوں کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۲ رہبانیت کی ممانعت۔ قسم توڑنے کا کفارہ۔ شراب اور جوئے وغیرہ کی ممانعت اور ان سے باز رہنے کا حکم۔

رکوع ۱۳ احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت۔ کعبہ اور حج کی علامات سے امن کی تبلیغ ہوتی ہے۔

رکوع ۱۴ مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کا حکم۔ وصیت کے احکام۔

رکوع ۱۵/۱۶ حضرت عیسیٰؑ پر کیے گئے احسانات کا تذکرہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سورۂ مائدہ کی

تشریح

رکوع ۱ — ایفائے عہود

ایمان لانے والوں کو عام حکم دیا گیا کہ اپنے عہدوں کا ایفا کرو۔ ان تمام حدود و قیود کی پابندی کرو جو بالعموم خدا کی شریعت میں تم پر عائد کی گئی ہیں۔

حرام اور حلال کے بارے میں اللہ کا حکم قطعی ہے

تم پر مویشی کی قسم کے جانور حلال کیے گئے۔ مگر مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جو خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا کسی درندے نے پھاڑا ہو —— حرام ہیں، سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو اور اس کے جسم کا سب خون خارج ہو جائے۔

حرام و حلال کی تفصیل

(یہاں اللہ نے کچھ چیزیں حلال بتائی ہیں اور کچھ چیزیں حرام —— اور پھر فرماتا ہے کہ بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ ہر چیز کا مالک ہے۔ اسی نے اس کو بنایا ہے اور اس کی ماہیت اور اجزائے ترکیبی سے واقف ہے اور حکیم مطلق ہے۔ اسی لیے اس نے جو چیزیں حلال کر دی ہیں وہ حلال ہیں اور جو حرام کر دی ہیں وہ حرام ہیں۔ بہر حال بندہ کو اس کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ چون و چرا کی اور حجت و دلیل کی کوئی گنجائش نہیں۔

اور وہ جانور بھی حرام کیا گیا جو بتوں کے استھان پر ذبح کیا گیا ہو اور نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز قرار دیا گیا کہ تم پانسہ کے تیروں کے ذریعہ سے باہم حصے تقسیم کرو۔ یہ سب افعالِ فسق ہیں۔

یہاں تک جانوروں کی حلت و حرمت کے احکام تھے۔ اب ایک دوسرا مضمون شروع ہوتا ہے اور وہ ہے شعائر اللہ کی بے حرمتی ـــــ شعائر اللہ کا مطلب ہے خداپرستی کی نشانیاں۔ اللہ کی طرف نسبت رکھنے والی علامتیں۔ خصوصیت سے مناسک حج کی علامات اور جن چیزوں سے اللہ کی یاد تازہ ہوتی ہو۔

یاد رکھنا چاہیے کہ شعائر اللہ کے احترام کا حکم اس زمانہ میں دیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جنگ جاری تھی۔ مکہ پر مشرکین قابض تھے اور وہی حج و زیارت کے لیے کعبہ آتے تھے اور ان قبیلوں کے راستے مسلمانوں کی زد میں تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ یہ لوگ مشرک سہی ـــــ تمہارے اور ان کے درمیان دشمنی سہی۔ مگر جب یہ خدا کے گھر کی طرف جاتے ہیں تو ان کو نہ چھیڑو، حج کے مہینوں میں ان پر حملہ نہ کرو۔ خدا کے حضور نذر کرنے کے لیے جو جانور یہ لیے جا رہے ہوں ان پر ہاتھ نہ ڈالو۔

شعائر اللہ کے احترام کا عام حکم دینے کے بعد چند شعائر کا نام لیکر ان کے احترام کا خاص طور پر اللہ نے حکم دیا۔

چنانچہ ایمان لانے والوں کو احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت کی۔ حرمت والے مہینوں میں حملہ کی ممانعت کی۔ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کی ممانعت کی۔ جن جانوروں کی گردنوں میں نذر خداوندی کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہوں، ان پر ہاتھ ڈالنے کی ممانعت کی۔ جو لوگ اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں کعبہ کی طرف جا رہے ہوں ان کو چھیڑنے کی ممانعت کی اور جن لوگوں نے تمہارے لیے مسجد حرام کا راستہ بند کیا ہے ان پر زیادتی کرنے کی ممانعت کی اور حکم دیا کہ جو کام نیکی اور خداترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو کام گناہ اور زیادتی کے ہیں، ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ نافرمان لوگوں کو اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

اور حرام کھانوں کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ لیکن ان میں ایک استثنار کیا گیا ہے جس کا ذکر آیت نمبر ۳ کے آخری فقرہ میں ہے اور وہ یہ کہ البتہ جو شخص حالت گرسنگی اور سختی میں مجبور مضطر ہو کر بلا رغبتِ گناہ ان حرام چیزوں میں سے اس قدر کھائے کہ اس کی جان بچ جائے تو خداوند کریم اس کے اس اضطراری فعل کو بخش دیگا کیونکہ وہ بخشنے والا اور رحیم ہے۔

جان بچانے کی غرض سے
حرام کھانا معاف

حضرت رسول اکرمؐ ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حج آخر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی تمام بیبیاں، حضرت سیدہؑ اور ہزاروں اصحاب تھے۔ ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچے۔ بہت سے اصحاب مکہ ہی میں جا ملے۔ حضرت علیؑ یمن سے مکہ پہنچے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم قربانی اور مناسک حج میں میرے شریک ہو۔ اس موقع پر اصحاب نے اپنی آنکھوں سے آنحضرتؐ کو مناسک حج ادا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کے خطبے سنے۔ حج سے فراغت کے بعد آپ ۱۴ ذی الحجہ کو مکہ سے روانہ ہوئے۔ سب اصحاب آپ کے ساتھ تھے۔ جنکی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار بتائی جاتی ہے۔ جحفہ کے قریب جب مقام غدیر پر پہنچے تو آیۂ تبلیغ کا نزول ہوا۔ ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۷۔ ترجمہ

> "اے رسولؐ! جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دو ـــــ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا ـــــ اور تم ڈرو نہیں۔ خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔"

اللہ تعالٰے نے تاکیدی حکم صادر کیا اور
حضرت رسول خدا نے اس کی تعمیل کی۔

روایت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ ایک عرصہ سے چاہتے تھے کہ علی بن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین نامزد کریں۔ مگر اپنے کچھ ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام نہ کرتے تھے۔ آخر خدا نے آخری حج کے بعد راستہ میں یہ تاکیدی حکم نازل کیا۔ تب تو حضرتؐ مجبور ہوئے اور کثیر مجمع کے سامنے غدیر کے مقام پر ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کو حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ پھر اصحاب نے حضرت علیؑ کو خلافت اور ولایت کی سند ملنے پر مبارکباد دی۔ ان کو یہ سند خدا کی طرف سے حضرت رسولؐ کی معرفت ملی۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی نے اکمالِ دین کا اعلان حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے کیا، وہ یہ ہے،

تکمیلِ دین کا اعلان — آخری فرض — دینِ اسلام

ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳، ترجمہ:

"اے مسلمانو! آج تو کفار تمہارے دین کے مٹانے کی طرف سے مایوس ہو گئے تو تم ان سے ڈرو نہیں بلکہ صرف مجھ ہی سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے اس دینِ اسلام کو پسند کر لیا۔"

مستند روایت ہے کہ علیؑ کی خلافت کا اعلان آخری فریضہ تھا۔ اس کے بعد کوئی فریضہ نازل نہیں ہوا۔

حلال چیزیں — پاک چیزیں

پھر بتایا گیا کہ ساری "پاک" چیزیں حلال ہیں اور سیکھے ہوئے کتوں کا شکار بھی حلال ہے۔ جو ذبح کرنے سے پہلے مرجائے، بشرطیکہ کتے کو شکار پر چھوڑتے وقت اللہ کا نام لے لیا ہو۔

ناپاک چیزوں سے پرہیز واجب ہے

کھانے کی چیزوں کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ "پاک" ہوں۔ یعنی "ناپاک" نہ ہوں اور ناپاک چیزیں وہ ہیں جن کو شریعت نے ناپاک قرار دیا ہو یا ذوقِ سلیم ان سے کراہت کرے یا مہذب انسان کے فطری احساسِ لطافت کے خلاف ہو۔

اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح

اہلِ کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا گیا اور مسلمانوں کا ان کے لیے۔ اگر ان کھانے میں حرام چیزیں شامل ہوں تو مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اس کے بعد اہلِ کتاب کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا تذکرہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کے خلاف کچھ اقوالِ خداوندی موجود ہیں، اس لیے اس بیان کو ترک کیا جاتا ہے۔

رکوع ۲

نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم اور اس کی ترکیب۔ غسل اور وضو کی ضرورت کے وقت پانی نہ ملنے کی حالت میں تیمم کا حکم اور اس کا طریقہ۔ ملاحظہ ہو سورۃ النساء کا رکوع ۷۔ غسل اور وضو پاکیزگیٔ جسم کے طریقے ہیں۔ پاکیزگیٔ نفس کی طرح اللہ پاکیزگیٔ جسم کو بھی نعمت قرار دیتا ہے۔ اس کے لیے بندہ کو منعم کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

اس کے بعد اللہ نے مسلمانوں اور ایمان لانے والوں کے لیے کچھ احکام صادر فرمائے:

(۱) یہ کہ اللہ کی تمام نعمتوں کو یاد کرتے رہو تاکہ منعم کی یاد قائم رہے۔

(۲) یہ کہ اس عہد و پیمان کو یاد کرو جو اللہ نے تم سے لیا ہے اور تم نے کہا تھا: "ہم نے

اقرار — مسلمانوں سے عہد لیا

سنا اور اطاعت قبول کی۔ اللہ سے ڈرو۔ وہ دلوں کے راز تک جانتا ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہاں عہد و پیمان سے مراد وہ عہد ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر غدیر کے مقام پر حضرت رسالت مآبؐ نے مسلمانوں سے حضرت علیؑ کی اطاعت کا لیا تھا۔ عہد کرنیوالوں میں بعض ایسے تھے جن کی زبانوں پر اطاعتِ علیؑ کا اقرار تھا لیکن باطن میں انکار ــــ تو اللہ ان کو متنبہ کر رہا ہے کہ میں سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہوں۔ تم مجھ سے کچھ چھپا نہیں سکتے لہٰذا مجھ سے ڈرو اور عہد سے کنارہ کشی نہ کرو۔

(۳) یہ کہ خدا کی خوشنودی کی خاطر انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار رہو۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو سورۃ النساء کا رکوع ۲۰۔

(۴) یہ کہ کسی قوم و قبیلہ کی عداوت تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ خبردار تم ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی خدا ترسی سے قریب ہے۔

(۵) اور یہ کہ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

مومنوں کے لیے ثواب — کافروں کے لیے عذاب

یاد رکھو! جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اعمال صالح بجالاتے رہے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے آخرت میں مغفرت اور بڑا ثواب ہے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

رکوع ۳ — یہودی و نصاریٰ کی غلطیوں کا ذکر — مسلمان سبق حاصل کریں

اس رکوع میں بتلایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اور حضرت مسیحؑ کی امت نے جو عہد و پیمان کیے تھے ان سے انہوں نے انحراف کیا اور عہد شکنی کی اور اس لیے گمراہ ہو گئے۔ یہ باتیں اس لیے بتائی گئی ہیں کہ مسلمان سبق حاصل کریں اور گمراہی سے بچیں۔
اس سلسلہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کو ان کی غلطیوں اور غلط عقیدوں پر متنبہ کیا گیا ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ دین حق اختیار کریں۔

رکوع ۴ اس رکوع میں اس واقعہ کا ذکر ہے جب حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے درمیان مکالمہ ہوا تھا۔ اس وقت یہ لوگ مصر سے آ کر دشت فاران میں خیمہ زن تھے۔ یہ بیابان عرب کے شمال اور فلسطین کے جنوب میں واقع ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے قوم کو ان

کی عظمت رفتہ یاد دلائی اور حکم دیا کہ مستقل بود و باش کے لیے فلسطین کا علاقہ حاصل کریں۔ یہ وہ سرزمین تھی جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا مسکن رہ چکی تھی۔ قوم نے انکار کیا۔ حضرت موسیٰؑ عاجز ہو گئے اور خدا سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ کو ان نافرمان لوگوں سے نجات دے۔ اللہ نے جواب دیا کہ "یہ ملک چالیس سال تک ان پر حرام ہے۔ زمین میں مارے مارے پھریں گے۔ ان نافرمان لوگوں پر ہرگز ترس نہ کھاؤ"

بنی اسرائیل کی نافرمانی — حضرت موسیٰؑ کی بددعا

اس قصہ کے بیان کرنے کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر یہودی محمدؐ کے زمانہ میں بھی باغیانہ روش اختیار کریں گے تو ان کو سخت سزا ملے گی۔

رکوع ۵

پہلے حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا قصہ بیان ہوا ہے جب ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو حسد کی بنا پر قتل کر دیا تھا کہ مقتول کی نذر قبول ہوئی اور قاتل کی نذر قبول نہیں ہوئی اور کوے نے زمین کھود کر اسے بتایا کہ قاتل اپنے مقتول بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔

قصہ آدمؑ کے دو بیٹوں کا

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ حسد نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے بہت خطرناک نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔ حسد کے ماتحت عمل کرنے سے حاسد خبط الحواس ہو جاتا ہے۔ اس کی عقل گم ہو جاتی ہے اور اسکے ہوش و حواس کالے کوے سے بھی کم ہو جاتے ہیں۔

حسد کا نتیجہ

اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ انسانی جان کی قدر کریں اور کسی کو ناحق قتل نہ کریں اور ان کی ہدایت کے لیے متواتر رسول بھیجے جاتے رہے۔ مگر وہ باز نہیں آئے اور زیادتیاں کرتے رہے۔

اللہ اور رسولؐ کی قائم کردہ منظم اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں اور اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے والوں کو قتل یا سولی یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا شہر بدر کی سزا دینے کا حکم صادر کیا گیا۔

باغی اور مفسد کی سزا

رکوع ۶

اس کے بعد ایمان لانے والوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے وسیلہ یا ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ شاید تمہیں کامیابی حاصل ہو جائے۔ یہاں وسیلہ سے مراد حضرت رسول خداؐ اور ائمہ معصومینؑ ہیں۔

پھر فرمایا گیا کہ جو لوگ کافر ہیں (حضرت علیؑ کے دشمنوں میں سے ہیں) اگر ان کی طرف سے

اللہ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ رسولؐ اور ائمہؑ

عذابِ دوزخ سے بچنے کے لیے بڑے سے بڑا فدیہ بھی پیش کیا جائے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

چور ـــ خواہ مرد ہو یا عورت ـــ اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا کا حکم دیا گیا۔ یہ اس کے کرتوت کا نتیجہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ـــ اور اگر ہاتھ کٹنے کے بعد وہ توبہ کرے اور اپنے نفس کی اصلاح کرے تو اللہ اس کو معاف کرنیوالا ہے۔

یہاں پر اللہ نے رسولؐ کو کافروں، منافقوں اور بے ایمان لوگوں کی چالبازیوں، سازشوں اور مکاریوں سے آگاہ کیا اور آپ کو ہدایت کی کہ رنجیدہ نہ ہوں۔

رکوع ۷ سارے رکوع کے مضمون کا خلاصہ یہ نکلے گا کہ یہود کے لیے اپنے زمانہ میں توریت کا اتباع ضروری تھا اور نصاریٰ کے لیے اپنے زمانہ میں انجیل کی پیروی ضروری تھی۔ جب قرآن نازل ہوا تو سب کے لیے اس کا اتباع ضروری ہوا کیونکہ یہ سب کے لیے مصدق ہے۔

جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا تو وہی لوگ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق (نافرمان) ہیں۔ یہ سب الفاظ ہم معنی ہیں۔

رکوع ۸ جو لوگ ایمان لائے ان کو اللہ حکم دیتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا ولی و رفیق نہ بناؤ۔ وہ تو آپس ہی میں ایک دوسرے کے ولی اور رفیق ہیں اور یاد رکھو اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بنائے گا تو اس کا شمار بھی انہیں میں ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو لوگ ظالم ہیں اور نافرمان ہیں اللہ ان کی رہنمائی نہیں کرتا۔

آیت ۵۵،۵۶ ترجمہ: "تمہارا ولی تو صرف اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو اور اہلِ ایمان کو دوست بنائے تو وہ گروہ خدا میں داخل ہے اور اللہ ہی کا گروہ غالب رہنے والا ہے۔"

یہاں آخری فقرے سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔ کیونکہ آپ نے ایک موقع پر مسجد میں نماز کے دوران رکوع کی حالت میں سائل کو جو ایک فرشتہ تھا، اشارہ کرکے انگشتری عطا کی تھی۔ بعض مترجمین نے "ولی" کا ترجمہ "رفیق" اور بعض نے "دوست" اور بعض نے "حاکم" کیا ہے۔

ایمان لانے والوں سے خدا فرماتا ہے کہ جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں۔ ان کی جگہ خدا عنقریب ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن کو اللہ دوست رکھتا ہے اور اس کو وہ دوست رکھتے ہیں۔ مومنوں کے لیے وہ رحمدل ہیں اور کافروں کے لیے سخت! وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ آیت نمبر ۵۴

"جو تم میں سے دین سے پھر گیا" یہ خطاب رسول اکرمؐ کے ان اصحاب میں سے ہے جنہوں نے آل محمدؐ کے حق کو غصب کیا۔ خدا نے جن لوگوں کو لانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور ان کے جو صفات بیان کیے ہیں، وہ صفات حضرت علیؑ کی ذات مبارک پر پوری طرح منطبق ہوتے ہیں۔

رکوع ۹ یہاں پر اللہ نے ان اہل کتاب کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی سخت مذمت کی ہے جو دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں، جو نافرمان ہیں، جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ملعون ٹھہرے اور مغضوب ہوئے جو بندر اور سور بنائے گئے، جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی، جو منافق ہیں، ان میں اکثر گناہگار اور ظالم ہیں، جو حرام کا مال کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ بخیل ہے۔ وہ سرکشی اور باطل پرستی پر اتر آئے ہیں۔ یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔

پس اے ایمان لانے والو! ان کو اور دوسرے کافروں کو ولی و سرپرست نہ بناؤ۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اگر تم مومن ہو۔

رکوع ۱۰ ترجمہ: "اے رسولؐ! جو حکم تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ
آیت نمبر ۶۷ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔"

اس تاکیدی حکم کے پانے کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل، اتمام نعمت اور پسندیدگی دینِ اسلام کی سند عطا فرمائی۔ دیکھیے آیت نمبر ۳ کی تشریح جو پہلے گزر چکی ہے۔

اس کے بعد اہل کتاب کو متنبہ کیا گیا کہ تم کسی دین پر نہیں ہو۔ تم دیندار اس وقت ہو گے

جب تم یہودی تورات کی اور تم نصرانی انجیل کی اور جملہ احکام شرعیہ کی جو تم پر اترے ہیں ان کی پیروی کروگے اور من جملہ شرعی احکام کے ایک یہ بھی تھا حضرت رسالت مآب پیغمبر اسلامؐ کی نبوت کی تصدیق کریں اور ان کا اتباع کریں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو احکام پیغمبر اسلامؐ پر نازل کیے گئے ہیں' ان سے اہل کتاب کی سرکشی اور انکار میں اضافہ ہو جائے گا۔ مگر اے رسولؐ! تم ان کے حال پر افسوس نہ کرو۔ یقین جانو کہ جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا' ان کے لیے نہ کسی خوف کا مقام ہے اور نہ رنج کا ——— یہ وہی بات ہے جو سورۂ بقرہ کی آیت ۶۲ میں بیان ہو چکی ہے۔ یہاں پھر دہرائی گئی ہے۔ صابی سے مراد وہ لوگ ہیں جو زبور کے قائل ہیں اور حضرت داؤدؑ کے مذہب کے پیرو تھے۔[1]

پھر اللہ نے اہل کتاب اور بنی اسرائیل کے غلط عقیدوں' ناجائز اقدامات اور گمراہیوں کا ذکر کر کے ان کو متنبہ کیا کہ جو لوگ خود گمراہ ہوئے ان کی پیروی نہ کریں۔

رکوع ۱۱ — بنی اسرائیل کی بد حرکتیں

یہاں پر چند آیتوں میں اللہ نے بنی اسرائیل کی بداعمالیوں اور کفرانہ حرکتوں کا تذکرہ کیا ہے اور ان پر اپنے غضب ناک ہونے کا اظہار کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تذکرہ اس غرض سے ہو کہ مسلمان سبق حاصل کریں۔

یہود و مشرک اہل ایمان کے دشمن اور نصاریٰ دوست ہیں

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان کے سب سے زیادہ سخت دشمن یہود اور مشرکین ہیں اور ان کی دوستی میں قریب تر نصاریٰ ہیں۔ کیونکہ ان میں عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسولؐ پر اترا ہے تو حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان میں غرور نہیں ہے۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور حق کو مانتے ہیں' اس لیے ان کو جزا میں جنت عطا کریگا۔

رکوع ۱۲ — پاک اور حلال چیزیں اپنے اوپر حرام نہ کرو

ایک مرتبہ کچھ اصحاب رسولؐ نے بیویوں کو' اچھے کھانوں کو' خوشبو اور نیند کو اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے منع کیا اور اللہ نے یہ حکم نازل کیا کہ جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو تم اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ ہر کام میں اعتدال سے کام لو اور زیادتی نہ کرو۔ حلال اور پاک رزق جو اللہ نے تم کو دیا ہے

---

[1] حضرت یحییٰؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کے پیرو۔ دیکھو تفسیر نمونہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۲۔

وہ کھاؤ، پیو اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

بلا ارادہ قسم کی حالت میں کفارہ کی ادائیگی ضروری نہیں

چونکہ بعض لوگوں نے حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم کھا رکھی تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ میں قسم کا حکم بھی فرمادیا کہ اگر کسی کی زبان سے بلاارادہ قسم کا لفظ نکل گیا ہے تو اس کی پابندی کی ضرورت نہیں اور اگر جان بوجھ کر قصداً کسی نے قسم کھائی ہے تو وہ اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔ کفارہ اس عمل کو کہتے ہیں جو گناہ کو دور کر دے اور اسے چھپا دے۔ اسی سلسلہ میں دیکھو سورۃ البقرہ کی آیات نمبر ۲۲۴، ۲۲۵، رکوع نمبر ۲۸۔

شراب، جوا، آستانے اور پانسے سے پرہیز کرو

ایمان لانے والوں کو حکم دیا گیا کہ شراب، جوا، آستانہ اور پانسے یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔ انصاب سے مراد وہ مقام جو بتوں کے چڑھاوے کے لیے مخصوص کر لیے جائیں۔ اس کا ترجمہ آستانہ کیا گیا۔ ازلام یعنی پانسہ سے مراد یہ کہ تیروں کے ذریعہ قسمت آزمائی کی جائے۔ اس سلسلہ میں دیکھو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳، رکوع نمبر ایک۔

شراب کی حرمت کے سلسلہ میں اس سے پہلے دو حکم آچکے تھے جو سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۹ رکوع ۲۷ اور سورۃ النساء آیت نمبر ۴۳، رکوع ۷ میں گزر چکے ہیں۔

حکم دیا گیا کہ شراب اور جوئے سے باز رہو۔ ان کے ذریعہ سے شیطان تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے اور خدا کی یاد سے اور نماز سے روکنا چاہتا ہے۔

رکوع ۱۳ احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اور خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ ادا کرنے کا حکم۔ سمندری شکار کرنے اور اسکے کھانے کی اجازت۔

پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام

پھر یہ بیان کیا گیا کہ خدا نے کعبہ کو جو اس کا محترم گھر ہے اور حرمت والے مہینوں کو اور قربانی کو اور قربانی والے جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے ڈال دیے گئے ہوں، لوگوں کے امن قائم رکھنے کا سبب قرار دیا۔ یہ اس لیے کہ تم جان لو کہ خدا سب کچھ جانتا ہے۔

رسولؐ سے کہا گیا: اے رسولؐ! ان سے کہہ دو کہ پاک حلال اور ناپاک حرام بہرحال یکساں اور برابر نہیں ہیں، اگرچہ ناپاک کی کثرت تمہیں بھلی کیوں نہ معلوم ہو۔

رکوع ۱۴

وصیت کا طریقہ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنی فکر کرو۔ کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا۔ اگر تم خود راہ راست پر ہو۔

اس کے بعد موت کے وقت وصیت کے لیے گواہ مہیا کرنے اور ان کی شہادت لینے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

رکوع ۱۵/۱۶ — قیامت کے دن رسولوں سے اللہ تعالیٰ کی گفتگو

آخری دونوں رکوعوں میں اللہ نے قیامت کے دن پیش آنے والے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے، جب اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے ان سے دریافت کرے گا کہ جو دعوت تم نے اسلام کی طرف بلانے کے لیے دنیا والوں کو دی تھی، اس کا کیا جواب انھوں نے تم کو دیا، تو وہ عرض کریں گے کہ ہم تو چند ظاہری باتوں کے سوا کچھ نہیں جانتے، تو خود بڑا غیب داں ہے۔ اس کے بعد اللہ اور عیسیٰ بن مریمؑ کے درمیان جو سوال و جواب ہوئے ان کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا اور عیسیٰؑ کو اللہ نے وہ احسانات یاد دلائے جو اس نے ان پر کیے تھے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ۔ اَلْبَرَاءَةُ

(۱۱۳)

تمہید

نام یہ سورۃ دو ناموں سے مشہور ہے۔ ایک التوبہ ۔ دوسرے البراءۃ۔ توبہ اس لحاظ سے اس میں بعض اہل ایمان کی توبہ اور معافی کا ذکر ہے اور براءۃ اس لحاظ سے کہ اس کے آغاز میں مشرکین سے براٗت (بیزاری) کا اعلان ہے۔

مقام نزول اور زمانۂ نزول یہ سورۃ مدینہ میں ۹ھ کے آخری کسی مہینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۱۶ رکوع اور ۱۲۹ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہ لکھنے کی وجہ تفسیر مجمع البیان میں حضرت علیؑ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ اس سورۃ کی ابتدا میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی۔

مضامین اس وقت جو مسائل درپیش تھے اور جن کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں:

① شرک قطعاً مٹا دینے کے لیے مشرکین سے براءت اور ان کے ساتھ معاہدوں کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

② حکم دیا گیا کہ آئندہ کعبہ کی تولیت مسلمانوں کے قبضہ میں رہنی چاہیے مشرکین کے قبضہ میں نہ رہے۔

(۳) نسی کی منسوخی کا اعلان ۹ھ میں حج کے موقع پر کیا گیا۔ نسی کا مطلب یہ تھا حلال مہینہ کو حرام کرنا اور حرام مہینہ کو حلال کرنا۔

(۴) عرب کے باہر دوسرے علاقوں میں اسلام کے دائرہ اثر کو پھیلایا گیا اور ان کو اسلامی اقتدار کے تابع کیا گیا۔

(۵) حکم دیا گیا کہ آئندہ منافقین کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے۔ ان کے ساتھ سخت برتاؤ کیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے سویلم منافق کے گھر میں آگ لگوادی اور مسجد ضرار کو ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا۔

(۶) مومنین کے ضعف ایمان اور پست ہمتی کا اس طرح علاج کیا گیا کہ جنہوں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر سستی اور کمزوری دکھائی تھی ان کو نہایت شدت کے ساتھ ملامت کی گئی۔

مضامین کی تفصیل رکوع وار مندرجہ ذیل ہے:

رکوع ۱ حج کے موقع پر مشرکین سے براءت اور بیزاری کا اعلان، عہدوں کی منسوخی، ان کے ساتھ سخت برتاؤ کرنے کا حکم۔

〃 ۲ مشرکین کی بدعہدی کی مذمت۔ اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو دینی بھائی ہو جائیں گے۔

〃 ۳ مشرکین جہنمی ہیں۔ وہ خانہ کعبہ ـــ مسجد الحرام کی تولیت کے اہل نہیں۔ حضرت علیؓ کی مدح۔ عظیم درجہ پر فائز، کامیاب اور خدا کی رحمت اور خوشنودی حاصل کرنیوالوں کا ذکر۔ کافر عزیزوں کو سرپرست بنانے کی ممانعت۔

〃 ۴ غزوۂ حنین کی تفصیل۔ پہلے مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج کر ان کی مدد کی، جس کے نتیجہ میں شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔ حکم ہوا کہ آئندہ سال سے مشرکین خانہ کعبہ کے قریب بھی نہ آئیں کیونکہ وہ نجس ہیں۔

〃 ۵ یہودیوں اور نصرانیوں کو کافر اور گمراہ قرار دیتے ہوئے ان پر لعنت کی گئی۔ نسی کی منسوخی کا اعلان ہوا۔

〃 ۶ غزوۂ تبوک کی تیاری۔ پس و پیش کرنیوالوں کو تنبیہ۔

رکوع ۷ مدینہ کے منافقین کی مذمت جو جھوٹے عذرات پیش کرکے تبوک نہیں گئے۔ وہ مفسد اور فتنہ پرداز ہیں۔ وہ اللہ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ فاسق ہیں۔

〃 ۸ منافقین کی مذمت یہاں بھی کی گئی ہے اور ان کو تنبیہ اور تہدید کی گئی ہے۔ صدقات اور زکوٰۃ کے مصارف بتلائے گئے۔ منافقین رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں۔ اس لیے وہ جہنمی ہیں۔

〃 ۹ اس رکوع میں بھی منافقین کی مذمت کی گئی اور ان کے بداعمال بتائے گئے۔ اس کے بعد مومنین کی مدح کی گئی۔

〃 ۱۰ نبیؐ کو ہدایت کی گئی کہ کافروں اور منافقین کے ساتھ جہاد کریں کیونکہ انھوں نے کفر کی باتیں کی ہیں۔ پھر ان منافقین کا تذکرہ ہے جنہوں نے وعدہ کیا کہ مالدار ہونے پر مال خیرات کریں گے، لیکن بعد میں وہ منکر ہوگئے۔ ان منافق لوگوں کا تذکرہ ہے جو خیرات کرنیوالے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ منافقوں کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز قبول نہیں کریگا۔

〃 ۱۱ اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ جو منافق نبیؐ کے ساتھ تبوک نہیں گئے اور جھوٹے عذرات پیش کیے وہ جہنمی ہیں اور نبیؐ کو ہدایت کی کہ منافق کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھائیں۔

〃 ۱۲ اس رکوع میں بھی منافقین کی مذمت ہے اور صحرائی بدوؤں کا تذکرہ ہے۔

〃 ۱۳ ایمان لانے والے مہاجر اور انصار اور ان کے ساتھیوں کی مدح کی گئی۔ مسجد ضرار کو منہدم کرنے کا حکم۔ مسجد قبا کی مدح۔

〃 ۱۴ جنت کے عوض مومنین کی جانیں اور مال خریدنے کا تذکرہ۔ ان کی مدح، مشرکین کے لیے دعا مغفرت کرنے کی ممانعت۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر جو آپ نے اپنے مشرک چچا آذر کے لیے مانگی تھی۔ تین مومنوں کی توبہ قبول ہوئی۔

〃 ۱۵ ایمان لانے والوں کو اللہ سے ڈرنے اور صادقین کے ساتھ ہو جانے کا حکم دیا گیا۔

〃 ۱۶ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ کافروں کے ساتھ سختی سے مقابلہ کرتے رہو۔ قرآن کی ہر نئی سورۃ ان کے کفر اور شک میں اضافہ کرتی ہے۔ رسولؐ خیرخواہ ہیں اور مومنوں پر شفیق و مہربان ہیں لہٰذا سب کو ان کی اطاعت کرنی چاہیے۔

سورۃ توبہ کی

تشریح

رکوع ۱

۱۰ ذی الحجہ ۹ھ کو اللہ تعالیٰ نے حج کے موقع پر حضرت علیؓ کے ذریعہ آنحضرتؐ کی معرفت یہ اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اس عہد سے بری ہیں جو رسولؐ نے مشرکین سے کیا تھا۔ اس حج میں مسلمان اور مشرکین دونوں شامل تھے اور دونوں نے اپنے اپنے طریقہ پر حج کیا۔ چونکہ مشرکین نے عہد کی خلاف ورزی کی تھی، اس لیے اس طرف سے براءت کا عام اعلان کیا گیا۔ پھر مشرکوں کو ۱۰ ربیع الثانی ۱۰ھ تک یعنی چار مہینے کی مہلت دی گئی کہ اس دوران اپنے لیے کوئی قطعی فیصلہ کر لیں۔ اسلام قبول کریں یا جنگ کریں یا جلاوطن ہو جائیں اور ان کو خبردار کیا گیا کہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرنے والا ہے۔

اعلان: چونکہ مشرکین نے بدعہدی کی اس لیے ان سے اللہ اور رسولؐ دونوں بری الذمہ ہیں۔

آج حج اکبر کے دن تمام لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مشرکین سے اللہ بھی بری الذمہ ہے اور اس کا رسولؐ بھی۔ پھر اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے ہی لیے بہتر ہے اور اگر روگرداں رہو گے تو خوب سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں۔

اے رسولؐ! تم کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔ پھر جب چار مہینے جن کا ذکر اوپر

مشرکین توبہ کرلیں تو دینی بھائی بن جائیں گے

ہوا ہے، پورے ہوجائیں تو مشرکین کو جہاں جہاں پاؤ قتل کرڈالو اور ان کو گرفتار کرنا۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو انھیں چھوڑ دینا۔ اگر کوئی مشرک اللہ کا کلام سننے کے لیے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دینا۔

رکوع ۲ مشرکین کی بدعہدی، زیادتی اور بداعمالی کا ذکر کرکے اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں، نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ کافروں کی عہد شکنی، قسم شکنی اور اس قسم کی دوسری برائیوں کی مذمت کی گئی۔

رکوع ۳ مشرکین جہنمی ہیں۔ وہ اللہ کی مسجد، خانہ کعبہ، مسجد حرام کے مجاور و متولی بننے کے اہل نہیں۔ ان فرائض کی انجام دہی کے لیے وہی لوگ مناسب و حقدار ہیں جو اللہ اور روزِ آخرت کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت علیؑ کی فضیلت

ایک دن عباس ابن عبدالمطلب اور طلحہ بن شیبہ نے حضرت علیؑ کے مقابلہ میں فخر کیا۔ طلحہ نے کہا کہ مجھے حضرت رسول خداؐ نے خزانہ دیا ہے۔ یعنی بیت اللہ کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ عباس نے کہا کہ میں حاجیوں کو پانی پلانے کا ذمہ دار ہوں۔ زمزم میرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے جب یہ سنا تو آپ نے فرمایا: میں نے خدا اور رسولؐ کی حقانیت کی تصدیق کی ہے، قیامت کے دن پر ایمان لایا ہوں، میں نے راہِ خدا میں جہاد کیے ہیں اور رسولؐ کی نصرت کی ہے۔ جبکہ تم بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ نے حضرت علیؑ کی تائید اور تعریف میں آیات نازل کیں اور فرمایا کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرالیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روزِ آخر پر اور جس نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، وہ اللہ کے نزدیک درجہ میں سب سے اعلیٰ ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً خدمات کا صلہ دینے کو اللہ کے پاس بہت کچھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ تم اپنے عزیزوں کو جو کافر ہیں اپنا سرپرست اور دوست نہ بناؤ اور جو ایسا کریگا وہ ظالم ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ اپنے عزیزوں، بیویوں، اموال اور جائدادوں سے بہ نسبت خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ الفت رکھتے ہیں وہ نافرمان ہیں، گمراہ ہیں اور عذاب کے مستحق ہیں۔

رکوع ۴

غزوہ حنین

حنین مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر طائف کی طرف ایک وادی کا نام ہے۔ ۱۰ ررمضان ۸ھ کو مکہ فتح ہو چکا تھا۔ چند قبیلوں نے مسلمانوں سے لڑنے کی ٹھانی۔ انہوں نے پانچ ہزار کا لشکر اوطاس کے مقام پر جمع کیا۔ لشکر کا سردار مالک ابن عوف کو اور علم بردار ابوجرول کو قرار دیا۔ جب آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو ۶ رشوال ۸ھ کو دس ہزار کا ایک لشکر تیار کیا۔ جس میں دو ہزار مکہ کے نومسلم بھی شامل ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو حسب معمول لشکر کا علم بردار مقرر کیا اور مکہ سے روانہ ہوئے۔ جب میدان جنگ میں پہنچے تو پہاڑوں میں چھپے ہوئے دشمنوں نے یکبارگی حملہ کر دیا اور تیروں، نیزوں اور پتھروں سے اتنی زور کی بارش کی کہ لشکر اسلام بری طرح تتر بتر ہو کر پسپا ہو گیا۔ صرف نبیؐ اور ان کے چند جانباز صحابہ اپنی جگہ قدم جمائے رہے۔ حضرت عباس نے مسلمانوں کو پکارا تو آپ کی آواز پر قریباً ایک سو مسلمان واپس آگئے۔ کافروں سے جنگ کی۔ حضرت علیؓ نے ابوجرول کو قتل کیا اور پھر ۴۰ کافروں کو واصل جہنم کیا۔ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کی۔ کل ۷۰ کافر قتل ہوئے اور مسلمان صرف ۴ شہید ہوئے۔ حنین کے بعد اوطاس کے مقام پر جنگ ہوئی۔ دونوں جگہ مسلمان کامیاب ہوئے اور کثیر مال غنیمت ان کے ہاتھ لگا۔

اس رکوع میں غزوۂ حنین کا ذکر ہے۔ اللہ کی مدد سے مسلمانوں کی شکست فتح میں تبدیل ہو گئی۔

اس رکوع میں اسی غزوہ کا ذکر کر کے اللہ نے بتایا کہ اس نے رسولؐ اور مومنین پر تسکین نازل کی تھی اور فرشتوں کا لشکر اتار کر مسلمانوں کی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے بعد بہت سے کافر مسلمان ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: دیکھو مشرکین نجس ہیں، لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام (خانۂ کعبہ) کے قریب بھی نہ آنے پائیں اور ان بے نہ آنے

کی وجہ سے اگر تم کو کچھ مالی پریشانی کا اندیشہ ہوگا تو اللہ اپنے فضل و کرم سے تم کو غنی کر دیگا۔ اللہ سب باتوں کو جانتا ہے اور ہر کام حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہی سال یمن کا ایک گروہ مسلمان ہوا اور کھانے پینے کی چیزیں ملا لایا۔

(مسلمانوں کی پریشانی دور کر دے گا)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ نہ تو دل سے خلوص کے ساتھ خدا ہی پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روزِ آخرت پر اور نہ خدا اور اس کے رسولؐ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ سچے حقیقی دین (اسلام) ہی کو اختیار کرتے ہیں۔ تم ان سے لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ لوگ دین حق کے ماننے والوں کے ماتحت مطیع بن کر رہیں اور جزیہ ادا کریں۔

(مسلمانوں کو اہل کتاب سے جنگ کا حکم)

رکوع ۵ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کی۔ ان کو کافر اور گمراہ قرار دیا اور اس بات پر ان کی مذمت کی کہ وہ کسی بندہ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور اپنے عالموں اور درویشوں اور مسیح ابن مریمؑ کو خدا بنا لیا ہے اور قرآن و نبوت کے پیغام کو اور اسلام کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں اور مشرکوں کے اس ارادے کو ناممکن قرار دیا اور فرمایا کہ وہ یہ حرکت کبھی نہ کر سکیں گے اور اللہ اپنے مشن کو پورا کر کے رہے گا اور ظہور قائم آل محمدؐ کے موقع پہ دین حق یعنی اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا۔ فرمایا: اے ایمان لانیوالو! یہ جان لو کہ ان کافروں کے علماء اور درویش، لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور ان کو راہِ خدا سے روکتے ہیں۔ اس کے بعد سونا چاندی جمع کرنے اور اس کو راہ خدا میں خرچ نہ کرنیوالوں کو عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

(یہودیوں اور نصرانیوں کی مذمت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیشہ سے سال کے بارہ مہینے مقرر ہیں جن میں چار مہینے ذی قعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب حرمت والے ہیں۔ مگر مشرکین کبھی حرمت والے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کبھی حلال مہینے کو حرمت والا قرار دے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی اور نسی کی منسوخی کا اعلان ہوا۔

رکوع ۶ اس رکوع کی آیتیں جنگ تبوک کی تیاری کے سلسلہ میں نازل ہوئیں مسلمان جہاد کے لیے جانے میں پس و پیش کر رہے تھے اور بہانے تراش رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

ان کی تنبیہ کی اور جہاد پر آمادہ ہونے کی ترغیب دی۔ یہ واقعہ رجب ۹ھ میں غزوۂ حنین کے بعد کا ہے۔

غزوۂ تبوک — فتح بلا جنگ

آنحضرتؐ کو اطلاع ملی کہ شام کے نصرانی روم کی چالیس ہزار فوج سے مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ آپ حفظِ ماتقدم کے طور پر تیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے اور مقام تبوک پہنچے۔ بیس دن انتظار کیا۔ دشمن کی فوج نہیں آئی۔ آخر آپ مدینہ واپس تشریف لائے۔ مدینہ سے شام کے راستہ میں تبوک واقع ہے۔ مسلمانوں کو یہ فتح بلا جنگ حاصل ہوئی۔

رکوع ۷ — منافقین کی مذمت

آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے اس پورے رکوع میں مدینہ کے منافقین کی خوب مذمت کی ہے اور ان کے افعال و کردار پر بہت واضح طریقہ سے نکتہ چینی کی ہے۔ فرمایا کہ ان منافقین نے جھوٹے عذرات پیش کرکے جہاد پر نہ جانے کی معافی لے لی۔ یہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یہ مفسد اور فتنہ پرداز ہیں۔

اے رسولؐ! تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ منافقین خوش ہوتے ہیں اور تمہارا کسی معاملہ میں بھلا ہوتا ہے تو یہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔ وہ فاسق ہیں۔ اگر وہ مالی مدد کریں گے تو وہ قبول نہ کی جائے گی۔ وہ صدقات کی تقسیم پر خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں۔

رکوع ۸

منافقین کا تذکرہ جاری ہے۔ وہ خوش حال اور مالدار ہیں اور صدقات، خیرات اور زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ اموال جن کاموں میں صرف ہونا چاہئیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی:

صدقات اور زکوٰۃ کے مصارف کی تفصیل

(۱) فقیروں کے لیے جو اپنی معیشت کے لیے دوسروں کی مدد کے محتاج ہوں۔ فقراء کے لیے دیکھو سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۳۔

(۲) مسکینوں کے لیے جو حاجتمند اور خستہ حال ہوں مثلاً اندھے، لنگڑے، کوڑھی۔

(۳) ان لوگوں کی تنخواہیں ادا کرنے کے لیے جو صدقات وصول کرنے، ان کا حساب کتاب رکھنے اور تقسیم کے فرائض پر مامور کیے جائیں۔

(۴) مخالفین اسلام کی تالیفِ قلب کے لیے یعنی ان کے جوشِ عداوت کو ٹھنڈا کرنے کے لیے، نومسلموں کو کفر کی طرف پلٹ جانے سے روکنے کے لیے۔

(۵) غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے۔

(۶) ان قرضداروں کا قرضہ ادا کرنے کے لیے جو خود اپنے وسائل سے ادا نہیں کرسکتے۔

(۷) تمام نیکی کے کاموں میں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو مثلاً جہاد، مسجد اور پل کی تعمیر، کنواں بنوانا، حجاج اور زائرین کی مدد۔

(۸) ان مسافروں کے لیے جن کو حالتِ سفر میں مدد کی ضرورت لاحق ہو جائے۔ یہ مصارف اللہ تعالیٰ نے مقرر کیے۔

منافقین رسولؐ کو اذیت دیتے تھے — دردناک عذاب کے مستحق

منافقین بظاہر مسلمان تھے لیکن حقیقت میں وہ دشمن اسلام تھے۔ وہ رسولؐ کو ایذا دینے کے لیے کچھ نہ کچھ الزام لگایا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ نبیؐ کان کے کچے ہیں۔ جس نے جو کہہ دیا وہ مان لیا۔ منافقین رسولؐ کے اعلیٰ اخلاق کو بداخلاقی کا رنگ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کان تمہارے لیے بہتر ہے۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کی بات کا یقین کرتے ہیں اور تم میں سے جو ایمان لائے ان کے لیے رحمت ہیں۔ یاد رکھو! جو لوگ خدا کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں، وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے وہ جہنم میں جائیگا۔ وہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

ان آیات میں بھی منافقین کی تنبیہہ اور تہدید کا سلسلہ جاری ہے۔

رکوع ۹

منافقین کی مذمت — مومنین کی مدح

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کی طرح ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں۔ کوئی نیک کام نہیں کرتے۔ وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔ وہ فاسق ہیں۔ ان کے لیے عذاب کا وعدہ ہے۔ ان کا وہی انجام ہوگا جو ان کے پیش روؤں کا ہو چکا ہے۔ حضرت نوحؑ کی قوم، عاد، ثمود، حضرت ابراہیمؑ کی قوم، مدین کے لوگوں اور قوم لوط کی تباہی سب ان کو یاد ہوگی۔ ان سب نے اپنے اوپر خود ہی ظلم کیا تھا۔

اس کے برخلاف مومن مرد اور مومن عورتیں، سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ

ان کو جنتوں میں داخل کریگا اور اپنی خوشنودی عطا کریگا۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

نافرمان قوموں کی تباہیاں

حضرت نوحؑ کی قوم طوفان کے ذریعہ غرق کی گئی۔ قوم عاد آندھی کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔ قوم ثمود زلزلے سے ہلاک ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں نمرود اور اس کے ساتھی مچھروں کے ذریعہ ہلاک کیے گئے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم مدین والے آگ میں جلا دیئے گئے۔ لوطؑ کے لوگ بستیاں الٹ کر ہلاک کیے گئے۔ تباہی اور ہلاکت کے یہ قصّے سورۃ الاعراف کے رکوع ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ میں ذرا تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔

رکوع ۱۰

کافروں اور منافقوں سے جہاد، حضرت علیؓ نے منافقوں سے جہاد کیا

اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو ہدایت کی کہ کافروں اور منافقین کے ساتھ جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔ کیونکہ انہوں نے خانۂ کعبہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے، یہ کفر کی بات تھی اور دوسری وجہ یہ کہ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے خلاف سازش کی اور حضورؐ کے قتل کے ارادہ سے ایک گھاٹی میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ مگر ان کی یہ سازش ناکام ہوئی اور راز فاش ہو گیا۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے کفار کے ساتھ جہاد کیا اور حضرت علیؑ نے منافقوں سے جہاد کیا۔ حضرت علیؑ کا جہاد دراصل رسول خداؐ ہی کا جہاد تھا۔ اس طرح اللہ کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔

بعض منافقوں کا عہد اور وعدہ خلافی

ان منافقین میں بعض ایسے بھی ہیں جو خدا سے اقرار کر چکے تھے کہ اگر خدا ہمیں مالدار کریگا تو ہم خیرات کرینگے۔ مگر جب خدا نے اپنے فضل و کرم سے ان کو مال عطا کیا تو بخل کرنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ نفاق نے ان کے دلوں میں جڑ پکڑ لی۔ انہوں نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور جھوٹ بولے۔ اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ثعلب بن حاطب نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ اس کو مالدار کر دے گا تو وہ زکوٰۃ ادا کرے گا اور حضرت رسولؐ نے اس معاملہ میں اس کے لیے دعا کی۔ جب وہ مالدار ہو گیا تو اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔

جو منافق مومنوں کا مذاق اڑاتے ہیں وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں

کچھ لوگ ان مومنین پر ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان مومنین پر شیخی بگھارنے کا الزام لگاتے ہیں جو محنت مزدوری کر کے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پھر ان کا مذاق اڑاتے ہیں تو خدا بھی ان کے ساتھ تمسخر کریگا اور ایسے الزام لگانے والوں کے لیے

دردناک عذاب ہے۔ اس آیت کی بنیاد یہ ہے کہ سالم ابن عمیر انصاری نے دوصاع خرمے کمائے تو ایک صاع خرمے خیرات کے لیے حضرت رسولؐ کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ میں اللہ کو قرض دینا چاہتا ہوں۔ اس پر منافقوں نے ہنسی اڑائی اور کہا کہ بھلا ان خرموں کو اللہ کیا کریگا!

(منافقوں کا خیرات پر مذاق — منافقین کی بخشش نہیں)

اے رسولؐ! اگر تم ان کافروں کے لیے ستر بار بھی مغفرت کی دعا مانگو گے تو بھی خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا کیونکہ ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا اور یہ فاسق ہیں۔

رکوع ۱۱ جو منافقین حضرت رسول خداؐ کے ساتھ لشکر میں شامل ہو کر جنگ تبوک کے لیے نہیں گئے اور اپنے گھر میں بیٹھے خوش ہوتے رہے اور جن کو یہ ناگوار تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کریں اور جنھوں نے کہا کہ اس شدید گرمی میں جہاد کے لیے نہیں نکلیں گے تو اے رسولؐ! ان سے کہدو کہ جہنم کی آگ جس میں تم جلو گے اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔

(جو لوگ جنگ تبوک میں نہیں گئے — منافقین کو جہنم کی آگ کی دھمکی)

یہ منافق اپنی بداعمالی کی سزا میں دنیا میں تو چاہے ہنس بول لیں اور خوش ہو لیں مگر آخرت میں ہمیشہ روتے رہیں گے اور رنج و غم میں مبتلا رہیں گے۔

جب آنحضرتؐ تبوک سے واپس مدینہ آئے تو کچھ دنوں کے بعد منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی مر گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ جو مسلمان تھے خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لیے آپ کا کرتہ مانگا۔ آپ نے کمال فراخ دلی کے ساتھ عطا کر دیا۔ پھر نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آپ سے کہا گیا۔ آپ اس کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ نے اس بدترین دشمن کے لیے دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا اور جب نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آیت نازل ہوئی جس میں رسولؐ کو ہدایت کی گئی کہ آئندہ جب کوئی منافق مرے تو نماز جنازہ اس کی ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور فسق و کفر ہی کی حالت میں مریں گے۔

(رسولؐ کو منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا)

رکوع ۱۲ ان منافقین کا تذکرہ برابر جاری ہے جو غزوہ تبوک میں شرکت سے باز رہے اور کچھ نہ کچھ

عذرات پیش کر کے گھر میں عورتوں کے پاس بیٹھے رہے۔

منافقوں کی حالت

اللہ جانتا ہے کہ شہر مدینہ کے اطراف میں رہنے والے صحرائی بدو لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں اور اسی لائق ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیے ہیں ان سے وہ آگاہ نہ ہوں۔ ان بدوؤں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتا ہے، اس کو وہ تاوان اور جرمانہ ٹھہراتا ہے اور کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اور جو کچھ بھی وہ راہِ خدا میں خرچ کرتا ہے اسے وہ خدا کی قربت اور رحمت حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھتا ہے

رکوع ۱۳

کامیاب مومنوں کی مدح

آیت نمبر ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ نے تین طرح کے لوگوں کا تذکرہ کر کے ان کی مدح کی۔ ان کو اپنی خوشنودی کی سندوی اور جنت کی بشارت دی۔ اول ایمان کی طرف سبقت کرنیوالے مہاجر، دوسرے ایمان کی طرف سبقت کرنیوالے انصار، تیسرے وہ لوگ جنہوں نے نیک نیتی سے قبول ایمان میں ان کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو بڑی کامیابی قرار دیا ہے۔

تین مومنوں کی ندامت اور نفس کشی

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انصار کے ان تین مومنوں کا ذکر کیا ہے جو حضرت رسالتمآبؐ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نہیں گئے تھے اور گھر میں بیٹھ رہے تھے، ان کے نام ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کی مذمت میں کچھ آیتیں نازل ہوئی ہیں تو بہت پچھتائے اور اپنے کو مسجد کے ستون سے باندھ لیا اور قسم کھا کر کہا کہ جب تک حضرت رسولؐ آکر نہ کھولیں گے وہ یوں ہی بندھے رہیں گے۔ پھر جب آیت نازل ہوئی تو کھولے گئے اور وہ گھر جا کر سب مال صدقہ کرنے کے لیے لے آئے۔ اس پر دوسری آیت نازل ہوئی۔ وہ آیتیں یہ ہیں:

اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا تو اقرار کیا مگر ان لوگوں نے بھلے کام کو اور کچھ برے کام کو ملا جلا کر گول مول کر دیا۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول کرے کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے رسولؐ! تم ان کے مال کی زکوٰۃ لے لو اور اس کی بدولت ان کو گناہوں سے پاک صاف کر دو اور ان کے واسطے دعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے حق میں اطمینان کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کچھ اور لوگ منافق ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مومنین کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کے لیے کمین گاہ بنانے جو اس سے پہلے خدا اور اس کے رسولؐ کے خلاف برسرِ پیکار رہ چکا ہے ایک مسجد بنا ڈالی ہے۔ اے رسولؐ! تم اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص ابو عامر مدینہ میں رہتا تھا۔ وہ عیسائی راہب اور اہل کتاب کا عالم تھا۔ جب رسالت مآبؐ مدینہ تشریف لائے اور آپ کی تبلیغ کا اثر پھیلنے لگا تو حسد کی آگ نے اس کو اسلام کا دشمن بنا دیا۔ وہ اسلام کے خلاف جنگوں میں شریک ہوا اور مدینہ کے منافقین سے ساز باز کر کے مسجد قبا کے قریب ایک مسجد بنوائی، جس کو مسجد ضرار کہتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کے مقاصد وہی تھے جو اوپر آیت میں بیان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد میں نماز پڑھانے اور اس کے قریب جانے سے رسولؐ کو روکا اور حکم دیا کہ اسکو مسمار کرا دو اور جلا دو اور وہاں ایک مزبلہ بنا دو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کی تعریف کی اور فرمایا کہ اس مسجد کی بنیاد روزِ اول ہی سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ ضرور اس کی حقدار ہے کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو۔ مسجد قبا شہر مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور رسالت مآبؐ ہی نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ سب سے پہلے جس مسجد میں حضورؐ نے نماز پڑھی وہ یہی ہے۔ اس میں نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔

رکوع ۱۴

آیات ۱۱۱، ۱۱۲۔ بیشک اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض خرید لیے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل ہو جاتے ہیں۔ خدا کا یہ پکا وعدہ توریت، انجیل اور قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ توبہ کرنیوالے، عبادت گزار، خدا کی حمد و ثنا کرنے والے، روزہ رکھنے والے، اس کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنیوالے، نیک کام کا حکم کرنیوالے، بُرے کام سے روکنے والے اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں پر نگاہ رکھنے والے ہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان مومنین سے مراد ائمہ معصومین اور شہداء کربلا ہیں۔

مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبیؐ اور مومنین پر جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں تو اس کے بعد یہ مناسب نہیں کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں۔ اگرچہ وہ مشرکین ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں ـــــ اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا آذر کے لیے جو مغفرت کی دعا مانگی اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اپنے چچا سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ یقیناً خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ بیشک حضرت ابراہیمؑ بڑے دردمند اور بردبار تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے چچا آذر کے لیے دعائے مغفرت مانگنا

قرآن کے متن میں لفظ اَبْ آیا ہے جس کے معنی باپ کے ہیں مگر عرب میں لفظ اَبْ چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا چچا آذر بت تراش اور بت فروش تھا۔ اس نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسلام قبول کرے گا۔ اسی لیے آپ اس کے لیے دعا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ کو یقین ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائے گا اور وہ خدا کا دشمن ہے تو آپ نے اس پر تبرّا کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے مشرک چچا کے لیے دعاء مغفرت مانگنے کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ مریم آیت ۴۷ اور سورۃ الممتحنہ آیت ۴ اور سورۃ الشعراء آیت ۸۶۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے نبیؐ کے وسیلہ سے ان مہاجرین اور انصار کو توبہ کی توفیق دی جو حضورؐ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لیے نہیں گئے تھے، بلکہ بعد کو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے اور ان تین مومنوں کی توبہ قبول کی جو غزوۂ تبوک کے لیے نہیں گئے اور گھر ہی میں بیٹھے رہے۔ یہ لوگ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرار بن ربیع تھے۔

اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

رکوع ۱۵ خدا نے ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی اطاعت و پیروی کرتے رہو۔ یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے۔ لہٰذا ہر زمانہ میں کسی نہ کسی صادق کا ہونا ضروری ہے (مستند روایات میں ہے کہ صادقین سے مراد اہلبیتِ رسولؐ ہیں)۔

رکوع ۱۶ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو حکم دیا کہ آس پاس کے کافروں کے ساتھ سختی سے جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور فرمایا کہ ہر نئی سورۃ

ایمان لانے والوں کے ایمان میں اضافہ ہی کرتی ہے اور منافق کے شک کو بڑھا دیتی ہے۔ وہ مرتے دم تک کافر ہی رہیں گے اور کفر ہی کی حالت میں مریں گے۔

لوگو سنو! تم ہی میں سے ہمارا ایک رسول ؐ تمہارے پاس آ چکا ہے۔ وہ تمہارا خیر خواہ ہے اور ایمانداروں پر شفیق و مہربان ہے۔

اے رسول! اگر اس پر بھی یہ لوگ تمہارے حکم سے منہ پھیریں تو تم کہدو کہ میرے لیے خدا کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

کافروں سے جنگ کرتے رہو۔ منافق کفر کی حالت میں مریں گے
اللہ کا رسول ؐ مومنوں کا خیرخواہ ہے۔

سُورَةُ النَّصرِ

(۱۱۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

نام پہلی آیت کے لفظ نصر کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورۃ فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں نازل ہوئی اور پہلی آیت کے لفظ "فتح" سے مراد فتح مکہ ہے۔

لیکن دوسرے مفسرین کی رائے میں اس کا نزول حجۃ الوداع کے بعد آخر ۱۰ھ میں ہوا اور لفظ فتح سے مراد کوئی خاص معرکہ نہیں، بلکہ جب سارے ملک عرب کے قبیلے حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

ترجمہ: "جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور اے نبیؐ! تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔"

بہر حال اس سورۃ کا نزول جب بھی ہوا ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اصل مقصد یہ ہے

کہ جب پورا عرب اسلام کے زیر نگیں ہو چکے اس وقت آنحضرت ؐ کو ہدایت کی گئی کہ حمد کے ساتھ اپنے رب کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں۔ یہ بالکل آخری سورت ہے جو نازل ہوئی۔

یہاں 'حمد' کا مطلب یہ ہے کہ اس عظیم کامیابی کو اللہ کا فضل و کرم سمجھو اور اس کا شکر ادا کرو اور اسی کو تعریف و ثنا کا مستحق سمجھو۔

تسبیح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر لحاظ سے پاک اور منزہ قرار دو اور اس بات کا یقین رکھو کہ تمہاری کوشش کی کامیابی اللہ کی تائید و نصرت پر منحصر تھی۔

مغفرت کی دعا کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حق ادا کرنے میں جو کوتاہی ہوئی ہو اس سے درگزر فرما۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا مانگو۔

روایت میں ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہؐ کثرت سے یہ ذکر فرماتے رہتے:

سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ط

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No.2
KARACHI
PH. 7211795

NAJAFI B LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

التماس سورۃ فاتحہ

برائے تمام مرحوم مومنین و مومنات بالخصوص

- مرحوم حاجی دیوجی جمال
- مرحوم حاجی نظر علی دیوجی
- مرحوم احمد نظر علی
- مرحوم حاجی محمد جعفر نظر علی
- مرحوم حاجی حسین نظر علی
- مرحوم حسن علی نظر علی
- مرحوم حاجی امیر حسین محمد جعفر
- مرحوم محمد بھائی رحمت اللہ
- مرحومہ سارہ بنت جمال
- مرحومہ فاطمہ نظر علی
- مرحومہ خیر النساء بنت حاجی نظر علی
- شہید ڈاکٹر سبطین ڈوسا
- شہید آغا سلطانی
- شہید صادق علی ہمشیری

ہماری مطبوعات

- اسلام دینِ فطرت
- اسلام دینِ معاشرت
- اسلام دینِ معرفت
- اسلام دینِ حکمت
- فلسفۂ معجزہ
- فلسفۂ شہادت
- فلسفۂ ولایت
- فلسفۂ حجاب
- فلسفۂ احکام
- تاریخِ عاشوراء
- گفتارِ عاشوراء
- بنائے کربلا
- مرگِ گُل رنگ
- مکتبِ اسلام
- مکتبِ رسولؐ
- مکتبِ تشیّع
- آخری فتح
- انتظارِ امامؑ
- توضیح المسائل اردو
- توضیح المسائل فارسی
- شریعت کے احکام
- کتابُ الدعاء والزیارات
- اعمالِ حج
- حکایاتُ القرآن
- حیاتِ انسان کے چھ مرحلے
- مقالاتِ مطہری
- بُت شکن
- مَردِ انقلاب
- ہار جیت
- بہلول عاقل
- فُزتُ بِربِّ الکعبۃ
- سخن
- ابُوطالب ۔ مظلومِ تاریخ
- تفسیر سورۃ حمد
- شرح قرآن
- سیر و سلوک
- یسّرنا القرآن
- غدیر کی برکتیں
- تعلیماتِ اسلامی
- پاسدارانِ اسلام
- دعائے خلیل، نویدِ مسیحا
- انسانِ کامل

نیز بچّوں کے لیے دل چسپ مذہبی کہانیاں بھی دستیاب ہیں!

اُردو اور انگریزی مطبوعات کی مکمل فہرست تمام بک اسٹالوں پر دستیاب ہے طلب فرمائیے

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان